

L. 9167

ساز
۷۸۱

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا

الذي كنا في ضلال

عن هذا الطريق الذي كنا في

ضلال عنه فهدانا لهذا

الذي كنا في ضلال عنه

والحمد لله



قدوس مت رسول رسول
 پیر کے ہون دن پچاس ہزار



ریویو ۸۰۳

مینوسپل گزٹ الامہ رشتی، بن محمد، اب ڈیڑا بنہا، اسے مندر لاجو رہنے لے سے
ماہوار جاری رہی ہے۔ تاہم بنہا سٹیوں کو حادثات، ملاح، نہ ورنی، جو
توجہ، لانا، اس کا خاص مقصد ہے۔ یہ ہر سال ہے جو اس مقصد کے لئے شائع ہوا ہے
یہ جو کہ ملک میں اس کی سی قی کی جائے گی اور مالک رسالہ کو مدت ۱۰۰
مو کا قیمت عام سالہ معاشی۔

سویش یہ چارک لاہور سو ادنیٰ تحریک کو قی مانے اور اس میں بس کی وج
چو کے سے سے س نام کا نیا اخبار لاہور سے شائع ہوا ہے۔ چہ تال سے شائع
کا خیر مقدم کیے ہیں اور کامیابی کے لئے، عا کو بن لینڈ اس کا سیاسی اس مالت کی بل
ہوں۔ یہی صنعت و حرفت کی طرف واقع میں رہند و سنانوں کو دی توجہ ہے اور یہ کہ
نہیں اپنے ملک کی واقعی محبت سے۔ بنہا کے ریکٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی
شاعت... ہے اگر ابتدا ہی میں اور نہ میں صحاب نے یہی فائی کی توجہ
کے لئے بڑی ترقی کی امید ہے۔ یہی سیتی کے شعلوں تو مہلن بہت سے لے دو محنت
صراحت اس بات کی ہے کہ کہا دیا جائے سویتی تحریک کسی خاص روز کے لئے فختس
نہیں ہے جس قدر مسلمانوں کے لئے سکی ضرورت ہے کسی قدر بندہ ان کے لئے
ماگہ اختلاف کی وجہ سے یہ قومی سند بن جائے۔ تاہم دیا اپنی مخالفت میں رہا
ہو گئی ہے۔ رفت نامہ نے ہر ملک کو یہاں ۵۰۰ اینوں کے لئے بھجوا کر دیا ہے کہ فخر و فافا
سے بچنے کے لئے علی پیشوں کی لہا اپنی مولے میں حیف ہو کہ بس سنانوں
نے سکی جانب توجہ نہ کی۔ یہ خدائی حال، صحن بر شائع ہوتا ہے قیمت پتی سے سالانہ
شکستہ میں نام کا جدید، جو رسالہ پتی سے شائع ہوا ہے۔ اس کے مقصد حسب ذیل
ہیں۔ آردو لٹریچر کی ترقی رہند و سنان کی اس مہذب سوسائٹی پر جو خبریں سے مجرور ہے

مگر شائستگی کی دلدادہ ہے۔ اگر بڑی تہذیب کی روشنی ڈالنا۔ نیک اثر قبول کرنے کی تحریک کرنا پہلے پرچم میں سبکدوش کا مشہور ڈراما جو آپ پسند کریں۔ شروع کیا گیا ہے۔ قیمت مع حصول ڈاک ۵۰۰ اس کے علاوہ خریدار کو جمع کی کتاب میں مفت ملتی ہیں خط و کتابت کا پتہ۔ آریہ پتر سبکدوش گرانٹ روڈ بمبئی۔

تہ نظر۔ یہ ایک عجیب و غریب نام ہے جو حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی منقبت میں ہے اور جناب شہر پہلی شہری لے اسے تعریف کیا ہے۔ اگرچہ آپ نے یہ قصیدہ کم فرصتی کی حالت میں بہت عجلت کے ساتھ کہا ہے مگر شاعری کا حق یہاں سے بڑھ کر کیا قصیدہ کہا جاسکتا ہے۔ شائقین میجر اگر وہ اجناس سے طلب کرنے بڑھیں اور داد دین۔ قیمت ۲۰۔

تاج مخمور۔ مشہور۔ معروف کبھی مشق۔ ستائش حضرت فاطمہ زہرا سی کا یہ دیوان ہے جو انہی بے انتہا عجبیوں اور شاعرانہ خوبیوں کے لحاظ سے فی الحقیقت تاج مخمور ہے اس دیوان میں ہر مصرعے کے لئے سر تراش ہے اور بے اختیار قابل مصنف کو داد دینے کو جی چاہا ہے۔ ایسا شاعری کے لیے جناب فاطمہ کا وجود سراہا ہے۔ کسی آئندہ پرچم میں جناب فاطمہ کی سوانح عمری شائع کرے ہم دیوان کی چید و چیدہ غزلیں درج کر سکیں۔ لہذا سرمدت زیادہ لکھنے کی خدمت میں ہے۔ سید وزیر حسن صاحب محد کو ری گنج شہر بنارس کے پتے سے تاشیف کریں قیمت صرف ۵۰۰۔

زلزلہ ہند۔ ۳۰ اپریل ۱۹۰۷ء کا ہولناک اور جگر خراش زلزلہ شمالی ہند نہ کہیں جھکو بھول سکتا ہے۔ اس کے دل و زار و ہیبت ناک واقعات فراموش ہو سکتے ہیں۔ اس صمیم کتاب میں اس زلزلہ کے تمام حالات از ابتدا تا انتہا شرح و بسط سے درج ہوئے ہیں اور عام حالات قلم کار کے ذمہ بربادی اور تلافی جان کی دردناک تصویر کشیدہ ہے کہ گورنمنٹ کی امداد انجن امداد کا قیام۔ ہندو وغیرہ کا حال سب مفصل درج ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان اور غیر ممالک کے زلزلہ بڑی روشنی میں لکھی گئی ہیں اور زلزلہ۔ کہ وجود۔ سبب۔ مطلقاً مقدم۔ پروفیسر میلن کی رائے اور مذکورہ جاپانی پروفیسر کا تحقیقات کے لئے لکھا۔ اسکی تحریریں۔ گورنمنٹ جاپان کی مدد دی اور۔

اور اہل کا تفصیل کے ساتھ ذکر ہے منشی محمد عبدالقادر صاحب تائب نے بڑی کارآمد کتاب زلزلہ کے متعلق پبلک کے سامنے پیش کی ہے جو ہزار قدر دانی کی سہی ہے ۲۷ صفحوں پر یہ کتاب ختم ہوئی ہے اور اس کے علاوہ دو سہرا حقہ بھی منشی صاحب تیار کر کے عنقریب شائع کرنے والے ہیں۔ زلزلہ کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ اس کتاب کے علاوہ نہیں مل سکتا۔ تاریخ کی تاریخ۔ فلسفہ کا فلسفہ ہے۔ باوجود اس ضخامت کے قیمت صرف بیس۔ بیس کا پتہ پر دوپڑا شرمی پریس کو شملہ ہے۔

ہستم

غزل جناب مرزا محمد حسن صاحب فائز بناری

آج کون اسے دل بیتا بہ قرآنا ہے
موت آئی ہے نہ اجا نے کہ یار آنا ہے
حسن بگہ وین ہو گئے گہ و سیرین
کچھلی سانپ وین جا کے اُتار آنا ہے
تو دے خبر کے بہ دور وں وں
تیرے کوچے میں تجھے جاکے پکار آنا ہے
جب سے آتے ہیں ہم کو وہ بات کے
نالکروقت اسی دن سے جا آنا ہے
موش و مائیں رہنا راضی سن سے
رنگ فریاد کا میل کو ہزار آنا ہے
جنگی جان پہ فوس و مہوس و کنار
دو بگڑنے میں مجھے اور بھی پیار آنا ہے
جھکے و نہ بھی تھا ہے غفلت کیا ہے
موتیوں کا متین بینا نے وہ ہار آنا ہے
جکنا رقی کی ہوس فوس میں آنا ہے
یار آنا ہے کہ ہنگامہ فشا آنا ہے
باجی کی کا یہ ہے دیان نہ ضدی ہو گنا
خوب میں اُنکے تمہید دن ہار آنا ہے
جو جھپڑ جو کیے وہ تو نہیں گن سکتے
خوب ہوسوں کا گدگد کو سنا آنا ہے

مل گیا کہ میں فائز یہ نہیں تم کو خبر
اڑ کے میں کی طرف سکا ہار آنا ہے

سید طاہر علی صاحب ہر فرخ آبادی

ہو سے مکروہ جناب تاہر نے ز او غایت خود ہی تخفیف کر کے اس کے سطر
تو بر فرمائے ہیں۔ سبب سے جو جوشہ قابلِ دخل نظر ہو۔ ان کا مستوہ ہے
یہ سن سکن میں اپنی حامی ظاہر کرتے ہیں مگر خدا وین کما جاتے ہیں نہ موجودہ شعرا
کی صف وں میں محدث تمام کی نشست ہو۔ جسے ہی کہہ متفق شو۔ سے غافل کو
نام ہوتی ہے۔ کئی غافلین آپ کی ہمارے سے سے موجود ہیں جس سے ہوا خط سے
کہہ متفق اور مست واد رنگ ظاہر ہوتا ہے۔ اس امر میں آپ کی جیسے غافلین
... سفری انصار و ریح میں تیدہ انما عہد کلام ظاہر کے عموں سے بقیت
غافلین بہت لئے کر گئے۔ منہم

مات سے متعلق سی بات کی محکم
بھڑا ہے تو من لیتے قصا مے اس کا

طاہر علی والد ماجد کا نام نامی میر طاہر علی جد مجد کا اسم گرامی سید مظہر علی اصلی وطن
ولایت فیض پور ان کے بزرگ پیشا پور سے اور وہیں اگر وزیر امالک کے متہ سل جوئے
اور تو من قصبہ موہان مصافات لکھنؤ اختیار کیا شاہی وقت میں اعلیٰ سنا ص پائے
پیشہ طبابت بعض کافن سپہ گری شاعری و خوشنویسی سے کوئی خالی نہیں میرے دادا
میر مظہر علی صاحب کا پنور میں آکر سرکار انگلشیہ کے نوکر ہوئے دادا وہیں پیدا ہوئے
میں نشو و نما پائی وہ بھی سرکار انگلری کے ملکنوار رہے مگر زندگی نے وفانہ کی عین
شمال میں رحلت فرمائی سب کارخانہ درہم و برہم ہو گیا میری عمر اس وقت چھ برس
کی تھی میری والدہ محکو فرخ آباد میرے نبیال میں لے آئیں نا ناما میرے میر جان
مہ صاحب بخارا کے سادات عظام سے تھے اور بعض نفیس شجاع الدولہ والی کابل
کے عمراہ ہندوستان میں آئے تجارت پیشہ تھے انہیں کے سایہ عاطفت میں میں نے

پردہ پوش پانیس وجہ سے فرخ آبادی مشہور ہوا۔ علم فارسی و صرف نحو و طب حافظ قاضی فضل احمد صاحب فرخ آبادی مرحوم سے حاصل کیا یہ میرے ارشتہ کے دادا ہوتے تھے سات آٹھ برس کی عمر سے موزون الطبع ہون مکتب میں عیدیان وغیرہ کہتے کہتے غزلین شروع کر دیے مثنوی امدا حسین صفیر فرخ آبادی سے اصلاح لی اور حضرت شیخ امداد علی تاجر لکنوی سے بھی افادہ حاصل کی یہ میرے استاد کے استاد تھے۔ بد اقبالی تو مجھ سے قول باری چکی ہے منتہاے نوکری سرکار انگریزی عہدہ پیشکاری عدالت کلکتہ ہی نہ رہی۔ ان کی تنخواہ لکھ تھی بٹن پاتا ہوں وہ بھی خوبی قسمت سے نصف نہیں تہا بی نہیں قلیل نمبر ۶۴ برس کی ہوسرکاری ملازمت اور دائمی علالت کی وجہ سے قرار دہی مشق سخن نہ ہو سکی اب آخر عمر میں کیوں ہوئی تھی تو دوران سر کے عارضے ساکت و صامت کر دیا تصانیف و علاوہ متفرقات کے دو دیوان شاقانہ اور ایک دیوان الفت کا ہے ایک دیوان عاشقانہ چھپ گیا ہے اور دو چھپنے کو باقی ہیں دیکھتے چیتے ہیں یا چیتے ہیں۔

ظاہر فرخ آبادی

غزل

پیری میں عشق چہرہ گل رنگ یار کا	ایجا کلا خزان میں شہد بہار کا
وہ فاتحہ کو آئے تو ایسی خوتی ہوں	نہیں لگا چرخ ہمارے مزار کا
سائل ہر جامہ کامے ساقی سے چرخ پیر	خوشید پر گمان ہر کف رعشہ دار کا
س بات پر خائب وہ بت پوچھکر مزاج	یہ یوں کہا کہ شکر ہے پروردگار کا
کوئے حبیب میں ہر نہ چشم رقیب میں	آخر کہیں پتا بھی ہے میرے ہمار کا

ظاہر ہی تو مطلع انوار ہے گلی
آنکھوں کا نور سایہ ہے دیوار کا

غزل

بات سے سانی کے نشہ میں جو ساغر گر پڑا
 صید کرتا کسکو تیرے آگے اوناوک فتن
 ایک ہی افتاء کج فی تھی مٹانے کے لئے
 کوئی جانان سے دگر امش نے ابھارا ہٹا ہجو
 زارہ کیسا یہ آیا نالہ و فریاد سے
 لٹ گیا شرمائیا اس سرود کہ دیکھ کر
 ایجنہ ان اللہ سے میری رک جان کی تڑپ
 یمن بھل جھگو جہا خوف روزِ محشر ہے
 خاک میں مجھ کو ملائی یہ اتھیلی کی جال
 ہم نہ کہتے تھے کہ ظاہر جان دو گے عشقین

ولہ

خاطر باد کشتن کر یوں ہی دو چار برس
 غنہ ش کا جواب وہ نہیں آنے کے
 جس نصیب سے لبس کی ہر شب غم یار
 بزمِ درد و فغان دور تو مہول کا بخار
 یہ سب بجا محبت ابھی مرنے کے نہیں
 یہ وی آنکھوں سے چپ چپ کے ہوا باندھی
 آج دور دھن میں کیا آج ہی منجائیں گے
 دھوم برسات بہرے ابر ہی بھی تو کیا

کشت امید ہوئی جاتی ہے ظاہر کی بتا
 اے صحاب کرم سپید ابرار برس

میں تیرے سب سے شکم بھول گیا
 تیرے چہرے پر رست تو بھٹکتا ہی رہا
 اے غدر کرہ بندہ میں دیکھ اُس نے
 ستون لفظ رونے کس کس کو کیا نہ خراب
 اپنے بستر پر جو اُٹھا تو چلا اور کے میں
 اے کعبہ اُٹھو ابھی وہ جب ان قاصد
 ایسے کی ہوش کہ بنا میں فراموش ہونے
 وصل کی بجگو توقع ہے راحال یہ ہے
 سبق جد لفت بھی عصب کا ہر سبق
 تکرار ہر دم رحمتہ آیات ہر

ایضا

اُس جاہلی جبین پر جوں فدا کرے گا
 لیونکر کہیں کہ دشمن تخت سے فدا کرے گا
 کا کرنے وقت صحت نکال چلی بھالی
 بے اُن فصل گل میں نکیش رہیں گے
 عجب سو منہ اے محمد بکا بھی ہو
 فصل نہ اٹکے جسے ہاں جو کے دینا
 دھو دیا ہے مجھ سے یہ راکھ کی
 عشق نماں میں حاکم بہ خط اب بس

ایضا

ہر دم میں صفا ہوں یہ پروت سے
 ان دنوں میں اب ستی تجھ سے
 یہ عشق تو جہمت و مت سب سے

و تو اور غم داغ جسگر بھول گیا
 ایسے گم ہو گئے اسان کہ کھر بھول گیا
 وعدہ وصل کیا مجھ سے مگر بھول گیا
 میں تو رہا تھینہ میں کھسک رہا گیا
 تیرے باب یاد کیا اور جسگر بھول گیا
 کیسے پیغام کہ اپنی ہی خبر بھول گیا
 ایسی کیا یاد کہ خالق کو رست بھول گیا
 اے ہر اوار کیا نہ گئے ہر بھول گیا
 جسے وہ حرف پڑے سارے نہ بھول گیا
 ظلم اپنے فلک شمسہ رہ بھول گیا

انوکھی نیند کیسی تار سے کٹا کرے گا
 میں دل تو تو سے بت بندہ و زلیخا
 میں سارے دل یہ سمجھ وعدہ وفا کرے گا
 زہر کے تلوے ہوٹے فانی گلہ کرے گا
 میں جل اپنی دشمنی عیب کرے گا
 جہلا کیا نہ تھا کہ وہی عیب کرے گا
 اسے بہن تار سے شک نہ کرے گا
 بد وہی تو نہ تھا جو چوڑے سے

یہ جی ال کی بھلا کرتی سے جس جانے سے
 میرے بے ہوشی میں نوسہ بڑے سے
 تجھ پر ہونی مولیٰ بڑی سے بدست سے

میں ہاں ہو کے الگ بیٹھے ہیں بیگانے سے
 موش میں آؤ کہاں جاتے ہو میخانے سے
 آگئی، یڑیوں تک زلف رساٹانے سے
 تیرے آنے سے جوانی کے چل جانے سے
 یہ وہ پتھر ہیں کہ ٹٹتے نہیں تنجانے سے
 بات بڑی ہوئی مٹی نہیں کہہ لانے سے

متفرقات

چھترے جس آئینہ میں جو ہر نہیں ہوتا
 نامہ بر بیٹھے رہے بازی کبوترے کیا
 تلوار جو ہوتی ہے تو فاساں نہیں ہوتا
 کوئی حامی نہیں بہر تا کہ اُنہیں لائے ہیں
 فرش آنکھوں کا بچھا دیگے بچھانے والے
 پتھر کو لعل کرتے ہیں سر ہوڑ ہوڑ کے
 ہرق کے ساتھ چمکتا ہے نصیباسیر
 خوب آگئی اسے موت تری عمر ٹری ہے
 ہاتھ سینے پر جو رکھنے دو تو جانوں ہوٹ سچ
 آئے عامل پڑو گئے دو چار منوں ہوٹ سچ
 بندگی عجیب رگی مشہور ہے
 اسکو میں جانوں یا خدا جانے

ہاں ذرا صور سے مٹی ہوئی فریاد رہے
 اسکو جیتی نہ ملے جسکو سبق یاد رہے
 خلق پر خنجر زبان پر ہر جہاد یاد رہے
 چلبان لینے کو فریاد کیے جائیں گے

تیری مٹھل میں ہر راہ نہیں پرسان کوئی
 رندا آٹتے ہیں تو کہتی ہے قدم کی لغزش
 جھکو دیکھا جو قدموں تو اللہ ری حرص
 دوسرے صدے ہوئے اسے عالم سرتی جھکو
 راہ پر لڑوں جنوں کو میں ابھی لیو بکھر
 مشکل عشق میں لازم ہے محسوس ظاہر

دل عشق سے خالی ہو تو بہتر نہیں ہوتا
 حشر طہا با و جانان خط اُزا کر لے گیا
 سامان شہادت کبھی اسے دل نہیں ہوتا
 دوست منہ نکلتے ہیں ناصح مجھے سمجھاتے ہیں
 کہیں آئین تو سہی خواب میں آنے والے
 جو ہر ہمارے دیکھتے ذرا تک تو آئیے
 مہرے برستے ہیں وہ ڈر ڈر کے لپٹ جاتے ہیں
 میرا محبت نے ابھی یاد کیا ہوا
 کیا کہا تھے کہ دل دہر کا کسی کی آدھے
 میرے سر سے یوں اُترنے کا نہیں سبب عشق
 اسے برہنہ دیر سے جانوں کہاں
 دلی روداد کو لی کیا جانے
 حشر میں حشر با اسے دل ناشاد رہے
 مکتب عشق کا دستور نرالا و یکہا
 دل اُسی تیرے محرابِ درجلا دے
 جھیریم اسے ستم ایجا دے جائیں گے

طریقہ پرورش اطفال

پرورش و تربیت اطفال تعلیم اطفال سے جدا گانہ ہے اور مقدم تربیت و پرورش معقول اطفال کی ضروری ہے اسلئے کہ اُن میں بقول تعلیم کی صلاحیت پیدا کر اسے۔ ہماری خیر خواہان قوم بچپن کرتے ہیں اور نزدیک و دور سے علماء کو مدعو فرماتے ہیں کہ ایسی صورتیں نکلیں کہ مسلمانوں کے اطفال کی معقول تعلیم ہو۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ بھی قومی کی ایک بڑی ہی خواہی ہے۔ مگر یہ قابل خیال ہے کہ اگر بہتہ از قوائے روحانی یا مسمیٰ میں نقصان آگئے ہیں تو بغیر اس کے کہ وہ نقصان رفع ہو لین یہ ممکن نہیں ہے کہ بچوں کی طبیعت میں صلاحیت اخذ علم کی معقول طور سے آئے۔ پہلے چار۔ چھ ہی خواہان قوم کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ جب بچہ چار برس کا ہو اس کی پرورش کے اسلوب پر غور کریں ہندوستان کا ملک گرم ہے ابتداً غذایہ میں بچوں کے یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ ایسی غذا میں ہوں جو محرک ہوں۔ ایک بڑی قوم ہندوستان میں اس وقت موجود ہے اور نہایت ہی فروغ یعنی بنگالی اُن کے لڑکوں کو گوشت اور ایسی قوی غذا میں جو قوت ہے کو قبل از وقت فروغ دین نہیں جاتی ہیں۔ اسے ہمسایہ ہندوؤں کی حالت دیکھتے استغناء اقسام گوشت ہندو گہروں میں بہت کم ہے۔ اولاً یہ بات قابل غور ہے اور تشریح کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ ایسی گرم غذا میں کہ جن سے قبل از وقت بلوغ ہو۔ اور وہ باعث انتشار و بلوغ ۱۳۔ ۱۴ برس کے سن میں لڑکوں کا نہ ہونے دینی چاہیے اب انگریزی طریقہ یہی چیزیں بہت میں ایسے غذا یہ بہت ہیں کہ جو خاص بچوں کے لئے ایجاد کیے گئے ہیں اور اُن لڑکوں کے لئے ہیں جو بچپن سے نکل کر آگے بڑھے ہوں۔ مگر انہوں نے یہ ہے کہ ہمارا قوم کے والدین اپنے بچوں کی تن پروری کی فکر میں ان کے قوائے فطرتی کو اور قوائے روحانی کو برباد کر دیتے ہیں۔ بیان ایک اور بہت ضروری قابل غور ہے کہ نیو نینس۔ سربراوردہ ہوا اور تمام فرانس اُنکے قبضہ میں آیا اور یورپ پر پڑا و باؤ اسکا پڑا اور اسکا

تجربہ بہت وسیع ہوا اسکا قول یہ تھا کہ فرانس میں افسوس بچوں کی پرورش کے لئے مائیں نہیں
 ہیں۔ اس میں کھینک نہیں کہ بچوں کی پرورش اور انکی نگرانی خصوصاً اس زمانہ میں کہ جنگ
 وہ پانچ پھر برس کی عمر کو پہنچیں ماؤں سے بہت کم کوئی نہیں کر سکتا اسلئے اسکی شدید ضرورت
 ہے کہ باپ خود نگرانی بچوں کی کرے اور ہمیشہ ہدایت معقول لڑکوں کی مان کو اس باب میں
 دے۔ کیونکہ ہندوستان کی مہیاں عدم تعلیم کی وجہ سے اور نیز پرودہ نشینی کے باعث سے
 دنیا سے واقفیت نہیں رکھتیں۔ ایسی پرودہ نشین بی بی کسی فعل کے نتیجہ کو کیا سمجھ سکتی ہے جب
 بچہ وہ بی بی کو دے الگ ہو تو پیرا اسکو عورتوں کے پاس رہنا کسی طرح جائز نہیں اور ہم ہندوستان
 کے ہر مین نوٹ بان و ایان مائیں مغلایان کثرت سے ہیں ہمیشہ والدین کو ایسی کوشش کرنی
 چاہئے کہ اس فرقہ سے لڑکے اور بچے الگ رہیں۔ بعد مکتب بچوں کو مہذب لوگوں کی صحبت
 میں رکھنا چاہئے اور ہمیشہ یہ خیال کرنا چاہئے کہ خانہ زاد اور غلام بچوں کے ساتھ نہ رہیں اور
 جو طلبہ بچوں کے ساتھ بڑھیں جیسا کہ عموماً مسلمان گہروں میں دستور ہے انکی وضع کی بھی نگرانی
 کریں ہمیشہ ایسے اسکولوں میں لڑکوں کو دینا چاہئے کہ خوش اطواری و اخلاق حمیدہ
 اُنکے بڑھیں۔ اور ماسٹرؤں کا یا مدرسون کا یہ ایک فرض منصبی ہونا چاہئے۔

سٹر یونیک سررشتہ تعلیم کے ایک پرانے تجربہ کار آدمی تھے انہوں نے ایک پٹنہ کالج
 کی تفریب میں یہ فرمایا تھا کہ مسلمانوں کے لڑکے بارہ چودہ برس کے سن تک بہت اچھی طرح
 پڑھتے ہیں اور جیسے جیسے اُن کا سن بڑھتا ہے انہیں عبادت آتی جاتی ہے۔

اب پہلا مسئلہ یہ ہے کہ بچوں کی قوت نامیہ بڑھانے کے لئے کس قسم کے افدہ اور
 اثر بہ ہونی چاہئے دوسرا امر اہم قابلِ ملاحظہ یہ ہے کہ ان کے رہنے کی جگہ کیسی ہونی چاہئے
 فیصلہ امر اہم جو سب سے زیادہ قابلِ خیال ہے۔ وہ یہ ہے کہ ابتدا سے بن شہور سے ان کو
 کس قسم کی صحبت ہونی چاہئے۔ نسبت پہلے امر کے میں یہ عرض کروں گا کہ اچھا اور ڈاکٹر دن کے
 اسکاتھ رہ لینا چاہئے۔ اور سارا مریہ ہے کہ ہر ذی ولد آدمی کو ہندوستان میں کہ پلیگ اور
 طمیرس بنور کی کان ہے مکاتون میں کس قدر صفائی درکار ہے۔ ہمارے ناظرین اس
 نگہداشت پر ناخوش نہ ہوں گے کہ بڑے بڑے عالیشان مکانات باہر سے دکھائی دیتے ہیں

اور توقع کی جاتی ہے کہ ان میں نہایت صفائی ہوگی مگر جب اندر جائے تو محض خلافت
توقع پائیگا۔ کہ اسکے گرد و پیش میں ہنوک کبکار اور بان کی پیک میں قبیل اسباب زینت سے
اور جیسا جناب باری نے ناک کو دماغ کی مہری میں چہرے پر بنا دیا ہے ویسے ہی اُن لوگوں
نے اپنے مکان کی مہری میں مکان کے رخ پر رکھی ہے۔ یہ خدائی مہری جو چہرے پر بنی ہوئی
ہے وہ تو اس قابل ہے کہ آدمی دیکھا ہی کرے۔ مگر ان مہربوں کی حالت یہ ہے کہ ہم ہندوستانی
تو عادی اسکے ہیں مگر انکی کیفیت کسی انگریز سے پوچھئے۔ رجبہ ایک مرتبہ دو عہدہ دار جلیل انگلشیہ
کے ساتھ ایک بڑے رئیس اعظم کے ہاں جانے کا اتفاق ہوا۔ راہ میں واپس آنے کے وقت
انہوں نے انکی سخت تکایت کی کہ دماغ اختیار سے باہر ہوا جاتا ہے اور ایک سے ان میں سے
تیسرے روز مجھ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ جب ہم اپنے مکان پر آئے تو ہم نے
تے کی درمیان رات فاقہ کیا۔ دماغ انسان کا نہایت ہی نازک جز ہے اور بدو اور کثافت باعث
خرابی قوی اور دماغ دو لون کے ہیں۔ آئے دن غیب بچوں پر تو اثر پہ آب و ہوائی کا ہے ہزار کی
صحت کب حصول عہد میں انکی معین ہو سکتی ہے لڑکے جب اس قابل ہوں کہ وہ درگاہ میں پہنچا
جائیں اس وقت اس امر کی اجتناب بہت ضروری ہے کہ انکو دانیوں ماماؤن خدمتکاروں کی صحبت
نہ رہے اور ایک تاہین معقول مہذب عہد ان کے ساتھ رہنے اور انکا دست بن جائے۔ اور
سماں کی ہمیشہ نگرانی رہتا رہے کہ وہی ماماؤن کے چوکے۔ در محلہ کے اراذل کے لڑکے
انکے ہمستہں و ہمیں ہوں۔ چنانچہ اب کلچر میں ہوشل کا انتظام ہو رہا ہے۔ اُس سے عرض اصلی
یہی ہے کہ بچوں کے احوال پر پوری نظر رکھی جائے۔ ہمیشہ کا دستور یہ ہے کہ جب کوئی شخص کچھ بنایگا
اور وہ کرتا ہے یا کوئی کام کرنے کا قصد کرتا ہے تو اسکے سامان مہیا کرنا ہے اور جب سامان اچھو
مہیا ہوئے تو وہ کام پھر انجام ہو۔ مکان بنے تو مضبوط و مستحکم بنا۔ سمجھ لو کون کی حالت یہ ہے کہ
ہوگوئے گی کی تعلیم ایک امر اہم ہے اس کا بہتہ انی سامان جب تک درست ہوگا جب تک یہ
توقع نہیں کی جاسکتی ہے کہ لڑکا پسندیدہ تعلیم پا کر اپنے شہر کو چوسنے۔ حضرات ایک انگریزی
قول یہ ہے کہ کوئی اپنے بچوں کے اخلاق درست کیا جائے تو پہلے اسے اخلاق درست
کے۔ افسوس ہو کہ مائیں تو تعلیم دیتے ہیں ہی نہیں کہ وہ غیب اس کے نکات کو سمجھیں باقی رہے

بچوں کے باپ وہ ان اقسام کے لوگ ہیں۔ وہ دلتند۔ نوکری پیشہ۔ تجارت پیشہ۔ یا مزدور۔ وہ دلتند
کو بندہ دستان کے اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہیں۔ ہر شخص اپنے گریبان میں سر ڈالکر
خود اپنے اطوار کو دیکھ سکتا ہے اور ناظرین اسکو خود خوب خیال فرما سکتے ہیں۔ وہ غیب بچے
جنہوں نے آگے کیلئے ہی باپ کا سامان عیش و عشرت دیکھا۔ فرمائے اُسکا جی پڑتے لکھنے میں
کیونکر لگ سکتا ہے اُس نے تو یہ سمجھ لیا کہ دنیا میں یہی چیز ہے۔ ورنہ ہمارا باپ کیونکر تاجپون
کا ل مثل صفیہ کا خد کے ہے اسپر جتنے نشان پڑیں گے وہ انفس کا لُج جو بائیں کے پس لازم ہے
کہ باپ اپنے اطوار کی اصلاح کرے اگر یہ چاہتا ہو کہ بیامقول و رنوش وضع ہو۔ ناظرین محض
فرمانیں گے۔ ایک میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ جس سے ناظرین خیال کرینگے کہ باپ کے افعال
آئینہ دل پر بچوں کے دیباہی جاگزین ہوتی ہیں جیسا ذنوی تصویر کا عذیر اُترتی ہے۔ میں اتفاقاً
سے ایک رئیس کی ملاقات کو حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ چند مصاحب جمع ہیں اور نفیس حقے
اور ایک ارباب نشا طین سے جو وجہہ الصورت تخی وہاں بیٹھی ہے۔ مجھ سے اُن سے ایک مقدمہ
کے بارے میں باتیں ہونے لگیں۔ ایک صاحب نے اگر اُن سے عرض کیا کہ صاحبزادے
کے پاس ایک زن بازاری بیٹھی ہوئی ہے وہ نہایت غیظ میں آئے کھڑے ہو گئے۔ اور
فرماتے گئے کہ لائمی لاؤ حوض لائمی آئی میں بھی کھڑا ہو گیا۔ اور میں نے اُسکا ہاتھ تھام کر یہ پوچھا کہ
جناب اس لائمی سے آپ کے سامنے جاتے ہیں اُس زن بازاری کو یا صاحبزادے کو۔ اس پر
وہ کچھ متاثر ہوئے۔ تو میں نے انکی خدمت میں عرض کیا کہ پہلے جناب اس لائمی سے اس زن بازاری
کو جو آپ کی صحبت میں بیٹھی ہے مار کر نکالئے۔ اُسکے بعد بے کسی زحمت کے وہ زن بازاری جو مجلس
میں آپ کے صاحبزادے کی ہے خود چلی جائیگی۔ افسوسناک حالت یہ ہے کہ ہمارے فرقہ اسلام
میں دو چیزیں ضروری ہیں۔ اول اور دنوہی اُنکا حال بقول غالب یہی ہو گیا لاقرولوا الصلوٰۃ
زہیم بظاہر است + واذ امر یا مانہ کلام او الشر لوامراہ ارباب بصیرت کی خدمت میں صرف
اسی قدر اتناس ہے کہ جب انہی حالت مسلمان کی ایسی ہو گئی ہے تو کون سی توقع ہے کہ اُس قوم
کے بچے اچھی تعلیم پائیں گے اور سربراہانِ مردہ نکلیں گے۔

خدائے بخش

غزلیات اہلیہ خان بہادری خدیج صاحب

ان غزلوں کی نسبت خان بہادر موصوف لکھتے ہیں کہ غزلین اپنی لمبائی میں سہجائیوں اور اس سے غرض یہ ہے کہ شاعری کے لئے فطرت ضروری جو یہ وہ ایک شاعر میں نہ جن کا مولد و نشاۃ الہیہ جو ارشاد عیسیٰ کی اس قابل تو ضرور ہے کہ صاحبان بصیرت چشم استغواب سے دیکھیں یہ تو میں محذور کتبہ ہوں کہ بل زبان کے نزدیک یہ کلام غلطیوں سے پاک نہیں مگر غزلیات ایسی ہونگی کہ ان کی نسبت غار قبولی یا جاکچا بہر حال گرت ب مناسب سمجھیں تو ان غزلوں کو بھی چھاپیے گا۔

غزلیات

طاقت صبر ترے بے سہ و سامان میں نہیں
اُجڑنا کیا ہے اُسے جا کے دوسرے دوسرے
کیا ہوں آو میں تشبیہ نہیں دیکھتا
تار سے ہی بہنِ خار سیا بان محسوس
ایک جہاں دل زار ضمیر تک "ن" کو
دیکھو جبر کے چنہ میں دکھ ویت ہوں
لو اگر فنا محبت ہوں ہی باعث ہے

دیکھو اُس لبِ رنگین کو جمیل نے کہا :-

جو دمک بسیم ہے وہ لعلِ بدخشان میں نہیں

بازی صورتِ نظر میں پہرتی ہے	یاد مرے دل کے گہر میں پہرتی ہے
جستجو تیری بعد مرگ بھی ہے	روحِ بچی سفر میں پہرتی ہے
دلِ جدِ مرے گیا ہر خاک اپنی	روزِ اُس رنگہ زمین پہرتی ہے
اشکِ حسرت ٹپک ہی جانے ہیں	باسِ جب چشمِ تر میں پہرتی ہے
آہ جا کر نہ آئی پہرہ واپس	جستجوے انداز میں پہرتی ہے

ج میں ایک مونس میری قصدا دیدہ نامہ بر میں پہرتی ہے
محببت ہنسند تہیہ وہ بوس کیا ہے کس در دوسر میں پہرتی ہے

ایضا

نوب ہوتا رہتی کویت میں مرا جانا سخت شکل جو دیار سے ٹکرا جانا
بہت سے دیکھا یا کو میرا کو میرے جف صد حیف اتے اپنے تھر جانا
اس تلافی کے بعد عاشق غمگین نے بتے بانی جو روح جفا اور سنگ جانا
ماہ عشق مرا پیر مغان نے اکمل کیا مرے دیدہ خیزن کو ساغر جانا
کیا نوب سے کہ وہ کرتے رہی برش لگی آئین زخم نہان تھا اُسے کیونکر جانا
اُمی فرقت پہ با میرے سانس کے لئے مین نے جیسے کو تو مر جانے سے بدتر جانا
ادب سے پیش نظر سلوٹنگا کر کہا تے سب کو میرا دل فطرت جانا
عزیز! تیرے احوال میں دین دارا حاضر ہوتا جو وہاں آپکا اکڑ جانا
آزنی امت سے سین چوکی راہن اپنی شب ریجو رکو گیسوے منبر جانا
ارمہ ان ملک تو ہو بخیا اسے دشوار مین طار دل کو مرے آپنے بے پر جانا

گہر نکوت سے جمیلہ مجھے کیا کا مر رہا

ساری مخلوق سے جب اپنے کو کٹر جانا

طہ سید سلیمہ نو - تلو تو ہے دست موسیٰ کا وہ روشن ید بیضا تو ہے
کھلا رہا بے بی قابل - تہ جہری نہ بان ہم جو کہتے ہیں خدا تو ہی ہے بندہ تو ہے
عسوتو نہ دق میں بچے کہہ نہیں سکتا کیا ہے پر مرے سر میں سما یا جو وہ سودا تو ہے
دل نہ تو کہاں جاؤں میں غمگین و حزین مجھ سے مجھوں کے لئے دمن صحرانہ تو ہے
ہشیم - جس سے بہت میں سے بچے دیکھا ہو بانی کہہ ہے اور دیر دھلیب تو ہے
کیونکہ - سے عشق سے بہر عاشق شہر اپنے خرم میخانہ ہے تو ساقی و صہبا تو ہے
عرش سے دست ملک بخیر ساندیکھا کوئی سب زما نین بڑے ہیں نگر جتا تو ہے
اشک - سرت تو بنا سے زحمت تو ہوا کہیں شعلہ بجھے دیکھا کہیں دریا تو ہے

مہر نفس میں بچے یا مومن مرے ہر تال
نہت بہر ہر شریعت سے نہیں کوئی کلام
مر جہتے مری۔ وح فدا ہو حن
شل جان پر وہ ولین نہ چہا میں کیوں
مینہ بی شب بچہ کی جگہ کو
شافق۔ نہ جزا کیوں نہ پکاروں تہ کو
بے ریسے کام۔ بن آئینہ اسے خوش جنوں

بھرتے ناشاد کے سینے کا رسید تو ہے
یوں تو تسلیم پر ہمارا مگر تا تو ہے
رہے بہت کہ قصہ سنئے جو آیا تو ہے
اسے صنفہ امین اور بیان ہمارا تو ہے
حشمت یوں ب میں حب میری سما یا تو ہے
حشر میں امت ماضی کا مہر را تو ہے
بحر و خار ہے دل حس کا کن را تو ہے

دل پر غم سے جمیلہ نے شب بھر کہا
اشک نہ کر مری تنہاں سے سناتے

ماہ و سالہ روز و ماہ و سالہ
زمانہ

قیمت نہ
فی بیچہ ۳

نصف سالہ

اردو طرز کا بہترین ماہوار رسالہ حسین ملک کے نامور اہل قلم۔ اردو کے مسلم الثبوت استاد اور علمی
مہماؤں کے قابل دید مضامین۔ جدید کتاب پر عالمانہ تنقیدیں و ملکی ضروریات پر سنجیدہ و قیمتی نوٹس کے طرز
مشابہ زمانہ کی عکاسی اقصا ویر جی مہ ماہ شائع کی جاتی ہیں

پالیو نیوز۔ نہ بند و مسدود نہ کیلئے ایک شے کہ پیٹ فارم ہینا کرنا چاہتا ہوں اور دونوں جوتوں کے
مستورانشیز۔ از شعر کی قلمی۔ اصل لڑنے کا عہدہ رہے رہنما وستان ریویو۔ نابینا بیعت مجموعی
ایک اعلیٰ درجے کا رسالہ ہر وقت و محل و تیز کے ساتھ نکالے جاتا ہے۔ بہار و پتہ مختلف اقوام و
ہر ایک کے نامی ہیں قوم جتنے نام کو ہے ہیں۔ خشک و زمین کسی ماہوار رسالے کو نہیں ہے۔

یہ سہ اجزاء۔ اردو کا بہترین شے ہر سے ہر ماہ۔ ہر ماہ ایک کے مشہور و لایق انشائیہ و اردو و ہنر
اسے صفحہ کزیت دینے پر مال نظر آئے ہیں۔ قیمت باعتبار حجم و خوبی طبع و نقاد ویر کچھ نہیں یعنی صفحہ
سے اس دور۔ المستشرقین ہر زمانہ کا بخیر یاد جو کہ۔

منطق فن ایسا غوجی

قال شیخ: ماتوا خمسین سنون فی ہر باب ہونی وہ وہاں کی جو تکیہ کے جواب میں
دعوت میں آئے وہاں میں جو انھیں موعظہ سے فوج کہتے ہیں ۔

مثلاً انسان انھیں ہے حیوان سے تو انسان ایک نوع ہے حیوان کی اور حیوان انھیں
 ہے جسم نامی سے تو حیوان ایک نوع ہے جسم نامی کی اور جسم نامی انھیں ہے جسم مطلق سے تو
 جسم نامی ایک نوع ہے جسم مطلق کی اور جسم مطلق انھیں ہے جوہر سے تو جوہر ایک نوع
 ہے جوہر کی۔

اصطلاح میں سلسلہ میں جو ہم سب سے اعلیٰ ہے اور ایسی جنس کو جو اپنے سلسلہ میں سب سے اعلیٰ موجب الاجناس کہتے ہیں۔ اور انسان سب سے افضل ہے اور ایسی نوع کو جو سب سے افضل ہو نوع الانواع کہتے ہیں۔ اور جنس الاجناس و نوع الانواع کے درمیان جو کچلی ہو انہیں اجناس و انواع متوسطہ کہتے ہیں۔ اور یہی نوع کے جو شیخ نے بیان کئے ان معنی میں نوع کو نوع اضافی کہتے ہیں اور وہ معنی نورت کے جو کلام شیخ سے اوپر مفہوم ہوئے یعنی وہ معنی جو عیب نہ رکھتا خصوصیت سے آیا کہ حواریین واقع ہو یعنی سکے افراد متفقہ حقیقت ہو ان معنی پر نوع کو نوع حقیقی کہتے ہیں۔

فائدہ فرع اضافی و فرع حقیقی میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے اس میں دو مادے اخراج کئے یہ ہیں کہ ماہیات بسیطہ پر فرع حقیقی صادق آئیگی اور فرع اضافی صادق نہ آئے گی اور اجناس متوسطہ پر فرع اضافی صادق آئیگی اور فرع حقیقی صادق نہ آئیگی اور مادہ اجتماع یہ ہر کے فرع الا نواع پر فرع اضافی و فرع حقیقی دونوں صادق آئیں گی۔

اعراض نبض اکثر من نے یہ اعراض کیا ہے کہ شج نے نفع اصنافی کو کلیات خمس میں شمار کیا جاسیے یہ تا کہ ذرع حقیقی کو شمار کرتے

جواب نوع حقیقی کا ذکر ترک کرنا محض مطلب نہیں کیونکہ فن ایسا غوجی میں مقصود اصلی

استعداد مادہ ہو۔ یا ہے جیسے رنگی و رومی میں اختلاف رنگ کا باعث عرض بد ہو۔
 تئویر ماہیت کے افراد میں تعدد و کثرت کا سبب اختلاف ہو یہ ہے اور اختلاف
 ہو یہ کا سبب استعداد مادہ ہے اس سے یہ نکتہ حاصل ہوا کہ جو ماہیت کہ مادہ سے وجود
 و جسم و حیاتیات سے منزہ ہے اس لئے تعدد و کثرت محال ہے لہٰذا اس ماہیت کا
 وجود ایک ہی فرد میں منحصر ہو گا۔

لطیفہ ہمیں یا رفیقہ شیخ الریس کو پیش ہے ہوا کہ زیر جب چہہ مینے کا بتاؤ اور ہی شخص تھا اور
 جب اسی برس کا ہوا تو دوسرا شخص ہو گیا ان دونوں کو ایک کہنا بدایت کے خلاف ہے اور
 اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ زمانہ کو اختلاف ہو یہ میں داخل ہے یعنی زمانہ بدلنے
 سے شخص بھی بدل جاتا ہے۔ اُسٹاد کو اس امر کا انکار تھا اور شاگرد کو صراحت آخر شیخ نے
 یہ جواب دیا کہ زمانہ کے بدلنے سے جب شخص ہی بدل جاتا ہے۔ تو مجھے تمہارے سوال کا
 جواب دینا ضرور نہیں کیونکہ جس سے تم نے سوال کیا تھا میں وہ شخص نہیں رہا اور جس نے
 مجھ سے سوال کیا تھا تم وہ شخص نہیں رہے یعنی جن دونوں شخصوں میں مباحثہ تھا وہ دونوں
 کے دونوں نہیں رہے اب جواب کون دے اور کسے دے۔

قال الشيخ الفاضل ہی کتبہ موضوعہ مقولہ علی نوع واحد۔ والعرض العام کلی عرضی یقال علی
 النواع کثیرہ۔

یعنی وہ کلی عرضی جو ایک ہی نوع کے جواب میں واقع ہو اُسے خاصہ کہتے ہیں۔ اور وہ
 کلی عرضی جو انواع کثیرہ کے جواب میں کہا جائے اُسے عام کہتے ہیں۔

مثلاً ضاحک و باکی ہونا نوع انسان کا خاصہ ہے کہ اور حیوانات میں نہیں پایا جاتا گو
 محاورات عام میں شہر و زینہ و فغان قمری کو ضحک قہر و بکائے عام کہتے ہیں مگر وہ مجاز
 ہے۔ دراشی و نفس و نالوع انسان کا عرض عام ہے کہ اور حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے۔

تفصیل ہر عرض خواہ وہ خاصہ ہو خواہ عرض عام اگر اپنے موضوع سے جدا ہونا اُسکا
 ممکن ہے تو اُسے عرض مفارق کہتے ہیں نہیں تو لازم کہتے ہیں۔

اعتراض میرزا بدیع بن میں کہ عرض عام کو لازم و مفارق میں تقسیم کرنا سہو ہے کیونکہ

لازم اور حقیقت میں لازم بلام ہے۔ سکو احصا کے لوازم میں۔ شمار کرنا چاہئے تو ماشی ہونا حقیقت میں حیوان کے لوازم میں ہے نہ کہ انسان کے۔

جواب اسکا امام رزی کی اس تفسیر سے ظہر ہے جس کا مخص یہ ہے کہ لازم کی دو قسمیں ہیں ایک لازم مابیتہ ایک لازم مخص جسکو لازم وجود بھی کہتے ہیں۔ لازم مابیتہ کی مثال یہ ہے جیسے چار کو جفت اور تین کو طاق ہونا لازم ہے یہ اعد و خود تصور میں ہون خواہ خارج میں ہون جفت و طاق ہونا ان سے منفک ہیں اور لازم وجود کی مثال یہ ہے جیسے بعد و کو وجود خارجی میں متمول موضوع لازم ہے یعنی عدد کا وجود خارج میں ہو ہی نہیں سکتا جب تک کسی عدد و کے شمول میں نہ پایا جائے۔ پہلا لازم مابیتہ کی چار قسمیں کی ہیں ایک قسم وہ کہ مابیتہ نہ انتہا اسکی مقتضی ہے جیسے چار کا جفت ہونا۔ دوسری قسم وہ کہ کسی امر مساوی کے واسطے سے وہ لازم ہو جیسے انسان کو اور ک لازم ہوا اور اک کو عجب لازم ہو عجب کو ضحک لازم ہوا۔ تیسری قسم وہ کہ کسی امر اعظم کے واسطے سے وہ لازم ہو جیسے حیوان کو تو ک ہونا بواسطہ جسم لازم ہوا ہے اور جسم اعظم ہے حیوان سے یا جیسے انسان کو ماشی ہونا بواسطہ حیوان لازم ہوا ہے اور حیوان اعظم ہے انسان سے۔ چوتھی قسم وہ کہ کسی امر مخص کے واسطے سے وہ لازم ہو جیسے حیوان کو ضاحک ہونا بواسطہ انسان لازم ہوا ہے اور انسان اخص ہے حیوان سے انتہی۔

تنبیہ جو لازم بواسطہ اخص ہو اسکا جدا ہونا مابیتہ سے ممکن ہے جیسے مابیتہ حیوان جب فرس و غم میں پانی جاتی ہے تو ضاحک ہونا اس سے منفک ہو جاتا ہے اسی سبب سے محققین نے ایسے لازم کو لوازم مابیتہ میں نہیں شمار کیا۔ اور اسکا نام عرض غیب رکھا ہے اور جو لازم بلا واسطہ عرض و اخص ہو اسکو عرض ذاتی کہتے ہیں

تذنیب ابراہیم و مزدوم کے تصور سے لزوم کا یقین ہو جائے تو اس لازم کو بقیہ کہتے ہیں ورنہ غیر میں کہیں گے۔

اشکال میں بیان سے یہ لازم آیا کہ لازم و مزدوم کے علاوہ تیسری چیز لزوم بھی ہے اور مزدوم کو کہ مزدوم لازم ہو نہیں تو لازم اول کا منفک ہونا لازم تھا اور جب یہ لازم

ہی۔۔۔ جو تو یہ لزوم لزوم ہی در لزوم لزوم۔۔۔ دو بی سی طح نامتاسی و زم ہو جیسے
یو سسل۔۔۔ ریٹا او یسلسل محال ہے۔

جو بہ خارج میں لازم و مزدوم کے علاوہ لزوم کو کی تیری شے ہو جو۔۔۔ ہیں ہے بلکہ ذہن نے
معنی لزوم کا اعتبار و انتزاع کر لیا ہے ان لزوم کا وجود اگر ہے تو ذہن میں ہے لیکن اس میں
نامتاسی کے نکالنے پر قدرت نہیں ہے کیونکہ اس کے لئے زمانہ بھی نامتاسی یا جسے
غرض کہ اعتبار منقطع ہونے سے تسلسل ذہنی ہی منقطع ہو گیا۔

لطیفہ کلیات خمس کی مثال میں فقہ رنگ کو ذکر کرتے ہیں نامتاسی مسیحی و دون عین
لمبی کی بین رنگ ان دونوں کی جنس ہے اور رنگ و سماج دونوں جنس کی بین نامت
بیک۔۔۔ نہ کیفیت کی اور رنگ سے اجسام کے دوسرے موجودات میں نہیں پایا جاتا۔ رنگ
خاصہ ہا۔۔۔ ہ جسم کی دونوں میں بین ایک تفاوت جس میں کچھ رنگ نہیں ہوتا دوسرے جسم
کیفیت جس میں رنگ ہوتا ضرور ہے۔ تو رنگ فصل ہے جسم کیفیت کی اور رنگ انسان و غیر انسان
میں پایا جاتا ہے تو رنگ عرض عام ہے انسان کا۔ اسی طرح حرکت جس ہے۔ نہ مستقیمہ نہ سید
کی و نوع و معال کی اور نفس ہے طبیعت کی اور نہ صہ ہے جسم کا در عرض عام ہے انسان
و غیر انسان۔ کیفیت ذکر فعل۔ ا۔ عاں و حرکت۔ سکون و طبیعت و مر کی معرفت فی فیہ پوریا
میں حاصل ہوئی۔

اثر کمال فی جنس ہے کیفیت خمس کی اور اس اعتبار سے کلی اعم ہوگا جس سے لزوم خمس
ایک نوع ہے۔ کلی کی لکیر کلی ہو بھی جنس ہے اور اس اعتبار سے کلی جس سے کہو
کلی ایک فرد۔۔۔ نہ جس کی عرض کی کلی جنس جنس بھی ہے در نہ اس ہی ہے اور جس سے ہم
بھی ہے۔ انھیں بھی جو گنتی کیوں کر ملے۔

جواب۔۔۔ اس کا جو مشہور ہے تنہا سے بزرگیش۔۔۔ نہ س۔۔۔ نہ س۔۔۔ کہ دس لکھ جنس
گئے ہیں دو جواب یہ ہے کہ جس کا کلی ہونا باعتبار ذرات ہے۔ نہ ہے در کلی کا جنس ہونا باجماع۔
عرض۔۔۔ نہ۔۔۔ اعتبار رواۃ نہ نہ اعتبار عرض سے

شرح توضیح اس جواب کی یہ ہے۔

کئی شے بشرط شے بن جس جس پر وہ مرتبہ بشرط شے بن فرجس ہے یہی کئی کئی
 ہوئے یہ راہ سے جس جس پر وہ کئی جس ہوئی راہ سے فرجس ہے یہی کئی کئی مئی کے لحاظ
 سے کہ اسکے اور فقط کثیر بن جس بن سے۔ ورنہ نئی کہ لحاظ سے کہ اسکے اور کثیر کو محض
 مونا ہی عارض جو فرجس ہے یہی کئی کئی رت کے اعتبار سے جس جس پر اور عرض کے لحاظ سے فرجس ہو۔
 یعنی کئی با نہ جن جن سے۔ ۱۰۔ عرض فرجس ہے یہی کئی کئی مرتبہ لایہ طے بن جس جس سے علم
 ہے۔ اور مرتبہ بشرط شے بن جس سے نہں ہے یہی کئی کئی بشرط شے بن وجہ ہے۔ اور
 مرتبہ بشرط شے بن اور چیز ہے یہی کئی کئی جو اعم ہے جس سے خارج ہے اس کئی سے وہ انھیں
 جس سے یہی کئی کئی جو اعم ہے جس سے وہ مطلق کئی ہے اور وہ کئی کئی جو انھیں فرجس سے وہ ایک
 درجہ ہے کئی۔

غرض کہ ایک ہی شے جس سے اعم بھی ہو اور انھیں ہی مواباہن ہو۔

مثلاً جسم مرتبہ لایہ بشرط شے بن یعنی مطلق جسم اعم ہے جو ان سے اور مرتبہ بشرط شے بن
 یعنی جسم در نہ یا پرندہ انھیں ہے حیوان سے یعنی جسم کا جس حیوان ہونا باعتبار ذات کے ہے
 اور فرجس حیوان ہونا باعتبار عرض کے ہے یعنی زندہ یا پرندہ ہونا جب جسم کہ عارضہ۔ ۱۰۔ اور
 سے انھیں ہو گیا نہ وہ جسم جو کہ جس ہے حیوان کی اور اعم ہے حیوان سے ۱۰۔ جسم یہ اور
 وہ جسم جو کہ فرجس حیوان کی اور انھیں ہے حیوان سے اور چیز ہے غرض کہ حیوان کا جسم
 ہونا باعتبار ذات کے ہے۔ اور جسم کا حیوان ہونا باعتبار عرض کے ہے۔

اشکال وجواب جو اس معجزان کے سوانح اوقات سے ہے جزئی حقیقی مفہوم یہ بھی
 صادق تا ہے مفہوم بکر بھی مفہوم خالد وغیرہ پر بھی تہ جزئی حقیقی کے ذرا کثیر ہیں اور جس کے
 افراد کثیر ہوں وہ کئی ہے اس تقریر سے یہ لازم آیا کہ جزئی حقیقی بھی کئی سے۔ علی اسلئے یہ ہے
 کہ جزئی حقیقی باعتبار مفہوم کے کئی ہو اور باعتبار مصادیق کے جزئی ہے۔

تکمیل یہ چاروں کئی جن کو شیخ نے بصر احوال ذکر کیا ان میں جس عرض عامہ بالاشترک
 میں یعنی انواع کثیرہ کے جواب میں واقع ہوتے ہیں اور فصل و خاصہ بالامتیاز میں یعنی
 ایک ہی نوع کے ساتھ خاص ہوا کرتے ہیں۔ اور ان میں دو کئی ذاتی ہیں اور دو عرضی ہیں

میدان کا میلہ

بہی میں ایک زمین پڑھنا ہے جس کا نام میدان کہا ہے۔ تقریباً تشریف آوری حضور
یسا اٹ ویلہ لٹا۔ اس میدان میں ایک لے اخیر میلہ لگا بنا جس سے گویا جگل میں منگل
پڑ گیا تھا۔ اس میلے کا ایک کچھ پر مرقع بہی کی اصلی صورت درمیلے کے بالائی خوبی و صفت کے
ساتھ۔ جا کے کر مضر، مٹشی طالب بنا سہی نے نظم میں کہنچا ہے جسے ہم ناظرین کی دلچسپی
کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

نصیب قلم میں لکھی ہے بڑائی ٹروں کی جو تعریف کی دہن سما لی
سیاہی میں ہر طرف تر و شنائی لکھے تاکہ روشن دلون کی صفائی

غینہ ہے کجہر صفا کا سفینہ

ہے آئینہ سے صاف کا قد کا سینہ

قلم لکھنا ہو۔ ورق آسمان ہو دوات اپنی خورشید روشن نشان ہو
تعلق روشنائی کی جاگر روان ہو تو خوبی منو چہر جی کی بیان ہو

لی اسطرح اُنکو روشن دلی ہے

عبان جسطرح چاند میں روشنی ہے

پڑانی تھی جب اس جزیرے کی بستی بلندی کی دہن میں نمایاں تھی بستی

انہوں نے جو دیکھی اُداسی پرستی مٹائی پڑی ایسی بستی کی بستی

ہر اک بڑھائی نہ گرایا

نئے ڈھنگ پر مٹی کو بیا

تسہ منو چہر جی کا وس جی مر زبان سی۔ آئی۔ اسی سابق اکثر کوٹو انجینیر، حال شیرٹ میس۔ جنہوں نے مٹی کی برائی
کا زلیمر مٹا کر نئی عمارتیں بنوائیں اور میدان کا میلہ لگایا۔

مٹی اصلاح نہ برنگال کی ملکیت تھی جسے شاہ موصوف نے شاہ چارلس والی انگلستان کو اپنی مٹی کے جہیز میں دیا تھا۔

میرک راے سے حاکمون کی بنائی کہ عظم آرام کی راہ پائی
طبیعت ضلالت سے تھی تنگ آئی دیار سستہ سکسید ہا رکھائی

سکھائیں وہ پالین رشا و زمین کی

کہ تریف ہوئے لگی اس جہلن کی

عجب عمدگی سے کئی بل بنائے کہ کوزون میں ہون جیسے دریا سائے

وہن جا کے جو شام کو موج اڑائے تو دل جوشِ فرات سے سیراب پلے

کوئی بیٹھے گریباؤن پھید کے پُل پر

وہ سیرس کی غالب رہے سیر گل پر

عجب آبِ ہوائِ رستہ کی بناؤ عجب طاق و جواب کی ہوسجاوٹ

کمانوں ستون کی باہم لگاؤٹ مہین جھو پانی سے ہرگز رکاوٹ

۔ گردابِ موج اور نہ چکر سے خطرہ

۔ سید بے وفائی محشر سے خطرہ

جو لنگر کیے ناؤ کا ناخدا ہے جو کشتی میں یانی پر شکل ہوا ہے

بہتا ہے یا تیرتا جا رہا ہے کہیں ہے مگر بیان میں پر لگے

کنارے کپڑا ہے تو پل دیکھتا ہے

ندی میں بڑا ہے تو پل دیکھتا ہے

کہا یا ہنر ڈاک گھر کو بنا کے لکھا خطا ہنر نے غلامی کا آکے

بہت سے مدارس دکھائے سما کے کہ صحر و ہنر جو دے آئین جا کے

عمل خوشنما تا گھر کا بنایا

جسے دیکھ کر لرزہ بجلی کو آیا

شفاف نہ پاکیزہ ایسا بنایا کہ گہر نہ رستی لے اپنا بنایا

مکان جو بنایا وہ یکتا بنایا ملنے کے دل میں گھر چھپا بنایا

کے جتنی کون نہ اسکو رمانا

کے جس شخص کا کام ہو گھر بنانا
ہر اک گھر کی ڈالی عجب فونڈیشن
کے شاہنشاہ کبھی ہے پورب کی نیشن
گلابے میں دریا کا وہ یکمیشن
کھائی زمین تا بڑے پاپولیشن

جو ہو فضل کے گھر میں یہ دانی

تو پھر خود بخود در کے بھجے پانی

ساجیتے ہو تائب جتنا کنارے دی سیر ہوتی ہے دریا کنارے

بچھا کر اگر فرش میٹھا کنارے جو اسی دم بہرین اُس کا کنارے

وہ دریا کی قدرت کہی دیکھتا ہے

کنار کی صنعت کہی دیکھتا ہے

جب آئے تھے شہزادہ نیک اختر ہوا تھا بیان جشن جمشید گھر گھر

شراب خوشی سے تھے لبریز ساغر ہوا عیش جنت زمین پر میسر

جی تھی ارم بھی بھی کوئی دن

ہوئی عید انکی بدولت کئی دن

عجب لطف میدان میں ہو رہا تھا دل عالم اس لطف پر مبتلا تھا

نہ جاتا تھا گھر جی کہ ایسا لگا تھا ہر اک شخص گھر اس پر پوچھتا تھا

اجی شام کب ہوگی اب کیا جا ہے

غیر ہے پروگرام کیا آج کا ہے

تماشا یوں کا سر شام آنا غم دور دینا کا سب بھول جانا

طاہر جنت کا سب کو بہانا ہی کہہ رہا تھا سن کر رہا نا

یہ میدان ویران ایسا ہا ہے

کہ بے شبہ جگ میں منگل ہوا ہے

بنیاد - Foundation

Nation

آبادی - Population

ریاست کا زمین خان - Neelam atar

کوئی روشنی دیکھ کر جا رہا ہے کوئی جاتے جاتے پہرا رہا ہے
 یہیں مین کوئی بہکتا رہا ہے کوئی عیش منزل مین لہرا رہا ہے
 کوئی پک می اپ نوش فہرا رہا ہے
 ہو کوئی میدان کی کھار رہا ہے
 عجب زہر تباروشنی کا چمکتا کہ میدان کا بتا ستارا چمکتا
 زمیں پر جو یہ لور دیکھا چمکتا فلک کا بتا شادی سے ماہتا چمکتا
 چمکتی جیرا غون کی ساسے زمین پر
 اُتر آئے گویا ستارے زمین پر
 نہر پی صد مین غضب بالندی کی کہ ہر آنکھی سن کے اک دجہ مین بھئی
 کہیں طعہ درزش کہیں لطف کستی کہیں تعبہ و نوکین اور بازی
 سمان راگ کا بتا ہر تان لے سے
 مزار رہا تھا۔ مرا میر دے سے
 کہیں شوہنا س طرف جلد آؤ کا اُتر ایک وجہا رہا
 جیل ہاتھ سے شل مابھی رہا یہ نقش پاندہ ہے رخصت آباد
 نہ گھبراؤ لی وایہ نہیں ہے
 یہ دہشتگی ہے۔ جو ایہ مہین ہے
 بڑائی مٹی میت کی دوستانہ ملت ہوئی شاد سرکار رضی رحمت
 بنا یا تمایسہ ن کو مثل جنت ہوئی موکی صون کو ہی جس سحر جنت
 چمکتا بتا رہا دہشتی کا
 کہ ہناب دیکھائی دیتا ہناب پہلا
 سحر جاتی کا مین را دینا حوت ہر عمارت کا سردار دینا
 ہر مضر کا روح بیت را دینا نہیں اسکے گے وہ نہ ہناب۔ انہا
 جو مہوہ ہو خوشنمائی کا نادر

تو دیکھے کوئی راجب بالی کا ماور۔

اُدھر تاش چو سر کی بازی تھی ہے اُدھر ٹنڈی ٹنڈی ہوا آ رہی ہے
کلیجہ ہے تر اور سیراب ہی ہے مسخر۔ تماشہ مہنی رال لگی ہے

اُدھر لطف دیتا ہے دریا کا دھارا

اُدھر دیکھے تو سجا ہے کسٹ را

ہوئی میلے میں روشنی اس طرح کی محل کے سرے تک چلی جا کے تھی
عمارت کی ہتی کو نہایت لبّی مگر روشنی اُتے او بچے پہ پہونچی

جدید روشنی لیکے پہرتی تھی پستلی

اُدھر جا کے آنکھوں سے گرتی تھی تپتی

اتنی یہ جینگ مدد آسمان ہو اتنی یہ جینگ زمین و زمان ہو

چان میں چھانٹک کہ دریا روان ہو یسٹ ہزار وہ دھچکم کا مران ہو

رہے نخت یاد را اور قبائل غالب

بھی چاہتا ہے تیرا سے طالب

(طالب بنارس (ازبکی)

سچے میں ایک پہرتی تھی ہی تھی جو برنی روشنی لئے پہر رہی تھی۔

ڈراما

حصہ نمبر ۱۰۱ باب تین

منبر

مشاطہ کی دہ کے بغیر یہ کار نہیں ہو سکتا۔ جسے وہ سب سے پہلے کی جڑی سب سے ماسکتے ہیں۔

نواب۔ اچھا تو جاؤ۔ خیر پتی سے۔ مزار کی قوس کو و تاج ہی سے اس کی تاج پر شروع کر دو۔ اب آپ دو لون صاحب تشہیف بیچا میں۔ وہ آتی ہے۔ حد خبر کرے کیا بڑی بیکر صاحبہ میں تدوین فرماتی ہیں۔

ضامین و ترمیمیں جیسے جیسے ہیں

دما ماحشمت آتی ہے

ماما۔ اب جاتی ہوں۔

نواب۔ کیا کھڑی۔ اٹھتی بھی باہر چین نہ لینے دو گی۔ رات کو ہی میں گھبراہٹ بلائے آتی ہوں۔

ماما۔ اللہ جانتا ہے۔ بڑی بیکر صاحب آپ کو ایسا چاہتی ہیں نہ ان کا بس میں چلتا نہیں تو وہ کبھی آپ کو اپنی نظر سے دور ہی نہ کریں میں سے یہ خیر تمہارا کہ مار ماراے مجھے میں آپ نہ جانیے۔ مگر انہوں نے کہا پردہ کرادے مجھے۔ لی نہ اری کا رہے۔

نواب۔ وہ جو خوش کیا میں تمہاری ہوں جو بہ وقت میری گھر کی کی جاتی ہے ایسا کہنا ضروری کام ہے جسکے لئے یہ عجب ہے کہ دیوان خانہ ہی میں جلی آتی ہیں۔ میں ایسی محبت درگزر راہہ چاہو تو تم کو اسے دین۔

ماما۔ بچے وہ خود ہی آرہی ہیں۔ میں دروازے پر کھڑی ہو جاتی ہوں کوئی پہنچا ہے

نہ پایا اور پہرے والے کو تاکید کئے دیتی ہوں کہ دروازے کے اندر کسی کو آنے نہ دے۔

زینت النساء یگم آتی ہیں

زینت النساء یگم۔ نواب! میں اب بہاری صورت دیکھنے کو بھی مہیون ترستی ہوں۔ میرے پاس تو تم نے آنا ہی چھوڑ دیا۔ خیر تجھے لڑکیوں کے بارے میں تم سے کچھ کہنا ضرور تھا۔ جو اس لئے تجھ پر واجب تھا کہ آتی، فخر بلانے پر بھی نہ آئے تو میں خود ہی جان چلی آتی۔ نواب۔ ردل میں۔ نہ آئیں تو اچھا تھا، الٹی خیر۔ کسی کا مزاج تو نہیں بگڑا گیا۔ آئے دن اکبر میز کوئی نہ کوئی تیار رہی۔ بتا ہے۔

یگم۔ گھر میں لڑکیاں تو انہیں من ہی رہتی ہیں۔ لڑکیوں سے رہیں۔ ان کی شادی کے دن ہی نوکدہ رتے جاتے ہیں۔ جو لوگ روٹیا کا عیش اُٹھا کر گورکن رے پہنچے۔ اٹے بھی تو کچھ نہ کی سے نصف اُٹھائیں۔

نواب۔ یہ تجھے سچ ہی معلوم ہو کہ شادی نہ کرنے سے بھی عورتوں کو سبب ری لاحق ہوتی ہے۔

یگم۔ بھلا نوابوں کو یہی دنیا کی کوئی خبر ہوتی ہے۔ انہیں اپنی شادیوں ہی سے فرصت کب ہے جو لڑکے بالوں کے بیاہ شادی کی طرف متوجہ ہوں۔ خدا رکھے جو انی دہے کو آتی اور اتنا شادی نہیں ہوتی۔ نہیں کیا معلوم کہ لڑکیوں کو بڑی عمر تک بٹھائے رکھنے اور بیوہ عورتوں کی شادی نہ کرنے سے وہ اکثر تنگ بھاریوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور آئے دن بیمار رہتی ہیں۔

نواب۔ تو میں کیا کروں۔ اس میں میرا کیا زور ہے۔ برادری میں تو کوئی ایسا لڑکا نظر نہیں آتا جس سے غلطی کی شادی کر دوں۔

یگم۔ اگر نواب کا لڑکا نہ ملا۔ تو عمر بہرہ یوں ہی بٹی رہے گی۔

نواب۔ مجبوری ہے۔

یگم۔ کیونکہ اس کا خراج کسی شریف آدمی سے نہیں کروایا جاتا ہے۔ دولت اگر نہ ہو۔ تو شرف۔ خاندان۔ علم و لیاقت کیا اس سے کہیں۔ میرے واسطے میں دولت سے

خصیلتیں بہتر ہیں۔

نواب۔ جی س زمانے میں تو دولت و حکومت ہی وقت کی نظروں سے دیکھی جاتی ہے۔ غریب آدمی کیسا ہی علامہ دہر۔ ولی پارسا اور خاندانی کیونہ ہو۔ مگر لوگ اسکی کوئی عزت نہیں کرتے۔ بیگم۔ مردوں کے چاہن عزت نہ کریں۔ مگر ہم مگر ڈی عورتیں تو انہیں باتوں کو پسند کرتی ہیں۔ بڑے نامنا اگر تم نواب ہونے کی خواہش مولوی اور نیک چلن ہوتے تو میں تم سے زیادہ محبت کرتی۔

نواب۔ یہ کیوں تمہیں یہ کہنا رہا۔ لباس پوشاک محل سرا اور خدام کب سبب ہوتے غریب شوہر کے گھر خدوچھا ہو جکتیں اور روٹی بچا تین۔ کیون خد کی ناشکری کرتی ہو۔ بیگم۔ وہ چوہا ہو کتنا اور روٹی بچا۔ اس سے ہزارا چاہتا کہ اس محل سرا میں بیٹھ کر اور دن بر سوئی چاندی سونے کا بوجھ لاد کر دن رات ہنسی طرف سے چلتی رہوں عورت کو سوتا چھاپے سے بڑھ کر کوئی تکلیف نہیں۔

نواب۔ تو تم عورتوں کے نزدیک اس دولت و حکومت کی چندان قدر نہیں۔ بیگم۔ اگرچہ بوجھتے ہو۔ تو ہم شوہر کی محبت سکی جالی خویوں اور غلی پیا تون کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور ان صفات کے خاوند کے ساتھ ہمیں غلی بھی اس امارت سے منہ کی صومہ ہوتی ہے۔

نواب۔ تو پہ کیا دیر ہے۔ کسی خاندانی ذی علم آدمی کو ڈھونڈ لو اور اس سے فاطمہ کی شادی کر دو۔

بیگم۔ میری بھی بی راہ ہے۔ شہر میں بہت سے ایسے خاندانی شریف لڑکے موجود ہیں جن کے گہروں میں کبھی تو ابلی براج رہی تھی۔ مگر اب انقلاب زمانہ سے وہ غریب ہو گئے ہیں۔ لیکن دولت کے جاننے سے ان میں نیکی۔ دیگی۔ خوش اخلاقی اور علم کی نصیبت آگئی ہے۔ پس ایسے شخص کو تلاش کر کے میں شادی کر دو گی۔ صفات بہاری اجازت کی منتظر ہوں۔

نواب۔ میں بخوشی اجازت دیتا ہوں تم اس کا رجحان میں در بھی دیکھو۔

تیکم۔ نواب بن جاتی ہوں تم سے با۔ میں بھی اس سے اس بات کا ذکر نہ کرنا چاہیے
 جس نے لوگ جاری اس حق کو تجارت سے دیکھیں گے

نواب بھی پانی سے

نواب بنی والٹھ عوین بھی لٹنی غلند ہوتی ہیں کر نہیں غلند والی جائے اور دنیا کے
 بچہ کا سو فیصد دیا جائے تو وہ ہر سے اچھا ملک و جاگیر کا نظام ملتی ہیں مگر انہوں نے اس پر
 سے نئی نام و ہانت کو خاک میں ملا دیا ہے محل۔ اس نے اس میں تمام عمر قید لپی جاتی
 ہیں ایسی حالت میں نہ لے۔ وہ لٹی غلند ان کے اندر یوں۔ نواب بن۔ جب ہے راجہ
 بادشاہ اس پر وہ لٹی۔ کہ وہ اتنی عقل بھی اپنی میں اس میں اس کیوں کی غلند میں ضرور کو شش
 لرون

خدمتگار آتا ہے

خدمتگار۔ رہا ہے جو میرا سر کا لڑی ویر۔ خدمتگار صاحب باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ پردہ
 ہو۔ کی وجہ سے میں ان کے نیکی اطلاع نہیں کر سکتا
 نواب۔ اچھا نے۔

مستعد عبداللہ صاحب آتے ہیں

مستعد۔ دین مرتبہ فرشی سلام کر کے، سرکار کچھ کاغذات و تھیلوں کے لئے ہیں۔ سرکار کو تحلیف
 تو ہوگی میں نے جو تجویزیں لکھ دی ہیں، ہر سرکار حفظ و تحفظ فرمادیں۔
 نواب۔ اچھا ایک ایک شل کو پیش کرو اور اس کا خلاصہ بیان کرو میں دیکھوں سے کیا کیا لکھا ہو۔
 مستعد۔ (دلی میں آج تو نواب صاحب جو کچھ معلوم ہوئے ہیں، ہر تعلیم نوان کے مدرسہ کی
 فیس کے بارے میں دفاتر ماتحت سے لکھا جو آ رہا ہے کہ مدرسہ میں عیس کی معافی سے غریب
 لوگوں کی لڑکیاں بکثرت داخل ہوتی جاتی ہیں اور امیر آدمی ایسے مدرسہ میں جان و عیون کی لڑکیاں
 ہوں اپنی صاحبزادیوں کو ہیمناس بند نہیں کرتے۔ اسلئے تجویز یہ ہے کہ فی لڑکی اس قدر فیس اور
 عیون کی کرایہ زیادہ کر دیا جائے کہ متوسط درجہ کے لوگوں کو اپنی لڑکیاں داخل کرانیکا حوصلہ ہی
 نہ پیدا ہو۔

فہرست

تہذیب

میں نے

سزاوارت میں سے دو تین سڑکیاں ملاحظہ فرمائیے

[illegible]

نے کچھ اور بھی لکھا ہے کہ اگرچہ اس کا رنگ سیاہی کا گہرا ٹھہرتا ہے



شاہان شہزادہ شہین شاہ
 بنالہ و سونہ لہ و آصفی
 خجہ و سونہ لہ و آصفی

۱۳۲۰

اعلیٰ حضرت نظام الملک آصفیہ آج مجبوراً جان و خلد لے کر
 کی تقریباً گھر مبارک کی تہذیب میں یہ ابھار کی سالہ جبین نظم
 کے انسانی می و شیل ظریفانہ مضامین درج ہوئے اور جبکہ انسانی
 عالیجناب آجہ راجا یان ہمارا جگہ کش پر شاہ و بہا التخصیص
 مکین حضرت آصف ظلیحانی آپشیکار و دشمن ہمدار المہام سرور
 ہیں جسبہ کم ہمارا جگہ ششم الیہ برنگانی ہریر المال صاحب نشاط
 محبوب حسین رابا و علاقہ شیکار
 شائع ہوا

فہرست مضامین و جدیدہ تصنیفیں نمبر ۱۱، جلد ۵

نام مصنف	مضامین	
	۳	۴
<p>بقیہ ربیعہ تا فتح یونی بقیہ علوی فضیلت</p>	<p>بقیہ ربیعہ تا فتح یونی بقیہ علوی فضیلت</p>	<p>بقیہ ربیعہ تا فتح یونی بقیہ علوی فضیلت</p>



تم سلامت رہو مہزار برس
ہر برس کے ہونے کا پاس مہزار

بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری

جب تیمور کو خوشی اور نشے اور نخوت نے چھالیا تو براہِ برا
کی طرف سہارا لیا اور اُسٹنے کے لئے ہاتھ بڑھایا لوگ
سہارے کو کھڑے ہو گئے جب سیدھا ہو گیا تو آدھیوں کے
بیچ میں ایک اسطرف اک اس طرف اچھل کر کھڑا ہو کر بوڑھی
و اڑھی پالون انگڑا مانیے لگا مصنف نے کیا لطف کا شعر
لکھا جسکا ترجمہ پیش نظر ناظرین ہے -

ترجمہ شعر

ہے عجب لہجہ بجائے مایان | گو نگاہوں کو ال سنگڑا ہو پخیر

جب تیمور ناچنے لگا تو بادشاہوں اور امرا کبیر اور
بادشاہوں کی عورتوں نے جو اہرات اور موتی اور چاندی
سونا قیمتی چیزیں بکھیریں (یعنی جس طرح امرا محفلِ رقص میں
ناچنے والوں کو دیتے ہیں اسطرح تیمور سر پرست بکھیرا -)
براہِ برہی جیسے رہے یہاں تک کہ دامنِ محل میں داخل ہوئی
اور تیمور کی آرزو پوری ہوئی اور یہ مجمع برخواست ہوا -

ترجمہ شعر

بیش یہ سارا تھا گویا ایک ساع کا + + + لہذا تیری ہو چلین لیکن خانا نیکو ہے

فضل

جب تیمور دنیا کے مقاصد حاصل کر چکا۔ اور اُسکی رات
 (عمر) تمام کی ہو چکی۔ اور تیمور نے اپنے مقاصد میں عروج
 کیا اور اپنے مدارج کی سیڑھی پر اوپر کے ڈنڈے پر پہنچا
 اور عمر کا متاب چہنچے کے قریب ہوا اور آفتاب زندگی
 ڈوبنے لگا تو زمانے نے ایسا تانک کر تیر مارا کہ سہم قاتل تھا
 ملت نہ دی۔ اور زمانے نے بزبان حال فصیح لفظوں میں
 مذا دی (دلہن نے خالی کرا لیا گہراے دیورون کے بیت
 یہ مثل ہے اسوقت بولتے میں جب مخالف گہر خالی کرا لین،
 اگر تیمور سن لیتا تو چلا اٹھتا۔

ترجمہ شعر

ہر زمانہ ایک سیڑھی کی مثال ہمہ نفس	جس قدر اوپر چڑھا اُتنا ہی وہ نیچے پڑے
اُسکی مہمانی قیامت ہے کہ حسین شطہ ہے	جس قدر اوپر چڑھا اُتنا ہی نیچے گرے
جتنا اُنچا ہو کوئی اُتنا ہی سرفراز و فزون	کیونکہ لازم ہو گیا ہے شرط کو پورا کرے

اسوقت کچھ نشا اُترا اور اپنی اصل کی طرف پلٹا اور گناہ
 سے باز آیا اور کیا باز آیا اور سمجھا کہ اُس نے اپنی قوم کو گمراہ
 کیا اور خیال کیا کہ امریاست میں قصور ہوا اور جانب سیاست
 کا کنارہ گر گیا اور مصلح سلطنت (مخل) نے سو طریقے تفصیر کے

ثابت کئے اب تیمور نے اپنے قصور و ن کا تدارک کرنا شروع کیا اور یہ خواہش کی کہ اپنے چٹکارے کی طلب کرے۔

بعض حوادث سے جو تیمور سے متعلق ہیں

تیمور نے ہندوستان میں ایک جامع مسجد دیکھی کہ بصیرۃ کی چراگاہ تھی اور نظر کے لئے خوش آئند منظر اسکی چہت اپنے نقش و نگار اور استواری میں کہ سنگ ابیض سے بنائی گئی تھی ایسی تھی جیسا فرشتہ تھا۔ تیمور کو اسکی صورت پسند آئی اور سمرقند میں اسکے نمونہ کی مسجد بنانے کا ارادہ کیا چنانچہ ایک سال میں جگہ تجویز کی اور فرمان جاری کیا کہ اس طرز پر مسجد تیار کی جائے اور سنگ مرمر کے پتھر بنائے جائیں اور یہ کام محمد جلد کو کہ اعوان شاہی اور اہل دیوانے سے ماسپر دیا۔

محمد جلد نے اسکے بنانے میں کوشش اتم اور اسکی ترتیب اور ترکیب اور زینت اور استواری میں سعی بلیغ کی۔ اور چار میناری قائم کئے اور محمد جلد اپنے اس کام میں انجیر و ن اور ستروں سے مہا ہات کرتا تھا اور یہ گمان تھا کہ اگر یہ کام کسی اور کو سپرد ہوتا تو ہرگز اس طرح اور اتنا جلد نہ تیار کر سکتا اور یقین تھا کہ تیمور ضرور اس کا زکزاری سے خوش ہوگا اور

ترقی دیگا اور مرتبہ اعلیٰ کو پہونچائیگا۔

جب تیمور سفر سے واپس آیا اور ان چیزوں کی جو بعد میں ہوئیں دیکھ بہال کرنے لگا ایک روز جامع مسجد کو دیکھنے گیا کیا قیامت تھی کہ دیکھتے ہی حکم دیا کہ محمد جلد کو پورا جملہ منہ سے نکلنے نہ پایا کہ خدام نے زمین پر ڈالکر پانوں میں رستی باند بھر گسیٹا شروع کیا اور یہاں تک منہ کے بل ڈال کے گسیٹا کہ تمام جسم پاش پاش ہو گیا اور تمام ہال و اسباب پر ضبطی سرکاری ہو کر اہل و عیال جاگیر و مال خالصہ سرکاری ہو گیا۔ اسکے اسباب متعدد تھے کہ محمد جلد پر آفت آئی مگر سب سے بڑا بکریہ سبب تھا کہ ملکہ کبریٰ اپنے تیمور کی بڑی بیگم نے حکم دیا کہ مدرسہ تیار کیا جائے۔ باتفاق اسے انجمن ان و معماران تجربہ کاریہ قرار پایا کہ مدرسہ ملکہ کا جامع مسجد تیموری کے مقابل ہو۔

معماروں نے مدرسہ کے ستون اور بنیادیں بہت مضبوط بنائیں اور مدرسہ کی بلندی اور دیواریں مسجد سے بڑھ گئیں اور باعتبار استواری و بندی مدرسہ مسجد سے زیادہ ہو گیا۔

آپکو یاد رہے کہ تیمور چیتے کی خاصیت اور شیر کی وضع رکھتا تھا (یعنی جیسے چیتے کے اندر حمد ہوتا ہے اور کینہ وری کرتا ہے ایسے ہی تیمور کی حالت تھی اور جس طرح شیر اپنے مقابل کسکو دیکھ نہین سکتا اسی طرح تیمور کسکو اپنے سے زیادہ دیکھنا پسند نہین کرتا تھا) جس نے تیمور کے سامنے سر اٹایا کچل دیا جو سیدھا ہوا کمر توڑ دی۔ اسی طرح جو چیز اسکی طرف منسوب ہو جیسے مسجد مکان وغیرہ۔

جب تیمور نے دیکھا کہ مدرسہ کی عمارت بڑھ گئی اور مسجد جس میں بوجہ بانی (تیمور) جبروتی شان تھی مدرسہ سے گٹ گئی اور مدرسہ بہت بلند اور طویل القامت ہو گیا سینہ میں بوجہ غیظ و غضب آگ لگ گئی اور بنانے والے کی ساتھ اپنے دیکھا کہ کیا کیا۔ افسوس محمد جلد کی سب متناہن خاک میں مل گئیں اور رحمت نے مساعت نہ کی۔

یہ قصہ جس موقع پر بیان کیا گیا اس سے قبل کا ہے (مترجم)۔ کوئی صاحب یہ خیال نہ فرمائیں کہ جب تیمور کو اپنے افعال پر افسوس تھا تو محمد جلد سے یہ حرکت کیوں کی یہ واقعہ اسفناک افسوس سے پہلے کا ہے گواہ بدین ذکر کیا گیا اسی واسطے مصنف نے

کہا کہ یہ قصہ ماقبل مابعد ذکر ہوا۔
نکتہ

جس طرح کہ بانی مسجد (تمبور) اپنے چاروں طرف کے
گناہوں سے گمراہ ہوا تھا اسی طرح اس مسجد پر پتھروں کا ہر چہا
طرف سے اتنا بوجہ پڑا کہ مسجد کا کندھار کھیا اور اسکی طاقت
کی گردن اُنکے اُٹانے سے دھس گئی اور پتلی پڑ گئی حتیٰ کہ چیت
نے آیہ اِذَا السَّمَاعُ انشَقَّتْ پڑھی یعنی چیت شق ہو گئی اور
چیت بین درز آگئی۔

تمبور سے یہ نہوسکا کہ اُسکو گرا کر پیر مضبوط بنائے جیسے تھا
ویسے ہی چوڑ دیا اور مصاحبین اور اہل محلہ کو حکم دیا کہ جمع ہوں
اور جمعہ بڑھیں چنانچہ تمبور کی حیات میں یہ حالت تھی کہ جب
نازی جمع ہوتے پتھروں سے خوف کرتے تھے کہ انہیں سے
کونسا اللہ کے خوف سے گرتا ہے اور اسی موقع پر فرشتہ
جبال کستا تا واذنشقنا الجبل فوقعم کاندہ ظلة (ترجمہ) جب
ہنے پہاڑ کو اُونکے اوپر مثل سائبان کے معلق کیا (یہ نبی اسرائیل کا
قصہ ہے کہ پہاڑ معلق کیا گیا تھا اُونکے اوپر) گویا بیان بھی حالت بھی
ایک وقت اسمین لوگ بکثرت جمع تھے اور ہر ایک بچا دکنے ہوئے تھا

کہ اس کے پتھروں سے ایک ٹکڑا گرا پڑا کہ گرنے کے جو بیٹے ہوئے تھے
 گہرا کر دو روزوں کی طرف ہمارے فقط ایام کو قائم چھوڑا اور انہیں اللہ واد
 جی تھا کہ جو کمزور و فربہ میں تیمور کا شریک اور گفتا جب لوگوں کو معلوم ہوا
 کہ واقع میں ذری سا پتھر تھا سب لوگے اور وہ پریشانی دور ہوئی جب
 نماز سے فارغ ہو کر لوگ منتشر ہو گئے تو اللہ واد نے نبی سے کہا
 اے اللہ واد آفت تھا چلتا ہوا فربہ ہی ہوشیار تیر طبع جو رسوائی کے
 کعبہ کے گرد سو سو اور ہزار ہزار طواف کرتا تھا، مناسب ہے کہ اس
 مسجد کو مسجد الحرام کہیں اور اس کی نماز کو نماز خوف۔ اور یہ بھی کہا
 کہ اس معبد کی شان میں یہ شعر پڑھا جائے اور ہر جگہ لکھا جائے۔

ترجمہ اشعار

بناؤ نہ مسجد زرِ ظلم سے	جو تو فنیق اس کی بنیں آپ کو
زنا کی کمائی سے پالے یتیم	نہ خرچی کم اؤ نہ خیرات دو

فصل

جب تیمور بلادِ روم پر حملہ آور تھا اس کی طبیعت ممالک
 شرق کی جو لائق فتح میں گہوم رہی تھی مشہور ہے کہ تیمور نے
 اللہ واد کو لکھا کہ وہاں کے بلاد کی کیفیت لکھے۔
 جب تیمور پر ممالک شرق کے حالات منکشف ہو گئے

اور گانو اور مصافات بلاد اور اعمال کی کیفیت اسطرح ظاہر
 ہو گئی کہ چشم بصیرت نے ملاحظہ کیا اور تمام بلاد کا نوٹو تیمور کے
 سینہ پر کھینچ لیا تو وہاں کے لئے اوس کے اطراف کے روسا کو
 مہیا کیا۔ اومنین بیرومی بیگ اور تنکری بیرومی اور
 سعادات اور الیاس خواجہ اور دولت تیمور اور
 زیادات تھا سعادات اللہ داد کا آدمی تھا اور زیادات
 دولت تیمور سے ایک شخص کا لقب تھا اور ان کے سوا چند
 پلٹین اور حکم دیا کہ یہ اللہ داد کے پاس جائیں اور اللہ داد
 تمہیں حکم کا سامان کرے اور یہ سب مابکر ایک قلعہ اش خمرہ
 اشبارہ سے دس منزل پر قوم مغل کے علاقہ میں بنائیں
 اور یہ خراب ہو گیا تھا کیونکہ دو مملکتوں میں متنازع فیہ تھا۔
 یہ لشکر جبار درہ کوہ میں پہنچا اور خلاف عادت قلعہ کے
 بنانے میں مشغول ہوا (عسا کر تیمور می کی عادت یہ تھی کہ اس
 شہر کو برباد کیا اور قلعہ کو توڑا اوس بلدہ کو او جاڑا اوس قریہ کو
 جلا کر خاک سیاہ کیا اسلئے قلعہ بنا نا خلاف عادت ہوا)
 قلعہ بنانے کے لئے توجہ اس گروہ کی اخیر سنہ اور ابتداء
 سنہ میں تھی۔ اور تیمور کی غرض یہ تھی کہ خطا کی آمد و رفت میں

ایک ٹہرنے کی جگہ ہونا چاہئے۔

جب ان لوگوں نے بنیادین قلعہ کی قائم کین اور انواع و اقسام کے بیوتات تجویز ہو گئے اور دیواروں پر منڈیریں بنائیں یا یہ کہئے کہ علم دیواروں پر قائم ہوئے تو فرمان امیر بدین مضمون پہونچا کہ تعمیر قلعہ بند کی جائے اور بالکل نسیانیسا کی جائے اور تم سب پٹلگر شہروں میں کاشت کی فکر کرو بائی طور کہ جو دیہات اور امصار میں ماہر فن کاشت یعنی بوئے کاٹنے اڑانے کے فقیہ ہیں اور جتنے بانگر زمین افروز اور کماور (زمین نشیب) کے مزارع خود کاشت پانی کاشت کاشتکاران بارانی چاہی ہیں حدود دسمرقندے استبارہ تک تمام کاروبار بیع و شراچھوڑ کر دو فصلی کاشت کی فکر کریں اور بطور اذان کے عام منادی کیجائے کہ اگر کوئی حالت اضطرار میں نماز چھوڑے تو چھوڑے مگر فلاح دسحر کا کمانا جو رمضان میں کہاتے ہیں، نہ چھوڑے لفظ فلاح بزبان بی بمعنی طعام سحر و کاشت آتا ہے مطلب یہ ہے کہ اشد ضروریات کو چھوڑ دے مگر کاشت کو نہ چھوڑے۔

نیمور کی غرض یہ تھی کہ اگر اس سفر میں سامان خور و نوش

تھوڑا بہت گہنچاے تو یہ پیداوار اک عمدہ سامان
ہوگا۔

حکم تیموری پہنچا کہ فوراً تعمیر کو بند کر کے سب اپنے اپنے
بلدہ کو واپس آئے اور بل بل نکال کر حسب الحکم تمام زمینیں
جن میں کیتی نہ تھی درست کی گئیں اور تخم پاشی کی گئی جیسے ہی
کاشت سے فارغ ہوئے کہ موسم گرما نے لینے صیف کے
اپنا بوریا بدھنا سبنا لالا اور قاصد موسم خریف نے اپنے
علم نصب کئے اور زمین کے بود و ن پر اپنی جہولین ڈال دیں۔

تیمور کا بسمت خطا عزم اور سکیات موٹکا

آنا اور انکسین کہنا اور سفر سے بدھ سقر کو انتقال کرنا

تیمور کی عادت تھی جب ذرا فرصت ملی اور افاق کی طرف
متوجہ ہوا اور اطراف و اکناف کا قصد کیا اور ممالک کی
فتح کی دہن لگی اب تیمور نے سمند سفر کی باگ اپنی عادت
کے موافق خطا کی طرف پھیری اور یہ عین صواب تھا کیونکہ
خطا اسکا شعار تھا اور تمام لشکر کو حکم پہنچا کہ سمند ہو جاؤ اور چار برتاریہ دو کا
سامان کرو اور تیار ہو جاؤ سب نے بسر و چشم منظور کیا اور حلقہ گنوں طاعت ہو گئے اور

پنا اپنا سامان تیار کر لیا اور مچھلی کی طرح مظالم کے بجا رہین جا پڑا
 کہ بندوں پر ظلم کرین (مترجم، بیان صاحب کتاب نے بروج
 فلک کا تلامذہ بیان کیا ہے جو زبان اردو میں بے لطف ہوتا
 اس واسطے چھوڑ دیا۔

قاصد ہلال قوس نے (ہلال قوس یعنی وہ ہلال کہ بشب شمس
 برج قوس میں ہو، اپنی سردی کا فرمان ہرکان میں پہونک دیا
 کہ لشکر جاڑہ کا عالم کون و فساد (دنیا) میں خمیہ زن ہے امرا
 مستعد ہو جائیں اور رنگے اور رنگ پیری بجاؤ کرین اور اسکی
 رستگاری کے لئے اُن کے فات کو کافی نہ سمجھیں (مترجم، ہمے
 کا فات شتا کا ذکر پہلے مع ترجمہ اشعار کیا ہے۔

مرکاف کیسا انہیں سب بلکہ یہ ایک نشانی ہے اللہ تعالیٰ
 کی نشانیوں سے تم اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو دال لگی نہ ہو۔
 وہ یہ بتا رہا ہے کہ میرے آنے کا مقصد انفس بہ ہند
 کرنا، یہ زبان اردو کا محاورہ ہے کہ فلان شخص شننا ہو گیا
 یعنی مر گیا، ناکون اور کانون کا ہلاک کرنا یا تہ پیرون نہ گزینا
 سزون کا قلع قمع۔

موسم خریف بنو دشتا کا مقدمہ آبجیش ہے اور سالرما

کے بادوٹے کا آگے آگے لانے والا اور اُلکی برآمدگی کا نمونہ اور اُلکی شدت و خوف کا جاسوس۔ اُسکے فرمان کا سرنامہ اُسکے لشکر کی لین ڈوری ہے۔

پہر سنڈی ہوا اُون شکندہ سے چلایا (یعنی ہوا اُونکی آواز گویا موسم خریف کا چلانا تھا) اور آنے جانے والوں بادلوں سے عالم پر خیمے نصب کئے جنکی آواز سے خلقت کا نپ اُٹھی اور تمام حشرات الارض اپنے معر جنم میں (بلوں میں) جاڑے کئے خوف سے پناہ گزین ہوئے۔ آگ بجھ گئی۔ حوض جم گئے۔ پتے کانپ کانپ کر شاخوں سے گرے۔ نہرین منہ کے بل بلندی سے نشیب کی طرف جاری ہوئیں۔ شیر اپنی جھاڑیوں میں اور بہرں اپنی شب باشی کے ٹھکانوں میں جا چپے۔ کون رزمانی نے آفت سرا سے پناہ مانگی۔ مکان کا چھپرہ زرو ہو گیا۔ باغیچوں کے رخسار غبار آلودہ ہو گئے گنجان و رختوں کے قد و قامت ڈھلک گئے اور جس قدر تر و تازگی تھی خاک میں مل گئی زمین کا سبزہ گماں ہو گیا کہ ہوا اُڑا رہی ہے۔

تیمور کو یہ نیم کے آواز سے بُرے معلوم ہوئے اور ہوا کے جھونکے سرو لگے تو حکم دیا کہ قبوں کے (خیموں کے) زمین

اور جیون کے گریستوانے تیار ہوں۔ اور برف کی تلواروں اور
 اولوں کے تیروں کے لئے مبطنات کی سپر اور پوسٹین کی زرہ
 بنائی جائے (مترجم) مبطنات سے وہ کپڑے مراد ہیں جن میں
 بطن ہو یعنی دوہرے یا روئی وار۔ اور سرا کی ملاقات کیلئے
 لباس المضاعف المضاعف اپنے عزم کے قامت پر آراستہ
 کئے اور کافات شتہ سے فقط ڈھالوں پر اکتفا کیا اور کسی کے
 کہنے سننے کی طرف توجہ نہ کی اور جاڑہ کے لئے یہی کپڑے اور
 زرہ کافی سمجھا اور عساکر کو حکم دیا کہ جاڑے کی پرواہ نہ کریں
 اور خیال کریں کہ بمنزلہ برد و سلام کے ہے یعنی رحمت الہی
 ہے۔ جب تیمور کا لشکر جمع ہو گیا اور تمام احکام و امور ٹھیک
 ہو گئے سوچکڑے جن پر چاروں طرف لوٹا لگا ہوا ہوا بار برداری کے
 تیار کرائے۔

موسم سرما نے اپنے آنے کے ساتھ تیمور کے نکالنے میں
 مبادرت کی اور وظیفہ عمر کی موقوفی کا فرمان دفتر فنا سے
 نکلوا یا۔

اب تیمور اس طرح جا رہا ہے نہ فرساے بادِ پاکی ہلاکت کا
 افسوس نہ انسانوں کی ڈالہ زدگی کی پرواہ اسی طرح سیحون

پر پہونچا کہ سردی سے جگیا تھا اور ہوا سے سردی نے اُس پر ایک
صاف محل بنا رکھا تھا میرے پہلے اشعار کے مطابق ہیں -
ترجمہ اشعار

محرر آیا نظر اک جسے عالی بس در اُ نین جو رو یا آنسو یوں نے نظر چاؤ نظر	جسکو اللہ نے بنایا شکل میں ایک قلعہ کی یہ تاب ناب تھی شیشے کا نہ در جگنی
---	---

تیمور نے سبھون سے عبور کیا دربر بر چلتا رہا اور اپنی بہت پر
اثر بارہا ہر چند موسم سرما نے ہلاک کیا اور ہر طرف سے ہو میں جو آگے
ملوث تین آئین اور لشکر تیموری کو اس سے سردی نے توڑ دیا اور سوار و کومر بگڑان
مار ڈالا۔ اور تیمور رہے کہ اس لشکر کو بڑا ہا چلا جاتا ہے نہ کسی اسیر کی
بروزانہ شکستہ حال کی دلدارمی۔ برد کا مقابلہ بڑو چادر و نئے کرتا تھا
اور جاڑے کے سمندر وان دو انگو اپنے بے ریش و برتسپا ہیونے
دور اتا تھا اب جاڑہ اپنی تیز و تند سرد ہوا وان سے گھوم رہا ہے اور
اپنی برف و ذرا لہ بارسب کو پھیلا رہا ہے۔ جاڑے کی کنپکپا ہسٹ
نوحہ کنان تھی اور مملکت شتا کی فرما نرو انندی ٹنڈی ہوا میں تین۔
جاڑہ تیمور کی محبس میں جا کر کئے لگا۔ اسے منحوس باز آ اور
ایظالم ٹھرا آخر کب تک اپنی آگ سے دو کو مبدلے گا اور کب تک اپنی
گرمیوں سے کلیجے بھر کے گا۔ اگر تو جہنم کے دو سال سنوں سے

ایک ہے تو میں دوسری سانس ہوں (حدیث شریف میں یہ مضمون ہے کہ دو زخ دو مہین ایک گرم ایک سرد جب دو زخ گرم سانس لیتی ہے تو گرمی کا زور ہوتا ہے اور سرد دو زخ کی سانس سے جائیکا زور شور ہوتا ہے) اور میں اور تو دو شخص ہیں کہ ہم دونوں مل گئے بندگان خدا اور بلا کی تباہی کو کیا قرآن نحسین ہے (قرآن نحسین کہتے ہیں مریخ اور زحل کے اجتماع کو)

اے تیمور اگر تو نے سرد (سوان) کا کام نفوس پر کیا اور تو نے خلقت کو تنڈا کر دیا (مار دیا) تو میرے زہریر کے دم خم تجھ سے بڑا ہے۔ اے تیمور اگر تیرے سالہ میں وہ لوگ تھے جنہوں نے مسلمانوں کو ہلاک کیا تو میرے زمانہ میں بعون اللہ تجھ سے زیادہ ہیں۔

اے تیمور تجھ کو حوادث زمانے کی ساری ستائشیں اور شہین بچا سکتے ہیں جتنی بھی برکتی ہوئی آگ۔ چہ موسم۔ ماہ۔ سال۔ و برف باری کی کہ لوہیو کاٹ والے اور زرہ کی زینہ کو لے۔ اور تیمور پر اور اسکے لشکر پر آسمان زہرہ۔ یہ برف سپہ سالار اور اور اسکے ساتھ ہی وہ تیز ہوا چوڑی کہ کالوان اور آسمان میں اور ہاک کے تہنوں میں برف گسکی۔ یہ ہوا زنی روح کو چنیر رزق تک کیونچ لالی اور یہ ہوا وہ ہوا قی ماتن من شئی نت علیہ لا جعالتہ

کالرہم یعنی یہ ہوا جس پر گزرتی تھی اور سکوشل مردونکی گلی ہوئی
 ہڈیوں کی کرتی تھی اور زمین مشرق سے مغرب تک بوجہ برف باری
 ایسی ہو گئی کہ گویا میدانِ حشر ہے جس میں نامہ اعمال منتشر ہیں یا مندرجہ
 کہ جس کو خدا تعالیٰ نے چاندی کا ڈال دیا۔ یہ عالم تھا کہ جب آفتاب
 نکلتا اور شب بنم گرتی ہوتی تو ایسا معلوم ہوتا کہ فیہ وزکا آسمان ہے
 اور بلور کی زمین اور مابین زمین و آسمان کے سونے کے ٹکڑے ہیں
 یعنی شعاع آفتاب سے قطراتِ شب بنم اور صقیعہ دگر، سونیکے ٹکڑے
 معلوم ہوتے تھے۔

جب اس برف باری کے موقع میں معاذ اللہ نیم حتمی تو سانسین
 فومی ارواح کے بند ہو جاتی اور گھوڑے اور سوار اور اونٹ اور
 اونٹ والے کیو بیکار دیتی ہاں تک کہ غزبا کو ہلاک کر ڈالا اور یہ نوبت
 پہنچی کہ آگ کا گناٹ خوش آنے لگا یعنی جیسے انسان پانی کے
 گناٹ پر خوش ہو کر آتا ہے اسی طرح یہ برف زدے آگ پر
 گرنے لگے جو آگ پر پہنچتا تھا اور سکوسلامتی اور تندک سمجھتا تھا۔
 کیا سردی تھی کہ آفتاب بھی کانپ اٹھا اور چشمہ آفتاب سردی سے
 جم گیا اور پانی سوکھ گیا اور ایسا ہو گیا جیسا کسی شاعر نے
 کہا ہے۔

مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن بیدل

بقیہ علم کی فضیلت اور
علم کی شش کیفیت

مسد کے لئے دیکھتے ہیں کہ وہ صافی نمبر ۱۰ جلد ۵،
اے۔ ونا ب قاعدہ جس منقذ ہو لی شہزادہ والا بتارنے
قبول ہے۔ بنای حکم الملک بہادر پانچون سوال نمایں نظر و نہ
کہوتی یہ کیا نام ہے۔ طالب ہو کر فرمایا کہ بجواب سوال سوم
جو انکو پیش کی گئی اسکا اثر ہر شعر غلط لکھا گیا اسکی تصحیح حسب ذیل
فرما دیجئے۔ یعنی ۹ کی چودھویں سطر میں ہی۔

فرماین جنس یا سدس جیسے مرضی مبارک ہو۔

جواب

ای عاشقان جلوہ مہمانسرایے دل	ای رہروان دشت قیامت پناہ
ای تشنگان و دئے دشت نمائے دل	ای تازہ و بردان بساط مہمانسرایے دل

زینہارا اگر تمہیں ہوس ناز و نوش ہے

تم شمسور ابلق شام و بگاہ ہو	لو کام فکر سے جو سر انتہا ہو
سمجھو اگر طبعیت جو دت پناہ ہو	دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو

میری سونو جو گوش نصیحت نبوش ہے

شوخی بیک نگہ ستم ایجاد ابری	مینا بقلقلے سخن آموز بجزدی
ساغر بجزعہ ہمنفس بزم خامشی	ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی

مطرب غمہ رہزن تمکین نبوش ہے

دنیا کا عیش و رنج ہے کب مایہ نشاط	دودن کی چاندنی ہے یہ دودن کا انبساط
ہر چہ کو ہے عالم ہستی میں انحطاط	یاشکوہ دیکھتے تھے کہ ہر گوشہ بساط

دامان باغبان و کف کافروش ہے

وہ موسم بہار وہ پہلوئی بوہ رنگ	نوخیز وہ جوانی و انداز وہ ترنگ
آہستہ رونیم محبت فزا و رنگ	لطف خرام ساقی و ذوق صدائے جنگ

یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے

تھے کان فہم سے بستی کے جزم میں	دل است عیش بادہ پرستی کے عزم میں
تھے نکتے کہ فیضِ نبوتی تھی زرد میں	یا بھی دم جو دیکھنے آ کر تو جزم میں

اسے دور و دور سے جو تڑپ رہا ہے

اک کوئی تیرا سہ لفظی غنی بنی	سہ سڑے سڑکوں سے مینا کو چپ لگی
بہ چوں کوئی سہ چہ چون یہ اندازِ برقی	دع فراق محبت شب کی چلی ہوئی

اس نے رہی ہے سو وہ بھی حموش ہے

انیس سال سے حضرت بیادِ اقبال میں	کیف شرابِ ناب ہے جامِ سفال میں
اوستا کا خیال کوئی بسہ مقال میں	آہ میں غیبت یہ مضامین خیال میں

ناب سے یہ خامہ نواسہ سروش ہے

ناب سے انعام و شرفِ ہوی اور شہزادہ کی لیاقتِ عام اراکین
اور علم و ادب ان سب انفقادِ مجالس علمیہ بغرض تکمیل وصیت
فردوسِ مکانِ ضرور ہے۔

مجلسِ علمِ تاجِ رخ

اگلے روز بدستور سابق مجلس منعقد ہوئی شہزادہ وقت
سعید پر رونق افزہ مجلس ہوا بعدِ تعلیم و تکریم خسرانہ حکیم الملک نے
عرض کیا اگر ارشاد ہو تو چند سوال علمِ تاریخ کے گزارش
کے جا میں شہزادہ نے جازت دی۔

پہلا سوال

سلاطین اسلام سے پہلا بادشاہ ہندوستان کا کون تھا کہ بتاؤ
اور اسکے خاندان میں کب تک سلطنت رہی اور کیوں منتقل ہوئی۔

جواب

شہنشاہ نے کہا اگرچہ حملے مسلمانوں کے ہندوستان پر
ولید بن عبد الملک اموی کے عہد خلافت سے شروع ہوئے تھے
اور سلاطین غزنویہ نے کئی بار تاخت کر کے ہندوستان کے
راجوں سے خراج جی لیا اور دریائے ستلج تک قبضہ کر لیا
معز الدین سام کے زمانہ تک جبکہ عوام شہاب الدین غوری
کہتے ہیں کسی نے ہندوستان میں دارالسلطنت قائم نہیں کیا اس لئے
مورخین نے پہلا بادشاہ اسی کو شمار کیا ہے۔

شہاب الدین غوری نے بدلتی دہلی میں اپنے خاتم
قطب الدین ایبک کو نیا تاجپوڑ اور غزنوی کو روانہ ہو
اشاد راہ میں بمقام رہتنگ کہو کروٹے باہر سے مارا گیا۔

جب غور کی سلطنت پر شہاب الدین کا بیجا سلاطین محمود
تحت نشین ہوا سلطان محمود نے فوراً خط آزادی اور چہر شاہی
قطب الدین ایبک کے پاس بھیجا قطب الدین کو جب یہ خبر ملی تو

لاہور تک استقبال کیا اور اسی روز سے ہندوستان کا مستقل بادشاہ
 ہو گیا اور دہلی کو درالسلطنت قرار دیا۔

چار برس کئی مہینے کے بعد مقام لاہور چوگان بازی کے
 جلسہ میں گھوڑے سے را اور جان بخت ہوا اور اسکا بیٹا آرام شاہ
 بادشاہ ہو پندرہ مہینے گزرے تھے کہ امیر علی اسمعیل سپہ سالار
 در امیر داد و دہلی آرام شاہ کی حرکات ناشایستہ سے آشفتہ
 ہوئے تو انہوں نے قطب الدین ایبک کے داماد شمس الدین
 التمش کو جو بدایوں کا حکم تھا وہی طلب کیا آرام شاہ صفت آرا
 ہو آخر مرشدت کہانی درشتہ تیرہی مطابق شمس الدین التمش کو
 شمس الدین التمش تخت نشین ہوا۔

اس بادشاہ کے عہد میں دو من شمس الدین قوت الاسلام
 اور بہت سی عمارتیں بنیں۔ یہ بادشاہ آخرت میں تیرہ برس
 بادشاہ رہا گیا۔

چہر کن الدین فیروز شاہ وزیر شمس الدین تھے تھیں ہوا
 پندرہ برس بعد تھیں وزیر مال عز الدین کا کہ مہمان فوج کشی کی
 دے گئے ہائے کے ہو باکین مانتے تھے کہ کن الدین کی بہن جنمیکو
 تخت پر بیٹھا کہ کن الدین کے کن الدین یہ خبر سنا کہ بس آیا

اور کیلو کڑے کے میدان میں بہائی بن سے صف آرائی ہوئی
رکن الدین گرفتار ہوا اور قید کیا گیا اور قید خانہ میں مر گیا۔

سلطانہ رضیہ سارے تین برس مستقل فرمانروا رہی۔
مگر کرجک بنین کل جگ ہے یہ اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے
جب ملک التونیہ بھٹنڈہ کے حاکم سے لڑائی ہوئی تو امرانے
مخالفت کی اور رضیہ کو بھٹنڈہ کے قلعہ میں قید کر دیا اور
بہرام شاہ کو دہلی کے تخت پر بٹھلا دیا۔ آخر رضیہ نے
ملک التونیہ سے نکاح کیا اور دوبار بہرام شاہ سے لڑی اور
ماری گئی۔

بہرام شاہ کی سلطنت کو دو برس کچھ مینے ہوئے تھے
کہ نظام الدین مہذب الملک نے دیگر امر کو ہموار کر کے
بادشاہ سے مخالفت کی اور شاہ کو دہلی میں محصور کر لیا تب
تک روز لڑائی ہوتی رہی آخر بادشاہ کو گرفتار کیا اور مار ڈالا
اور امیر الامرا ملک معز الدین بلبن تخت نشین ہوا۔

چونکہ امر معز الدین کی تخت نشینی پر راضی نہ تھے انہوں نے
رکن الدین فیروز شاہ کے بیٹے علاء الدین مسعود کو
جو قہر سید میں قید تھا فرما کر دیا اس نے چار برس ایک مہینے

سلطنت کی اُسکی سفاکی اور ظلم سے امرا بہ تنگ آئے اور اُسکے
چچا ناصر الدین محمود کو بہرا کچ سے بلوا کر تخت نشین کیا اور
علاء الدین کو جہان سے (قید خانہ سے) بلایا تا وہیں پہنچا دیا
اور بالآخر علاء الدین قید میں مر گیا۔

ناصر الدین محمود بیس برس کئی مہینے فرمانروا رہا اور
تمام رعایا کو اپنے عدل و انصاف و حسن انتظام سے
راضی رکھا۔

جب ۶۷۵ھ دم ۶۷۵ھ میں بیمار ہو کر فوت ہوا تو اراکین
سلطنت نے شمس الدین کے داماد النخ خان کو تخت نشین کیا
اور غیاث الدین بلبن لقب دیا گیا یہ فرمانروا اکیس برس
کئی مہینے بڑے شان و شوکت سے حکمران رہا۔

پھر بعد وفات غیاث الدین بلبن کے ۶۷۵ھ دم ۶۷۵ھ
میں اسکا پوتا مغز الدین کی قیادت میں تخت نشین ہوا یہ بادشاہ بو عیش و
عشرت و دوبرس کئی مہینے کے بعد مفلوج ہو گیا اور اُسکے
بیٹے گیو مرت کو امرا نے تخت پر بٹھلایا مگر خلیجیوں نے
مخالفت کی گیو مرت کو بہادر پور میں پکڑ کر لے گئے اور مار ڈالا
اور ملک جلال الدین خلیجی کو تخت نشین کیا۔

اب ماطنت غوریون سے بدستاسی برس کے خلیجیوں میں
آئی ابتدا، ماطنت غوری ۱۸۰۱ء فیقعد ۱۸۰۱ء ہجری اور انتہا
جمادی الثانی ۱۲۰۱ء۔

دوسرا موال

اہل اسلام میں خلافت مذہبی موقوف ہو کر سلطنت خاندانی
کیونکر اور کس وقت میں پیدا ہوئی۔

جواب

امام حسن کے عہد خلافت تک طریقہ خلافت بھی تھا کہ بلالحاظ
قرب و قرابت خلیفہ سابق کے اہل شورے یعنی مسلمانوں میں
متقی متدین امور سلطنت کے مشورہ دینے کے لایق کسی کو قوم
قریش سے لایق سمجھ کر اسکے ہاتھ پر بیعت کرتے اور امیر المومنین
لے لقب سے پکارتے اور انکی بیعت کے بعد اسکو سب
اہل اسلام نزدیک و بعید خلیفہ مانتے اور اطاعت کرتے تھے
یا خلیفہ بذات خود مشورہ اہل شورے بلالحاظ قرابت و خاندان
کی وجوہات نشین کرتا۔ خلیفہ کو اس سے زائد کوئی حق نہیں تھا تاکہ
مثل دوسرے مسلمانان متوسط الحال کے اپنے لئے بیت المال
کی وظیفہ مقرر کرے۔ نہ تزک نہ حشم نہ اردولی نہ دربان۔ جب لڑائی کا

موقع ہوتا تو مسلمان اُسکی فوج تھے لڑائی کا بیڑ خوراک سامان
حرب بیت المال سے ملتا تھا جو غنیمت آتی یا بندی احکام شرع
تقسیم ہوتی تھی۔

جب حضرت امام حسن نے خلافت سے کنارہ کیا اور اسکے
میں حکومت حضرت معاویہ والی شام کو سپرد کر دی تب انہوں نے
طریقہ سابق کو بدل دیا۔ قصر امارت بنایا۔ چوبدار رکھے۔ دروازے
پر دربان مقرر کئے اور مثل سلاطین اخیر عمر میں اپنے بیٹے
یزید کو جو کسی طرح قابل نہ تھا خلیفہ بنایا اور ہجرت لوگوں سے بیت
لی جب سے یہ طریقہ خلافت بدل گیا اور سلطنت امویہ ہو گئی۔

تیسرا سوال

یہ امارت اس خانہ ان امویہ میں کس سن تک رہی اور پھر کب
منقل ہوئی۔

جواب

بنی امیہ کا اخیر والی مروان حمار تھا جو قتل کیا گیا۔ اس نے امین
زمانہ حکومت سفاح کے ہاتھ میں آئی جو بنو ابیاس کا اول
فرمانروا ہے۔

بنی امیہ میں باؤٹھ شخص والی ہوئے اور اگر ابو عبد الملک

جو بوجہ بناوت شمار میں نہیں داخل کیا جائے تو تیرہ ہوتے ہیں۔

چوتھا سوال

بنی العباس میں کتنے فرمانروا ہوئے اور کس قدر زمانہ کی سلطنت کی اور کس پر ختم ہوئی۔

جواب

ابوالعباس سفاح اول والی بنے کہ جس سے امارت عباسیہ شروع ہوئی اور یہ امارت مستعصم باللہ پر ختم ہوئی۔
ابوالعباس سفاح سے مستعصم باللہ تک اس خاندان کے سنیٹیس^۳ بادشاہوں نے برابر پانچ سو بیس برس سلطنت کی۔

پانچواں سوال

پہلا بادشاہ جو بغداد میں مراشاہ اسپند ترکمان وہ کون تھا اور اسکی کیا کیفیت ہے۔

جواب

شہزادہ نے کہا کہ اسپند قرایوسف ترکمان کا بیٹا تھا قرایوسف اگرچہ خاندان شاہی سے نہ تھا مگر اسکے باپ قرامحمد ترکمان کو جمعیت قوم ترکمان کی اور اس گروہ کی سرداری حاصل ہو گئی تھی اسنے اس قوم کی مدد سے سنچار۔ موصل وغیرہ

دخل کر یا تا اسکا بیٹا قریوسف آذربایجان اور عراق عرب
 اور بعض اضلاع عراق عجم پر مسلط ہو گیا اور ہمیشہ امیر تیمور
 اور اسکے بیٹوں سے لڑتا رہا چنانچہ میرانشاہ امیر تیمور کا بیٹا
 اسی کے مقابل میں مارا گیا قریوسف کے چار بیٹے تھے
 اسمعٰن بیک - جہانشاہ - قرا اسکندر - اسپندر
 اسپندر بچے کے حال سے سوال کیا گیا ہر قریوف کے مرنیکے بعد اپنی بہائی قرا اسکندر کا رفیق
 رہا جب شکستہ میں مرزا شاہ رخ فرزند امیر تیمور اور قرا اسکندر سے لڑائی
 ہوئی تو اسپندر کمال دلاوری سے تین روز میدان جنگ میں شاہ رخ کی فوج سے
 لڑتا رہا اور آٹھ شکست شاہ رخ کی فوج میں نمودار ہوئے اس وقت
 میر شاہ ملک نے کہ شاہ رخ کے امراست نہایت چالاک
 ہوتا تھا وہ شادیاں کا بھوادی اور مشہور کیا کہ اسپندر گرفتار ہو گیا
 اس خبر کے سننے سے ترکمانوں کی فوج میں ہل چل پڑ گئی اور لوگ
 جاگ نکلے بہانہ کہ قرا اسکندر بھی قوم کی ہلاک چلا گیا
 اسپندر نے جب لشکر کی یہ کیفیت دیکھی تو توجہ سے حرکت سے باہر
 آیا اور بغداد کی طرف گیا اور بغداد کا استقبال بادشاہ بنگیہ
 اور شکستہ میں بعارضہ قوی فوج ہوا اور بغداد میں
 دفن کیا گیا۔

مجلس علم لغت

اگلے روز مجلس منعقد ہوئی حکیم الملک نے علم لغت کے
چند سوال پیش کرنے کی اجازت چاہی شہزادہ نے
اشارہ کیا۔

پہلا سوال

مسلمان کس زبان کا لفظ ہے اور محمد یون کو مسلمان کیوں
کہتے ہیں۔

جواب

شہزادہ نے کہا محمد یون کے دین کا نام اسلام ہے اور
اسلام کے معنی مطیع ہونا۔ اہل اسلام نے جب عرب سے فوج کشی
کر کے فارس کو فتح کیا اور اس ملک میں جوق جوق عرب آکر
آباد ہو گئے تو اہل فارس انکو مسلم کہتے تھے یعنی اسلام والے جب فارس کے برابر آئے
اسلام لائے تو اہل فارس انکو مسلم مان کئے لگے یعنی مسلم، مانند کیونکہ
اہل فارس مسلم عرب ہی کو جانتے تھے رفتہ رفتہ تغیر لہجہ ہو گیا اور محمد کو مسلمان کہنے لگے
اس لفظ کا جزو اول عربی ہے اور جزو ثانی فارسی سر جویم
ترکیب فارسی اسکو فارسی کہنا چاہئے۔

دوسرا سوال

روزگار کیا لفظ ہے اور اس کے کیا معنی ہیں -

جواب

شہر اوہ نے کہا کہ روزگار فارسی لفظ ہے بمعنی زمانہ مگر
ہندیوں نے اسکو نوکری اور وجہ معاش کے معنوں میں مستعمل کیا ہے۔
زبان فارسی میں اس لفظ کا استعمال بمعنی نوکری ناجائز ہے اگرچہ یہ لفظ
اسی معنی میں سالک بزدلی کے شعر میں آیا -

دل آوارہ ام پس بیقرار است

بہن زلف او بے وزگار است

یہاں خود شعر کے انتہائی اشارہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں
لفظ روزگار بمعنی بے معاش ہے -

میسر سوال

کائنات کی ترقی و زوال کی کیا وجہ ہے -

جواب

گزشتہ صفحہ سے مراد تیز خیریت ہے جو کہ نامے توفیق رسی میں
بریدین اور معنی بن قلیع اور ابرو انتون سے کا تمام مقدمہ و
توفیق رسی - گزشتہ این اور بی غرض سے بڑھاؤ شدہ -
ورایہ کہنے سے کہتے ہیں کہ کائنات مادہ ہے توفیق رسی ورون

اور عربی میں حصا و ب -

چوتھا سوال

وہ کونسے حروف میں ہو فارسی زبان میں آتے ہیں اور عربی میں نہیں آتے -

جواب

(۱) باے فارسی جیسے پلنگ - پرورش -

(۲) جم فارسی جیسے چرم - چند -

(۳) زاے فارسی جیسے ژالہ - ژرف -

(۴) کاف فارسی جیسے گواہ - گرو -

(۵) واو مجہول یعنی وہ واؤ جسکے ماقبل ضمہ ہوتا ہے اور خوب ظاہر نہیں پڑتی جیسے گور - شور -

(۶) یاے مجہول جسکے ماقبل کسو ہوتا ہے اور خوب ظاہر نہیں پڑتی جیسے دیر - تیز -

(۷) ہائے مخفی جو کلمہ کے آخر اظہار حرکت کے واسطے لکھی جاتی ہے جیسے غنچہ - پنہ -

(۸) خاے فارسی جو پر پڑتی ہے اور اظہار تفخیم کے لئے اسکے بعد واؤ لکھی جاتی ہے عام اس سے کہ خاے مضموم ہو

یا مفتوح یا مکتور اور یہ واو مکتوبی ہوتی ہر پڑھنے میں نہیں آتی
جیسے خود اور خویش اور خواست -

یہ واو مودولہ فارسی میں سوا، خائے معجزہ کے اور کسی
حرف کے بعد نہیں لکھی جاتی -

پانچواں سوال

لفظ ضحاک کی تشریح فرمائے -

جواب

شمر اوہ نے کہا کہ ضحاک لفظ عربی ہے اس کے معنی بہت
بہنہ والے -

پیشواؤں میں سے ایک بادشاہ کا نام جو بڑا ظالم تھا اس کے
باپ کا نام مرتاس تھا -

یہ بادشاہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے (۶۰۰ء)
بیس سو پچھترے برس قبل کہ ایک لندھون پر کوئی ماریضہ
سانپ، کی شکل کا ہو گیا تھا بسکی دوا یا غذا آدمی کا نہ تھا چنانچہ
اس کے لئے ہزاروں بندگان خدا کا خون ہوا -

پتہ یہ عرب کا بادشاہ تھا مگر جب فارس کے بادشاہ
حمشید کا ظلم حد سے بڑھ گیا تو اراکین دولت نے اس کو فوج کشی

اور چڑھائی کی سرغیب دی چنانچہ یہ کامیاب ہوا اور جبرست رہا گیا
اور ریشمت ایران پر شکن ہوا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی کے زمانہ میں پورے ہوئے
اسے سزا تازیانہ اور سزا سولی رائی کی۔

اسے اپنے باپ کو اس طرح ہلاک کیا کہ سب سے پہلے ایران
کھدوایا اور اسکو نرس و خاشاک سے بٹوایا۔ سب سے پہلے ایک
مسلوم ہو۔

ظہور الدین احمد قائل

دوائے برقان

عوام الناس کو شہرہ ہو کہ اکثر لوگ درم برقان میں مبتلا ہو کر سخت اور
پرہیزی صاحبوں سے عاجز ہو جاتے ہیں اس لئے نظر آسانی رفقاء عام احقر کے
دعا دیوانی محلیہ راجہ چند و لال بیکٹہر باشی واقع سمت دوم
صفائی اندرون بلد مکان نمبر ۱۲۱۱ عرصہ ۱۲۱۱ سے تیار ہو رہی ہے
سات پوڑی ادویہ قیمت پندرہ روپے ۱۲۱۱ میں ہوتی ہے وقت اخذ روپہ ترکیب اسکی
کہدیا ہوگی۔ طرفہ یہ کہ برہمن بالکل نہیں ہو جاوے استعمال کرو مدد ہر
شفا پائے۔

نردختاب

خضاب عہد اور امی درجہ کا تار کہ کیا ہو۔ جکے لگانے سے صفائی
الوکی بالکل جاوے گی اور رنگ بالو کا سیاہی پتائی ہو رہی نہیں ہوتا
کے نظر ہو جائیں اور آواز میں قیمت بالکل کم ہے فی روز ۳ روپے
۱۲۱۱ خضاب ترکیب نکال ہلائی۔

۱۲۱۱
حکیم محمد عابد علی صاحب
۱۲۱۱

نوش

یہ رسالہ ہر مہینہ کی ہفتی تین ماہ دہائی کے شائع ہوتا ہے۔
 حقوق بحق سیرالال صاحب نشاۃ محفوظین اسکے
 عاینہاب ہمارا جہ بہا در نے نشاۃ صاحب کو بطیب نہا
 نشاۃ فرمایا اور نشاۃ صاحب قیمت سالانہ چھ روپے

۱۔ امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۲۔ پبلک سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۳۔ باہر والوں سے اسکے علاوہ محصول ڈاک ۔

۴۔ جو کتاب اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائیں گے انکو
 ایک اشرفی پیش کی جائیگی ۔

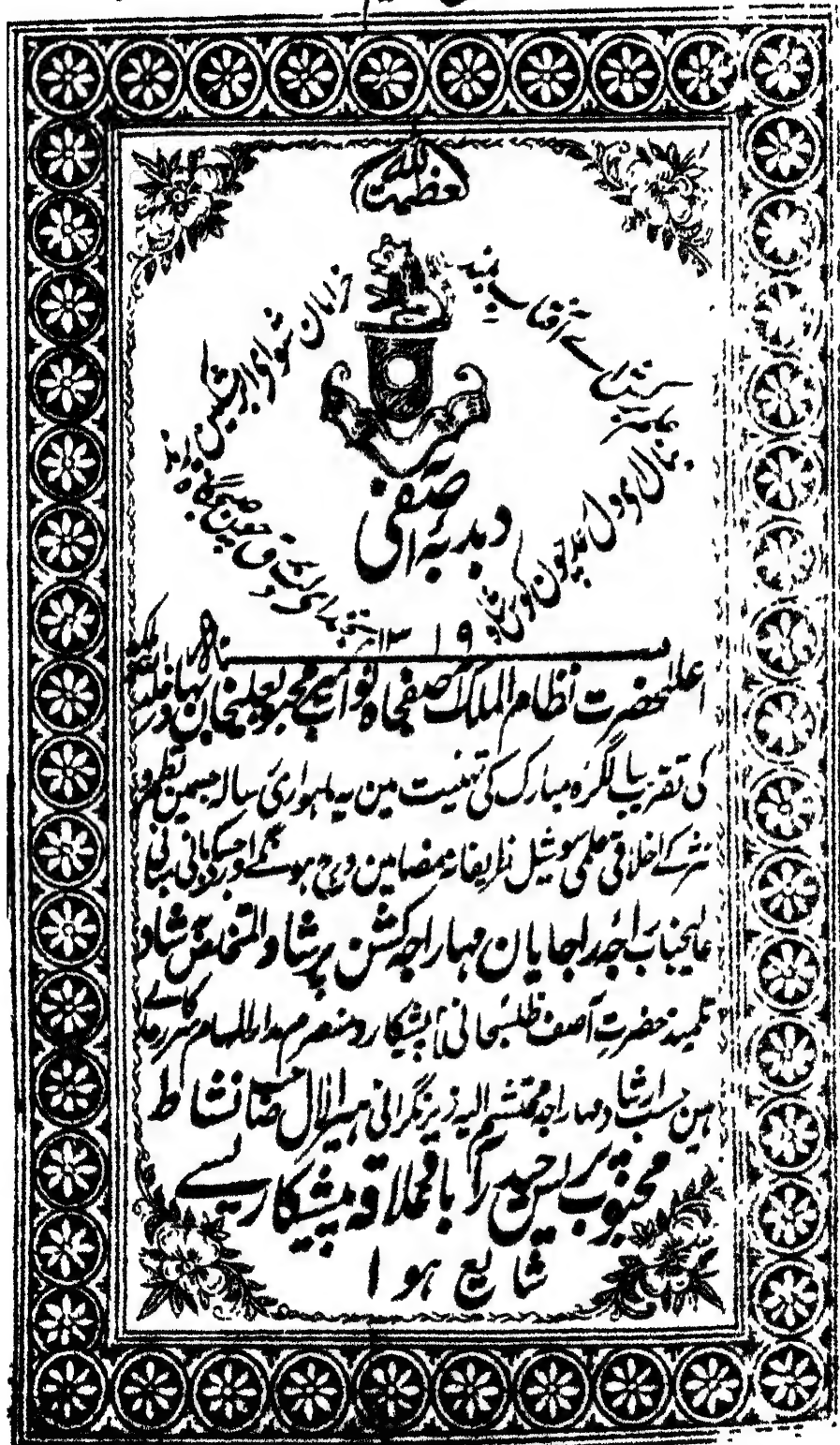
۵۔ نابیند مضمون نہ طبع ہو گا نہ واپس ۔

مضامین اور قیمت درخواست خریداری بنام سیرالال صاحب نشاۃ

محبوب پریس حیدرآباد علاقہ ہمارا جہ بہا در

شکار و نصیر مدارالہمام سکا

بھونکھی جائے



فہرست مضامین و بدیہ اصفی نمبر (۷۱) جلد (۵)

نام مصنف	مضامین	صفحہ	تعداد
۴	۳	۲	۱
مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن - بیدل	بقیہ ترجمہ تاج تیموری	۱	۱
جناب سجاد فرزا بیگ -	فرض -	۱۶	۲



تمسک الدین رتھویہ ابرار

ہر برکت ہو سہ پیر

بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری

تیسرے قلعہ سامسون جو سمندر کے کنارہ پر مسلمانوں کا قلعہ تھا اور اُس کے مقابل اُس کا نظیر قلعہ نصرا تھا۔

دولون میں اتنا فاصلہ تھا بلکہ کم کہ اوہ کا چٹھہ اگر پہنچا جا
اوپر ہو چکے۔ اور دولون قلعوں میں باہم ایک دوسرے
کی حفاظت کا پتا ملتا تھا۔ اور ان کے سوا اور بہت سے
شہر اور قریہ اور قصبہ کما اور بائگر کے تحت حکومت تھے
رکما اور اُس خطہ زمین کو کہتے ہیں جو شیب میں واقع ہو
ایسی زمینیں اکثر نناک ہوتی ہیں اور بائگر اس کا عکس یعنی
اُس خطہ زمین کو کہتے ہیں جو ہندی پر واقع ہو یہ زمینیں بغیر
بارش یا آب پاشی پیداوار نہیں دیتی انہیں دولا ب یا
چرس یا نہر یا باور سے آب پاشی ضرور ہے۔

جب اسفندیار کو تیمور غدار کے یہ واقعات
تفصیلی طور سے دریافت ہوئے کہ اولاد ابن قرمان
سے کیا کیا اہل تمار پر کیا آفت آئی۔ قرایلوک و رطہ تن
حاکم ارزنجان سے کیا سلوک کیا اور ستولی کرمان امیر
یعقوب بن علی شاہ سے کیونکر پیش آیا اور ان کے
حالات جو حکام منشا اور صا دو خان سے تیمور کی طرف

مستوجب چوسنے شائستہ ہو گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تیمور اس
 شہنشاہ سے بڑا ملکہ اطاعت پسند حاضر ہو مخالفت نہیں کرتا
 بہت جلد حاصی کے لئے تیار ہوا اور ایچی روانہ کر نیکی تہیہ
 کی اور تہنجات دلیہ اور بدایا بے ہالیگر حاضر ہوا تو تیمور
 بہت خندہ پیشانی سے پیش آیا اور خوش معاشی کے ساتھ
 اس کو اپنی نیکہ برائین عثمان کے جلال کے لئے قائم رکھا
 اور اس قدر یار اور اولاد قربان اور دیگر وساطت
 و اکثاف کو ہنواں نے اہل غمت و غم کی حکم دیا کہ خطبہ اور
 مکہ میں نامہ و خان وراسیہ کبیر تیمور کو رکھ کر کان ثبت
 کیا گیا۔ اور انشا اللہ کیا اور منہیات سے اجتناب بکا
 نتیجہ ہوا کہ صنادرات تیموری سے محفوظ رہے۔

اسفندیار نے بدلتہ زمین شمال کی راخیر بادشاہت کے سواط تیمور کی
 اسفندیار کے بعد اسکا بیٹا ابراہیم بک تخت نشین
 ہوا اور اس میں اور کے بھائی قاسم بک میں جگڑے
 شروع ہوئے۔ اور قاسم بک ملک مراد ابن عثمان سے
 جاملے۔ اللہ ہی کا حکم ہے آگے اور پیچھے۔

فصل

پہر تیمور نے ابن عثمان وغیرہ کے ذخیرہ انکالے۔
 اور شاہان روم کا جس قدر نفیس اور عمدہ مال موروثی
 یا مکتوبہ تھا داخل خزانہ کیا۔ اور موسم سرما میں منشا کے
 ولایات کو اپنا ستقر بنایا اور جس طرف کو چاہا مکانات کو
 توڑ پھونکے سرزمین نکالیں اور انتہا تک پہنچا۔ اور خراسان اور
 غنیمت کے بارہ مین فرمان جاری کئے اور انتہا کو پہنچا دیا
 لشکر تیموری آفاق ممالک میں پھیل گیا اور بجا ممالک میں
 غوطہ کھار بندھی زبالہ سے عمیق زمین تک ملے کر کئے۔
 بہت سے وہاں کئے۔ درارون اور سربر اور دلوگون
 سر تار گئے کتے غار کو شوش و شت و صحرا ہو گئے۔ بعض
 مکانات مرتفع کے دامن سے اُبلے گئے۔ کوئی کسی سمت کے
 موڑ ہے پر سوار نہوار سوا حل ممالک پر پہنچ گیا کسی نے
 اپنی کوشش کے پتھروں سے باغماے تروتازہ کے
 رخساروں کو کھندل ڈالا کتنوں نے سونے کے لئے
 ممالک کا دماغ نیرون سے چھید ڈالا جہاں جاہا پہنچ نہ جا
 نہ دربان جو جی میں آیا ہاتھوں ہاتھ لیا۔ روسا کے سینہ پر
 سوار۔ بعضوں نے تعدی اور ظلم کی انگلیاں پہنچون تک

دراز کین۔ اور ممالک میں مشرق سے مغرب تک ف و
 پیلا دیا سرکاٹ ڈالے گردن جدار دین بازو توڑ دے
 مونڈ ہون کے جوڑ علیہ کر دے جلد جلا دے منہ جھلس دے
 آنکھیں اشک ریز اور کبلی کی کبلی رگھین۔ پیٹ چاک کر دے۔
 زبانیں گونگیں۔ کان بہرے۔ شرفا کو خاک میں ملا دیا۔ سترار نکو
 ذلیل کیا۔ دانت توڑ دے۔ سینہ توڑ دے۔ کمر توڑ دے
 نافین جیر ڈالیں۔ دل گلا دے۔ پیٹے پہاڑ دے۔ خون
 بہائے۔ عام عورتوں کو حلال بنا لیا۔ سانسوں کو گرم جانوں کو
 ہلاک کیا اجسام کو گلا یا ارواح کو چھین لیا۔

الحاصل روم کی رعایا شرارت تیموری سے تنالی بلکہ چوتھائی
 بھی نہ بچی اور گروہ کے گروہ انکے کوئی گلا گٹھا کوئی ضرب شدید
 کا مارا کوئی پہاڑ سے روڑ کا یا ہوا کوئی گروہ مویشی کا کچلا ہوا کوئی
 درندہ کا کچا جاتا۔

تیمور کا قلعہ از میر کو فتح کرنا اور اُسکی ہلاکی
 اور کس قدر بیان قلعے کی وضع اور صفات کا
 تیمور نے قلعہ از میر کا محاصرہ کیا یہ قلعہ وسط بحرین واقع
 ہے۔ اس میں پہونچنا سخت دشوار ہے۔ از میر بروزن د لگیر

دل زین ز اسے منقوط ہے اور خیرین را رحمہ ہے۔
 یہ قلعہ وسط بحار میں بنایا گیا مگر پنی نافرمانی اور زور و زاری سے
 طالب کے دل میں وہ آگ بھڑکتا ہے کہ معذرت اگر
 غور سے دیکھے تو ان قلعوں سے جو پیڑ کی پوٹیوں پر
 واقع ہیں زیادہ دشوار رس ہے۔ اور اس خیال سے
 بہت دور ہی کہ سوار و پیدل کی فوج کی، دس ہاتھ آئے۔
 تیمور نے طح طرح کے آلات محاصرہ تیار کئے اور
 بروز چہار شنبہ دسویں جمادی الاخریٰ ۸۰۷ھ کو یہ قلعہ لے لیا
 لہذا رومیہ کے کالون اواں کی چہتی تاریخ تھی اکالون
 دل کسی مینکا نام ہے۔

اب تیمور نے بڑوں کو قتل کیا اور مہارت اور بچوں کو
 قید کیا۔ اور اس قدر مخلوق کو قتل کیا کہ مقتولین کی لاشوں سے
 جامع مسجدین اور آٹے سروں سے ان جامع مسجدوں کے
 مینارے تیار کئے۔

پھر تیمور نے قلعہ کے تمام اغینا، و فقرا کو گرفتار کیا۔
 اور جو کچھ ذخیرہ قلعہ میں تھا اس کو لے کر قلعہ کو پیشیل میدان
 بنا دیا۔ اور اس وقت اس کو چوڑا کہ دینار و درم سے خالی تھا

اور اس سے نیک فاس کی بشارت دی اور تمام آفاق میں
شہرت اُردی۔

تیجور کا بلا اور روم سے بلا و خطا کی طرف
و قعد اور ممالک ترک اور جتا کے قبضہ
کا خیال اور عرب میں رہبر و الایات مشرق
کا فکر اور قضاے مہرم کا عناد اس طرح
کہ دلمین آگ بہڑ کا دی زمانہ نے
مخالفت کی تمام اغراض برعکس ہو گئے
یہ مثل جملہ مترضہ کے ہے۔

تیجور نے سمرقندت اپنے نبیرہ محمد سلطان اور
امیر سیف الدین کو مدد اسکے جماعت کے طلب کیا جیسا کہ
سہم اور بیان کر چکے ہیں۔

محمد سلطان علما اور فضلاء ملی و مادی تانیکختی کے
نشان اُسکی پیشانی سے پکتے تھے اور نجابت کے آثار
خطوط جبین سے واضح تھے۔

ترجمہ شعر

اور آثار سعادت مٹی نمایاں شکل سے

پڑ گہوارہ میں تبتا آبا بلی شرف

امیر سیف الدین تیمور کا ابتدائی رفیق تھا اور انتہا میں
 ارکان دولت کا سردار۔

ان دونوں نے موضع اشبار بنایا یہ موضع ہے
 کہ جسکو تیمور نے بذات خاص تیار کیا، اور ان دونوں نے
 اس میں قاعدہ لوٹ اور غارتگری کے قائم کئے اور یہ شل
 بنا و مغول اور جتا کے ہے۔ اور یہ انتہا فرما کر وہ اپنے تیمور
 اور مہدار بلا و خطا پر ہے۔ انہیں دونوں نے اُجگمہ رغوہ
 کو امیر بنایا اور بہت سے لشکر سے یہ دمی اور مغول کے
 موقع آمد پر معین کیا یہ سب باتیں تیمور کے حکم سے ہوئیں جب
 ان دونوں نے اس موضع کا بنانا شروع کیا تو مغول کو یہ فعل
 قبیح ناگوار تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ افغانی دم بریدہ یعنی
 تیمور جب اسے قریب ہو جاوے گا تو ضرور فساد برپا کرے گا
 اسوقت ہم اُسی آفت سے مامون نہیں ہو سکتے نہ انہیں اس کے
 قربت کی طاقت تھی اسلئے اُنکے دل پریشان اور مکدر ہو گئے
 اور دل میں پیمان لیا کہ اب یہاں سے چل دیتے اور شہر و ملک
 خالی کیجئے جب مغول نے یہ ارادہ کیا تو قوم جبتانی کو طمع انگیز
 ہوئی دونوں فرقوں کے شریر لوگوں نے ظلم کے ہاتھ اور

فساد کے پانوں پیلائے اور غارتگری کے میدان سے جامہ شرارت
پئے جو جسکے ہاتھ لگا اُسکو حلال سمجھ کر کھایا پیا۔

جغتائی اس سے نہایت خوش ہوا اور بائیس مہینہ عدالت
پہل گئی ہر ایک نے دوسرے کی آمد و رفت کے راستے
بند کر دیئے ہر ایک دوسرے کے اوپر بددشمنی کرتا اور اپنے
حتی المقدور اُنکے متعلقین کو آفت و بلا میں ڈالنا مغول بھی
جغتائی کے ساتھ ایسا ہی کرتے تھے اور تیمور گود و دریا مگر
یہ لوگ مثل حوادث زمانہ خائف تھے اور جس طرح ڈوبتا، مٹی
تنگ کا سہارا ڈھونڈتا ہے یہ بھی ممالک کے خنس و خشاکی
سے متشبث تھے۔

یہ خبر جب تیمور کو ملی تو خوشی سے پہولے نہ سمایا اور محمد سلطان
اور امیر سیف الدین نے موضع اشبارہ کو سامان
کامل اور اسباب ضروری سے مضبوط کیا اور لڑنے والے
سپاہی کچھ ہنود اور ملتان کے لشکر سے در ایک قوم
عراق عرب اور آذربایجان سے اور ایک فرقہ فارس
و خراسان کے سواروں کا اور تھوڑے سے آدمی اُس
گروہ سے جنکا لقب جانی قربان تھا اور انکے سوا دس ہزار

یہ واقعہ ہے شمش کا پھر حب اللہ تعالیٰ نے محمد سلطان
کے دادا کو ہلاک کیا لیکن تیمور کو تو اسکو بھی اسکے برابر میں فن
کیا جیسا کہ قریب آئیہ۔

تیمور کا اللہ داد پر غصہ ہونا اور اقصائے
بلاؤ کی طرف شہر بدر کرنا

جب تیمور نے مار دین سے اسباب بہم راہی اللہ داد
روانہ کیا اور تیمور بغداد کی لینے کی طرف متوجہ ہوا تو اللہ داد
کے بہت سے شرکا اور دشمن اور ہم کفو اور اعدا اور اصداد
تھے اور سدحاسہ کی گردن میں غل قمل ہے (غل طوق کو کہتے
ہیں اور قمل جون کو حاصل معنی یہ ہیں کہ سد ایک ایسی عادت
ہے جیسا کہ تہ جبین بہت سے جو میں ہوں کہ جلانے کو بے چین کر دیتا
ہے اسی طرح سد اور اپنے کنبہ والوں کا سد وہ زخم ہے کہ
کبھی نہیں بہر تاب دشمنوں کو موقع ملا کہ تیمور سے اللہ داد کی
برائیاں کریں اور اسکی آبرو ریزی کے مارہ میں گفتگو۔ اللہ داد
کے غائب ہوتے ہی سب اٹھ کھڑے ہوئے اور اسکا گوشت
بغیر نمک کے کھا گئے اور اسکی غیبت کو نقل مجلس بنا لیا تیمور سے
بہت کچھ چلیاں کھائیں اور شام میں جو کچھ کیا تھا اسکا اظہار کیا اور

یہ بھی کہا کہ اُس نے ذخائرِ شام سے بے انتہا سامان اور نفیس نفیس مال اپنے ساتھ لے کر لیا۔ یہ جو کچھ کہ انہوں نے کہا سب درست تھا بلکہ جو کچھ بیان نہ کیا وہ زیادہ تھا۔ بس بگاڑ دیا ان لوگوں نے اللہ واد کی بات کو اور بھڑکا دیا اُس پر سینہ تیمور کا خاصکر ایسے وقت میں کہ پرکٹکے تھے اللہ واد کے اُسکے بہائی سیف الدین کے مرنے سے سیف الدین ایک ایسا ذمی ہیبت آدمی تھا کہ تیمور بھی اُس سے خوف ورجا کی حالت میں رہتا تھا ممالک کے رائے المہر میں اُسکے آٹا مشہودہ اور نتائج فکر باقیہ مسمودہ تھے۔

ذبح اللہ ودمر قندھو پونچا تیمور نے اُسکے غلبہ میں ایک فرمان بایں مضمون جاری کیا کہ فوراً موضع اشبارہ جات اور وہاں لوٹ اور غارتگری کے لئے مستعد رہو اور یہ گویا کہ اللہ واد کا شہر بربک کرنا اور اقصا سے بلاد میں ڈالنا دشمنوں کی کمین گاہ اور مخافتوں کے درمیان پسینک دینا تا ارغون شاہ اشبارہ سے سمرقند آئے۔

اللہ واد وہیں رہا یعنی اشبارہ میں، یہاں تک کہ انتقال کیا تیمور نے الی لعنتہ اللہ۔

منقول اشبارہ کی طرف لشکر بھیجتے تھے اور وہ لشکر

جو کچھ ملتا تھا روپیہ۔ چپہ۔ ستونا۔ چاندی۔ نموشی۔ انسان بوٹ لیجاتا
اور وہ لوگ تیمور کے دور ہوئے کو بہت غنیمت سمجھتے تھے۔

اللہ واداس اشکرت نہایت درجہ احترام کرتا تھا تاہم سب قدر
رسائے مہیا کرتا اور مکرر کونین اور گاہاں کو دوتا اور
جو ملتا اس کو قتل یا قید کرتا مارتا اور پٹیتا یا نیک کہ خالی رد یا
اشبار و کو بعد تیمور کے اور قریب ہے کہ آئینہ اسکا ذکر مفصل۔

بطور نمونہ کے یہ جتلانا کہ بحر عمیق دینے
تیمور کتنا گہرا تھا اور اسکا عواص فکرتہا
غوطہ لگا کر کھانک پہنچتا تھا۔

جب تیمور منخوس بلاد روم میں خیمہ زن تھا ایک ایچی اللہ داد
کی طرف بھیجا اور فرمان میں امور مجملہ اور مفصلہ لکھ کر حکم دیا کہ فوراً
امثال کرے اور بعد امثال کیفیت حال سے اینجانب کو
اطلاع دے۔

تفصیل مضمون فرمان تیموری

ان ممالک کی وضع بیان کرو کہ کیسی ہے۔ اور بطریق و فتح
وہاں کے راستے اور مسالک بتلاؤ۔ اور وہاں کتنے شہر
اور کتنے مواضع ہیں کہاؤ۔ بانگر زمینوں کی کیفیت۔ گڑھیں اور

قبائلیت کی نقد۔۔۔ ور قریب اور بید کی اشترک۔۔۔ ورمیدانوں
 و ران چا۔۔۔ ان کا حال بن پر پہونچنا دشوار ہے۔۔۔ و جنگوں
 و جیل میدان کی کیفیت۔۔۔ اور اشانات میل مناروں کی
 صورت۔۔۔ و رمنون کی نقد اور کیفیت (ایسے پیش
 و زیبا و ترین)۔۔۔ و روبان کے بڑے بڑے قبیلوں اور
 انکی شان و شوکت کی کیفیت۔۔۔ قبیلہ ایک بڑے گروہ کو کہتے ہیں
 و شعوہ اس کے چھوٹے چھوٹے حصے)۔۔۔ و رنگ و کش و
 راست۔۔۔ و طرق معومہ و رمنبولہ و رمنزلین۔۔۔ اور مکانات
 کا وہ خیمہ آباد۔۔۔

و ران کے بیان میں طایفہ تطویل اختیار کیا جائے اگرچہ
 جامع اسکی نوات سے مول ہو جائے و راختصار کی روش
 سے جتنی بکریا جائے خصوصاً وہ اختصار کہ اصل مطلب
 بنگاہ میں نہ پہنچ جائے۔۔۔

و ر نیز بقدر طاقت و علم و درایت ہر دو منزلوں کی
 مسافت، و ہر دو منزلوں میں طریقہ رفتار کیونکر مقرر ہونا چاہیے
 لکھو اور یہ تمام کیفیتیں میں بہت شرق و ممالک خطا اور لغو و
 انقضائے عکس کو کہتے ہیں جہاں سے دشمن کی آمد کا اہٹکا ہو

حرب کا موقع، بہانہ، بانی، سرکردہ، تیور، سہ

پہونچتا ہے۔

اور یہ خیال ہے کہ موقع پر درست بیان ہے
کہ تفصیل مورات مذکورہ میں ابتداً حالت شو و دس و
المناب سے کام لیا جائے۔ ان میں قصہ سے بلاغت میں جھٹو
اور طول غیب ہے۔ اور ہر موراغت سے رنگا رہا ہے
مگر یہ ایسا موقع ہے کہ بیان طول و دروغت سے چھین
دشوہوں میں قصہ سے بدلتا ہے۔ اس کے پیار میں وہ
طریقہ اختیار کیا ہے کہ درات سے زیادہ واضح ہو۔ اور
طریقہ خفی سے اس تحریر میں بتاب بجا جائے۔ یہاں تک کہ
وہاں کے ٹیون درجہ و دور سوم و اقریف زمیں میں بیان
شیخ اور مقصوم کے پیانے سے رہتا ہے (شیخ مقصوم
دو دست ہیں نہایت کڑے شیخ کو فاسی میں درمنہ کہتے ہیں
اور مقصوم کو ہندی میں لڈنا کہتے ہیں ان کے چاہنے سے
توکل بکثرت آتا ہے بھی مہنی ہیں اس تشبیہ سے یعنی کثرت
بیان شیخ و مقصوم چاہنے والے کے توکل سے بڑھ جائے
اللہ و اد خان نے بالمثال حکم اس سلوبی سے صورت

و بنیت بتلانی کہ شبیب و خریب تھی اور وہ دریا بہت سے تھے عمدہ
 کا مذکے ہوڑ کر یک مربع شکل کا تختہ بنایا اور اس پر چتر کش کر کے پتھر
 پر مرکا ٹونگو دکھایا اور جو کچھ ساکن رشتہ رکھتا تھا اس کا نشان
 سے مراد وہ مذہبی معانی کا نام باغات باور تھا اور جو کچھ متحرک
 مویشی زمین پر چلتے وغیرہ اور مورتیں ستھانہ اور مورتیں
 وضاحت سے دکھایا شہر بقیہ خوب بند توں سے نشانہ لایا
 کہ اسے تو بہت پتھر بول غرض آریں زمین پر لکھ کر رکھا
 اسے شہر یاد دخت و رسم سبز پانی کے گہات منار میں سمجھا دیا
 تا کہ وہ اس کا استوار جائے اور اسے اس کے لئے ظاہر
 کی بتلانی برائی اور ظاہر میں پوشیدہ اور عہد کر کے
 کوئی نہ دیکھ سکا رہا سب دیوان کا رہنما رہتا تھا اسے والا
 ہے۔

تیمور نے تمام ساجب طلب کے رو کر کیا یہ سب کچھ
 ہوا اور تیمور بلاؤ میں گوم رہا ہے۔

تیمور مرکا کے بعد اختتام امر و م
 اہل تمار سے جو غدر اور فریب کیا
 جب مالک روم کا آب خاصہ تیمور کیلئے لایا تو یہ صاف ہو گیا

اور جب انہوں نے اپنے افعاس سے عجب کو اور اہل و
 سائر ممالک و اشعار تیموری نے پوربکی لوٹ سے اپنی
 حاکمیت و رہبری سے نعمت و دی سیل عمر مرسل و مر ایک
 دشمن و دی سے ریزج کے لڑکے ہون ہو گئے ورجاڑی
 کے بیچ سے فانی ۔۔۔ سلطان سعید نازی شہید الیدریم با پیرید
 کے ساتھ اسے مجید ہوا۔

یہ تیمور کے ساتھ لو۔۔۔ کے چہرہ دین
 فانی ہوا۔

یہ ورنہ یہ قصاص لیا تا اسکا کہ جیسے قیصر نے
 شہر کے ساتھ کیا۔ اور تیمور کا ارادہ تھا کہ اسی طرح
 ماہ ۱۰ المہ تک ساتھ رکھے مگر شہر آق مین موت نے
 پہنچا۔ مہ کی کولدی مرغا روح پرواز کر گیا۔

یہ وہی شہر آق ہے جہاں نمیرہ تیمور محمد سلطان
 کا انتقال ہوا۔

نہ رستہ کوچ کا قصد کیا اور تمام اسباب کے گٹھے
 بنائے اس وقت سرداران تبار کو طلب کیا جسین یہ بات
 سنان رکھی تھی کہ انہوں نے ایک مگر بظاہر بدکر کیا کہ اب وقت
 مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن بیدل

فرض

انسان دنیا میں مطلق العنان نہیں پیدا کیا گیا بلکہ طرح طرح کے تعلقات کے رشتوں میں جکڑا ہوا ہے جس طرح یہ تعلقات مختلف ہیں اسی طرح ان کے برتاؤ میں بھی اختلاف ہے اور ہر ایک کے واسطے ایک خاص لحاظ کی ضرورت ہے۔ اگر یہ لحاظ برقرار نہ رکھا جائے تو قاعدہ عدالت منہ وں ہو جائیگا۔ اور دنیا میں بے اسنی پریشانی اضطراب پھیل جائیگا۔ انسان کا دل تو بہت چاہتا ہے کہ بندشیں جس قدر کم ہوں بہتر اور نہون تو بہت ہی بہتر وہ آزادی کو نہایت پسند کرتا ہے اور فرائض اور ذمہ داری کے بارے میں گہرا تاہی مگر مشکل یہ ہے کہ قدرت نے اُسے فرائض کی بندشوں میں جکڑا ہے اور بیہودی اور تسکین خاطر ترقی اور امن کا مدار

فرائض اور باہمی تعلقات کو من احسن الوجود بنجام دینے پر
 مبنی رکھا ہے انسان کا اپنی ذمہ داریوں کو عمدہ طور سے
 انجام دینا ہی ایسی صفت ہے جو اسکو شرف المخلوقات میں
 معزز خطاب کا مستحق بناتی ہے اور یہ شخص اپنی ذمہ داری کو
 جسدِ زیادہ عمدگی سے ادا کرے وہ اس قدر اور نیکوں
 نسبت زیادہ اشرف اور زیادہ عالی رتبہ ہو۔

دنیا میں انسان کے مختلف تعلقات ہیں اور اسی سبب سے
 مختلف قسم کے فرائض سب سے اول تو خدا پر ایمان لانا اور
 اس کے احکامات و آکرمات فرض ہے جو دنیاوی اور دنیوی
 بہبودی کا سرچشمہ تمام حسن اخلاق اور حسن معاشرت میں تدان
 اور حسن سیاست کی بنیاد ہے۔ ہم اپنی ذات کا فرض ہے
 کہ اسے دنیا میں خوار اور ذلیل نہ کرے بلکہ اسکی پروا خست کر لی
 اور اپنی عزت کا خیال رکھنا چاہئے۔ ہم اپنی ذات کے مالک
 نہیں ہیں بلکہ خدا اسکا مالک ہے۔ پس اسکی ضمانت یا اسکی
 عطیہ کو خراب اور رسوا کرنا بددیانتی یا کفرانِ نعمت ہے۔
 اس کے بعد ماں باپ۔ بہائی بہن۔ میان بی بی۔ قریب اور
 بعید کے رشتہ دار ہیں اور دیگر انبائے جنس جنکے ساتھ

ذاتی تعلقات زیادہ ہوں۔ مثلاً بی بی۔ اوس۔ بی بی۔ شہناز
دوست و احباب اقارب و ملازم۔ بادشاہ و دربار۔ برائے
ہل ملک وغیرہ۔

ہر وقت اور ہر موقع پر یہ جانتا کہ یہ فرائض کیا کیا ہیں اور
وہ کون کون سے امور ہیں جن پر عمل کرنے سے صواب معاش
و معاش و معاویہ کی دستی اور سوسائٹی میں امن و صلح قائم ہو
کہ مشرخص سب استعداد کامل اور صلاح عالیہ حاصل کرے۔
عقل کا کام ہے اور اس پر اس کے اپنے کو عقل عطا کی گئی ہے۔
اگر انسان اپنے فرائض کا خیال نہ رکھے تو بہت بڑا
رتبہ انسانیت سے گر کر بائو مین بن جائے گا۔ اور فرائض
جہاں ہی مصیبتوں کو کم جہاں ہی سہولتوں کو زیادہ کرے۔
مراتب کو اعلیٰ کرتا ہے۔ ہر کام و ہر موقع پر اپنا فرائض
ادا کرنا و شوائی نہیں بلکہ انسانیت میں ان فرائض کی موت
اور راحت ہے کیونکہ دنیا کے بندے اس پر اپنے فرائض
سے اسکی بدولت نجات ملتی ہے۔ یہی الٰہی یہ مروت و
گمیرتی ہے تو ادا سے فرض کا خیال رہی قائم اور اس کے
رکتا اور دلیری ہمت اور جرأت خستہ نہ ہو۔ اور اس کے

کا خیال ہمیشہ راستا زر کتا ہے نا جائز وسائل سے اکتساب
 دولت۔ طلب جاہ و جہوٹی شہرت زندگی کا مال یا فرض
 انسانیت نہیں بلکہ فرض انسانیت یہ ہے کہ انسان دنیا
 میں اکتساب سعادت اور مفید و بکار آمد کام کرے اور
 یہی خیال زندگی کے راستہ کو صاف کرتا ہے اطاعت
 کرنا اور اپنے حقوق کی حفاظت کرنا مشکلوں کی برداشت
 کرنا۔ خطرات کا مقابلہ کرنا محنت پر قائم و مستقل رہنا سکھانا ہی
 بڑا طبعی و تلون مزاج کو روکتا ہے۔ اور جو مفید کام سمجھ کر رہے
 ہیں یا جو بہین کرنا چاہئے اس پر کار بند رکھتا ہے۔ بُرائی سے
 بچنے اور بہلائی کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور حقیقی
 خوشی اور علم و مرتبت کا جوش پیدا ہوتا ہے۔ صرف اسی سے
 ناامیدی دور رہ سکتی ہے اور افسوس و حسرت نہیں اُٹھائی
 پڑتی۔ شرط محبت تو یہ ہے کہ انسان اپنا فرض ہر خطرہ و ہزار تک
 حالت حتیٰ کہ ناامیدی کے مقابلہ میں بھی نہ چھوڑے۔ اور
 سچ بوجھ تو اگر فرض منصبی اچھی طرح ادا کیا جائے تو خواہ
 ناکامی ہی کیوں نہ ہو مگر وہ ناکامی نہیں خیال کی جاسکتی یہ کیا کم
 ہے کہ اس نے اپنی ذمہ داری کا بوجھ ٹیک ٹیک اُتار دیا۔

نوس

یہ رسالہ ہر مہینے کی مہینہ تاریخ ۱۰ ہائی نوشن ہوگا کل
 حقوق بحق رائے بیرالال صاحب نشاٹ محفوظ ہیں اسکا شائع
 عالجباب ہمارا جہ ہاوردے نشاٹ صاحب کو بطیب خاطر تھا
 فرمایا اور نشاٹ صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی

۱۔ اداسے غلام سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۲۔ پبلک سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۳۔ باہر والوں سے اسکے علاوہ محصول ڈاک ۔ ۔ ۔

۴۔ جو صاحب نجی اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائیں گے انکو
 ایک اشرفی پیش کیا جائیگی۔

۵۔ ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

مضامین اور قیمت درخواست خدی نامہ رائے بیرالال صاحب
 محبوب پریس حیدرآباد علاقہ صاحب ہاوردے

مشکار و منصرم مدارالہدیہ
 سرکار وادہ پوٹھی



بال ذوق و بے لوث و بے دریغ
 خجندیہ

۱۳
 ۱۴
 م
 حضرت نظام الملک آصفیہ نواز صاحب محبوب علی خان و خدیو ملک
 کی تقریباً لکھ بے بارک کی تنیست میں یہ ہواوی رسالہ حسین نظم و نثر کے
 اخلاقی معنی و شیل ظریفانہ مضامین و بی ہونگے اور یک بانی سانی
 عالیجناب جہ راجا یان ہمارا جہش پرشاد و بہا النماض شاد
 مکینہ حضرت آصف فلتسجانی پیشکار و منصر مدد را لہام سرکار
 میں دربار و ما اچھ شہر الیزیر نگرانی ہیر لال صاحب نشاط
 محبوب پرچہ راجا و علما و پیشکار
 شائع ہوا

فہرست مضامین و بدیہ آصفی نمبر (۸) جلد (۵)

نام مصنف	مضامین	۱	۲
۴	۳	۱	۲
جناب مولوی محمد حبیب الرحمن صاحب مد	بقیہ ترجمہ تاریخ تموری	۱	۱
جناب ابوالحسنات صاحب نارفقی	سلطنت اسلامی کی کیفیت	۱۷	۲



قلم سید ذبیح

۱ ہفتیہ ترجمہ تارخ تیموری

کے مین ہمارے جان نثاروں کی بہادری اور شہر ری ہمدردی کی
بڑا دن لکھن یوں کی شہر نے ہکونمایت تکبوت دی اور
وہ کہتے ہیں کہ نام جہون کے قسمت سے مول ہو گئے
پہلے ہندوستان میں چلے گئے مکان و زمانہ — ذرا شرح صدر
ہو دلوں سے اس میں ہر لوگوں کی سیر کاہتھان و
کہنا ہے۔

ہم وہاں چلے گئے قیہ و سیر و مہ کا انتظام کر گئے اور
آپ لوگوں میں سے جو جس قابل ہو گا اسکو اپنا رہا —
سے سرفراز فرمائیں گے کہ اندھ اسکی اجمالی حالت کی تفسیر مل اور
وہ دن کے کاروبار کی تدبیر میں نظر غار ڈالنی ورا — سکے
قلعون و شہر وں کا محضہ وروہان کے بیات اور
جاگیر وں کا ضبط اور تو امین اور قلعہ وں کا حساب کتاب
تو امین جمع ہے تو مان کی اور تو مان اسکو کہتے ہیں بہان
دش ہر مقاتل بوقت ضرورت میدان جنگ میں لائے
ور وہان کے افراد اور جماعتوں کا قلمبند کرنا پڑو رہے
رن میں سے کوئی بات ایسی نہیں کہ نظر انداز کی جاے
بعد تفصیل ان مجلات اور توضیح ان مشکلات کی ہم تمہارے

سے برآورد اور سرداروں کو نظرِ مختص سے دیکھیں گے اور
 تمہارے اختیار و ابرار و سادات سے میں گئے اور تمہارے
 سرداروں اور تمکو قلمبند کرینگے اور تمہارے آباء و اجداد
 کی پناہ میں امتدادِ رجب تک کرینگے بنو منہ سے بیرون اور
 یونان کے چال پر نور اور قیاس کرینگے یہ تحقیق کرینگے کہ تم
 اور دشمارِ روم کو اشیاءِ جو مستہ طور پر سردار تھے اور دشما جو ہم کہیں
 تھے اور اس مالکِ نفیس کے منہ میں ایسے نفوس پختیم کرینگے
 پھر تمکو ہزار اعزاز و اکرام روم کو واپس کر دینگے اور چونکہ تم
 ہماری طرف آگئے ہم ذمہ دار ہیں تمہارے اور تمہاری اولاد
 کے افلاس کے بہر حال ہم تمہارے ساتھ وہ کرینگے جو بمقابلہ
 تمہارے فعل کے ہمیر واجب ہے۔ اور ہم تمہارے ساتھ
 وہ افعال متفقہ کرینگے کہ جسکی نقل بطون و فاتر و تاریخ میں نظر
 آئیگی۔ اس کئے سے سب مطمئن ہو گئے اور حول و روع کے
 مسئلہ پر خوش ہو گئے یعنی تم نے ہماری طرف رجوع کیا اور
 ہم تمکو جلد ہی اسکے پھر امیر بنا کر روم کو رد کرینگے اور جو اس میں
 درپردہ غول (ظلم) تھا وہ نہ سمجھے۔ پھر جب وہ اس حرکت پر متفق
 ہو گئے تو باوجود کثرتِ تعداد با ہم کچھ مخالفت نہ ہوئی۔ اب تیمور

باطمینان لوگوں کے ساتھ چکر بخت سیواس یہو نجا۔

فصل

جب تیمور کے دشمنوں کا کہہ ابر تفاق سیواس میں
 چمکا اور کازکا یعنی لشکر تیموری سیواس پہنچ گیا اور وہ
 وقت اُن کا اہل تہا ر جو تیمور سے آٹ تھے اُسے ایسا نو
 کیا جائے تیمور نے ایک بار عام کیا اور اپنی فوج کی
 اوس بڑے حصہ کو کہ جو مثل محافظین دوزخ ہے رحم
 اور دلیر تھے سامنے کھڑا کیا یہ اہل تہا ر تہ جو لوگ
 دیدار و اور سربراہ و اور بجا و ما و اور شجاع تو
 یا جسے اندیشہ مضرت تھا یا جنگ و جدال کا کھٹکا تھا او
 جتنے سرکش اور شیطا طین طینت اور غنا و حضرت تھے
 ان سب کو یاد کیا اور نہایت خندہ پیشانی اور شیریں بانی
 سے بڑے اعزاز و اکرام سے ہر اں کو اپنے موقع پر
 بتلایا بلکہ گذشتہ حالت سے زیادہ اغرا ر کیا۔ اور کہا
 کہ میں نے بلاد روم اور اوسکے اطراف کو فتح کیا او
 اوسکے دیہات اور مضافات پر قبضہ کیا۔ اب آئندہ
 نے تمہارے دشمن کو ہلاک کیا اور تم کو اوس کا قائم مقام

بنایا میں بھی ان ممالک کو تمہارے سپرد کرتا ہوں اور
 تمکو جماعت خداوندی چہوڑ کر اپنے مستقر کو جاتا ہوں
 اگر یہ کہنگا ہے کہ بائیرید کی اولاد تمکو بچلا نہ بیٹھے دیگی او
 تمکو اپنا شریک دیکھنا پسند نہ کریگی۔ اور صلح کا کوئی راستہ
 نہیں کیونکہ تمہنے جو کچھ اونکے باپ کے ساتھ کیا او
 مصالحت کا راستہ مسدود کر دیا۔

اور یہ سمجھاؤ کہ اولاد بائیرید ایک دم اپنی شکستہ حالی
 کو درست کرینگے اور اپنی جماعت کو بلائینگے اور
 تمہرے کرنے کو گانون کا نون اور شہر شہر کو
 اطلاع کرینگے اور وہ جب سنیں گے لبیک کہتے
 ہوئے دوڑینگے کیونکہ اونکے نزدیک تم خدا را اور
 نمک حرام ہو اور وہ تمہارے واسطہ چیتے کی کہاں
 پہنچیں یعنی امدادہ جنگ ہونگے اور حاکم محکوم
 سب ملکر آفت برپا کرینگے تمکو ہر طرف سے کاٹ ڈالیں
 اور اس طرح اچک لیجائینگے (جسے جیل گوشت کو لیجائی
 ہے) خاص کر ایسی حالت میں کہ اکثر قلعے اور گردہیں اونکے
 قبضہ میں ہیں اور جب قدر لشکر باقی ہے سب اونکے

تحت حکومت ہے ایسی حالت میں اگر تم متفرق ہو کر
ترتیب رہو گے تو وہ تمہارے خون میں غوطہ لگائیں گے
اگر تم نہیں سمجھتے تو میری بات سنو اور یاد رکھو۔

ترجمہ شعر
حالت نہو درست اگر سرگروہ نہوا | باہل ہو سرگروہ تو بے سرگروہ ہو

اور میں تم سے نزدیک نہیں کہ حمایت کروں لہذا ضرور
ہے کہ تمہارے لئے کوئی انتظام کیا جاتا۔ اور تمہاری
جماعت کی نماز کے لئے شرائط وارکان مقرر ہوں
کہ جنکی پابندی سے اول قیام اور آخر سلام ہو
اسمیں لطف یہ ہے تلامذہ نماز اور یہہ معنی ہیں کہ تمہارے
لئے ایسے قواعد ہوں کہ جنکی وجہ سے تمہارا قیام ہو
اور انجام سلامتی اور سب سے پہلی شرط جماعت
امام کا ہونا ہے تاکہ خواص و عوام اسکی اقتدا اپروی
کریں پرترتیب جماعت کی اور سب گروہ کا اطاعت
اور حکم ماننے کی صف میں کھڑا ہونا پھر ہرشی کو اس کے
محل پر رکھنا اور منصب اور وظیفے اس کے قبضہ
میں دینا جو اہل ہو اور ہر مستحق کو اس کا حق دینا اور

سب کا متفق رائے ہونا۔

جب تمہاری رائیں متفق اور سبکی خواہشیں باہم
دست و گریبان ہوں اور تمہارے بیٹے بڑے ہو جائیں
تو دشمن تمہارے ذلیل ہو جائیں اور تمہارا بحالت
مجموعی فی الحال پراثر پڑے اور فتنہ ہو تم اپنے دشمنوں
اور بدخواہوں پر۔ اور یہ نہایت عمدہ تدبیر سے
اسکی کہ تمہارے دشمن دست درازی نکرین کوی مکر اور حیلہ
تمہارے مخالفین کا تیر نہ چلے۔ یہ جب پورا ہوتا ہے
کہ میں تمہارے حالات میں فکر کروں اور تمہارے
سوار اور پیدل کو جانچوں اور تمہارے ہتیار اور
آلات جنگ ملاحظہ کر کے تمام سامان کو خیال کروں کہ
مکتفی ہے یا نہیں کیونکہ فتنہ دہی انہیں سے حاصل ہوتی
ہے۔

اب تم اپنے بال بچوں کے نام اور اہل و
عیال کی تعداد بتلاؤ اور سوار اور پیدل کو حاضر کرو اور
سامان اور مردم شماری اور اونکی اولاد کا تختہ پیش
کرو اور جس چیز کی جسکو ضرورت ہو بتلاؤ اور اسکو

و شوار نہ خیال کرے یہ سہل بات ہے کہ جسکی جسکو حاجت ہو تکمیل کیجائے اور جو کمی ہو اسکو پورا کیا جائے تاکہ تمکو اطمینان اور امن ہو اور خوف نہ رہے تمکو چاہے کہ سب سے پہلے اپنے بنیاد پریش کرو تاکہ ہم اونکو پورا کر دیں اور جو ضیق و غم کی ضرورت ہو اسکی تکمیل کیجائے۔

فوراً اہل تبار نے جسقدر سامان جنگ تھا حاضر کیا اور درمیان لشکر تیموری کے جو دربار میں موجود تھے ہر اک نے جو کچھ تھا لا کر ڈال دیا حتیٰ کہ ایک انبار عظیم ہتیار و نالگ گیا یہ بعینہ وہی سانحہ تھا جیسا تیمور نے زمانہ گزشتہ میں سبستانوں کے ساتھ کیا تھا۔

جب تیموری تدبیر نے ان شیر و ننگے ناخن کتر دئے اور دانت توڑ دئے اور ان دلیر عقابوں کے انقارین اور پنجے فریب کے ناخن گیر اور چاکو سے کاٹ دئے اور اپنے فکر کی تلوار کو اہل تبار کی عقول کے پیٹ میں اوتار دیا (یہ حاصل ترجمہ ہے ورنہ اصلی معنی زبان اردو میں خارج از تہذیب ہیں) اور

اُنکے آسمان غور کے سماک راج کو سعد ذابح اعزل نے فتح کیا یہ دونوں ستاری بن اور بیان مناسب یہ ہے کہ راج اُسکو کتے ہیں جسکے پاس نیزہ ہو اور اعزل اُسکو کتے ہیں جسکے پاس ہتھیار منون مطلب ہے کہ جب ہتھیار نہ ہا تو انکا غرہ جاتا رہا تیمور نے حکم دیا ہر ایسے شخص کو کہ تار یوں سے تیز بنا گرفتاری اور قید کرنے اہل تمار کا کہ کمڑ کر باندھ لے اور تمام ہتھیاروں کی نسبت حکم دیا کہ سلخ خانہ شاہی میں داخل ہوں۔

قبائل تمار کی ہلاکی کی چنگاریاں اوڑنے لگیں جنکا دہوان شریا کے قریب پہونچا۔ اس واقعہ نے ہاتھ توڑ دے جگر کاٹ دے کمرین تو ردین آگ بھڑکا دی نور بجھا دیا پہراؤ نئے جھوٹے وعدے کئے اور مکر و فریب کی امید و نئے اونکے دلونکو نرم کیا اور زمانہ سازبی کے اقوال و افعال سے پر جایا اور کوچ کا حکم دیا۔

ایسا کہل گیا ہے کہ سلطان بایزید نے تیمور سے کہا کہ میں ترے پنجے میں پسنگیا اور مجکو یقین ہے کہ میں ترے ہاتھ سے بچ نہیں سکتا۔ اور تو بھی بیان رہ نہیں سکتا میں تجکو تین نصیحتیں کرتا ہوں جو باعث فلاح دارین

ہیں یعنی دنیا میں باعث عزت اور آخرت میں موجب
فلاح و نجات -

اول یہ کہ تو روم کے لوگوں کو قتل نہ کرنا کیونکہ یہ
چادر ہیں اسلام کی اور تو ازلے سے کہ مددگار دین اسلام
ہوا سنے کہ لوگمان کرتا ہے کہ میں بھی مسلمانوں میں سے
ہوں اور تو والی ہے آجکی دن امر خلقت کا اور تو جسم
عالم کے لئے بمنزلہ سر کے ہے اگر کیس وقت انکو اتفاق
سے تری ظلم کے سبب کوئی قوت ہوئی تو زمین میں فساد
عظیم ہوگا -

دوسری یہ کہ اہل تبار کو بیان مت چھوڑنا کیونکہ
یہ فسق و فساد کی بنیاد ہیں انکے امر کو مہمل نہ رکھنا انکے
امر و فریب سے مامون نہ ہونا انکا بہلا ہی بروئے
اکم نہیں - ارض روم میں انکا گہر نہ باقی رہے کیونکہ
اگر تو انکو چھوڑیگا تو قبیلوں نے اگ پٹرکا دینگے اور رعایا
روم کے خون سے دریا بہ جائینگے - یہ مسلمانوں اور انکی
بستیوں پر زیادہ ضرر رسان ہیں نصارے سے -

اے تیمور تو نے جس وقت انکو ہم سے جدا کیا یہ سمجھا اور یہ

کہا کہ یہ میرے برادر زادے چچا زاد بھائی قرابت دار
ہیں۔ اور مناسب تری جماعت اور ترے لوگوں کو یہ
ہے کہ ترے ساتھ ہوں اور ترے برادر زادوں کو یہ
لایق ہے کہ وہ یہ کہیں کہ اے چچا بھکوا اپنے ساتھ بچل
تو اپنی رائے مصیب سے انکے نکالنے میں کام لے۔
اور جب تو انکو قید کر دے تو ہرگز انکے چھوڑ دینے کا
خیال نہ کرنا (میش عقرب نہ از پئے کین است + مستضائے
طبیعتش نیست)۔

تیسری نصیحت یہ ہے کہ مسلمانوں کے قلعے اور
اگر بیان خراب نہ کرنا اور انکو اپنے ٹھکانے سے جدا نہ کرنا
کیونکہ وہ غازیوں کا ملجا اور مجاہدین کا ٹھکانا ہے۔
یہ امانت ہے کہ میں نے ترے سپرد کی اور یہ
ولایت ہے کہ جب کا قلاوہ میں نے ترے گردن میں ڈال دیا۔
تیمور نے نہایت عمدگی سے قبول کیا۔ تیمور ہر چند جاہل و
ظالم تھا مگر ان نصیحتوں کو بحسن الوجوہ قبول کیا۔ اور بایزید
کی عقل پر نہایت آفرین کی اور حتی المقدور حسب ایت
بایزید پابند رہا۔

(اس سحاب آفتخے کا اپنی صوغتی سمیت دم حرکت کرنا)

جب تیمور نے کچی کیا تو اس قدر غبار اڑا کہ آفتاب کی
انکھ چوند بھاگ گئی اور بجارت تارمین وہ جوش پیدا ہوا کہ تو کہہ سکتا ہو
کہ سات بحر اور ٹلگئے اب تیمور اس چال سے چلا کہ جس
کانونین پہونچا اوسکو خراب کیا جس شہر سے گزرا اوسکو شیا
جس مکان پر قدم تیا ہلاک کیا جسے اوسکی اطاعت سے گردن
پھیری اوس گردن کے منکے تو ردے جس قلعہ نے سر اڑھایا
دینے اہل قلعہ نے اوسکو جکا دیا۔

ازرنجان پہونچکر عثمان قرا یلوک کو خلعت سے
سرفراز کیا اور اپنی ولایت پر قائم رکھا۔ اور چند مکانات
اور بعض باغات جہین گنجان درخت تھے اور نہ جاری تھی
انحایت کئے۔ اور تیس الہین دان کہا جکی نسبت وصیت کی
کہ ہمیشہ تم دونو آپس میں ایک دوسرے کا معاون وہ دگا رہنا۔
تیمور کا مالک کر۔ اور بلا و انصار پر حملہ اور ہونا
تیمور برابر بجار فوجی بولے جاتا تھا جب کرج پہونچا
تو وہاں لنگر کیا۔

کرج کے باشندے حضرت علیہ السلام

کی پریشانی کرتے ہیں۔ اور نکال ملک وسیع نہیں ہے مگر وہ ملک بوجہ قلعہ جات و حصوں اور منار اور کہوف اور پہاڑوں اور جروف اور ٹیلوں کے محفوظ ہے (حصوں جمع حصن گڑھی۔ منار جمع منارہ غار۔ کہوف جمع کہف پہاڑ کی کہو جروف جمع جوف پانی سے جو پہاڑ میں درار پڑ جائے اور انہیں سے ہر اک کی کورستہ دینے میں اس نفس کریم سے جس میں خصلتیں بخیلوں کی ہوں زیادہ مانع ہے۔

کرنج کے شہروں میں ایک شہر قلعہ تھا جس پر تیمور کا قبضہ ہو گیا اور طرازوں اور آب خاص تحت نگاہ تھے نہ تیمور کا ان مکانات پر قبضہ ہوا نہ رسائی اب تیمور محاصرہ کئے ہوئے پڑا ہے اور طرح طرح سے اس کو توڑنے پہونے کی کوشش کرتا ہے ان مکانات سے ایک منارہ تھا جس کا پہاڑ کے دراڑ میں جو پانی سے ہو جاتی ہے زمین سے مرتفع دروازہ تھا مالک سے محفوظ رات کے انہو لو نے سلامت چیت تک بھنق رگوئے کی رسائی نہیں اوسکا دامن اس سے محفوظ ہے کہ کوئی چڑھ سکے۔ اوسکی آمد و رفت کا دروازہ لیلہ القدر سے

زیادہ مخفی اور اُس تک رسائی نہ ہونی چودہویں رات کے چاند سے بڑھ کر ظاہر تمیور اُسکے محاصرہ میں دق اور تنگ گریوں سے پریشان ہو کر اپنی فکر مندس سے کام لیتا تھا اور فکر سے خالی نہ تھا چنانچہ بالآخر اسے تین اور فکر مضبوط سے یہ نتیجہ نکالا کہ اوپر سے عذاب بھیجے اور اس کبوتر کو کہ مابین زمین و آسمان صاعد ہے پیروں کے طوق (پینجی) سے شکار کیجئے تمیور نے حکم دیا کہ صندوق بنائے جا میں و تابہ کی صورت و تابہ اک آلہ حرب ہے اُسین آدمی بیٹھے ہیں اور وہ قلعجات کی جڑ میں اتر کر نقب لگاتے ہیں، گویا کہ وہ عورتوں کے جو مردوں پر غالب آتی ہیں شیاطین ہیں اور انکو مضبوط زنجیروں سے باندھا اور شجاع سپاہیوں کو اُس میں سوار کیا اور ان تابوتوں کو چوٹی پر سے لٹکایا اب وہ مشعل فضا میں (جو ٹالے نہیں ٹلے) بچے کی طرف جا رہے ہیں۔ اور زبان حال سے یہ تابوت کہ شکرون اور بازو کی طرح جا رہے ہیں کہتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے طیور کو کہ جو مابین زمین و آسمان، میں مسخر ہیں انکار و کئے تانے والا سوا اللہ کے کون ہے۔

جب یہ تابوت مغارہ کے دروازہ کے مقابل پہونچے
تو نزون اور طح طح کے آلات سے دروازہ کو کھولنے
کی فکر کرنے لگے گویا کہ یہ شکاری جانور ونکی ڈاڑھی کہ پر
جوڑ جوڑ کر اپنے گھوسلہ کی طرف یعنی مغارہ کے دروازہ
پر پل رہے ہیں اور لوہے کی منقارون اور چنگلون سے
مخالفین کو فوج رہے ہیں اور دروازہ مثل باکرہ عورت
کے کہ وہ بھی ناشترہ (یعنی مرد سے مخالف) ہے دخول
سے مانع ہے اور اندر سے کفار عجمی انکے دفع کر نہیں
سرگرم ہیں۔ کچھ دیر مہوئی تھی کہ ایک نے ان شکاریوں
سے دروازہ میں پیچہ ڈالا اور کھولنے کے قصد سے
دوران حالیکہ فتح بھی دروازہ کھولنے کے لئے مستعد ہو گئے
اللہ کی مدد پر اپنے دباہ سے تڑپ کر اس گھوسلہ یعنی دروازہ
میں آ پڑا فوراً مساعدا نے اپنے ہاتھ پر بٹایا اور حما
نے اُسکو اپنی آغوش میں لیا سلامتی نے پہنچا کپڑا اب نصار
جو سامنے تھے پچیلے پانون بہا گئے اور یہ تنہا انکے پیچھے
چلا اور اکیلے نے بہت سے اوباشون اور سرداروں کو
ترتیب کیا۔ پھر اپنے ساتھیوں کو اندر لے لیا اور جو کچھ خفیہ

پر خزانوں میں تہا اُس کو نکالا۔

اُس شخص کا نام لہر اسپ ہے جس میں چہ حرف ہیں -
دو متحرک ہیں ایک لام مضمومہ پہلے سے ہوز پہرا، مفتوحہ
پہر الف سین ہے۔

تین ساکن فارسی میں بہت جمع ہوتے ہیں۔ ترکی میں بھی
تین ساکن جمع ہوتے ہیں مگر بہت کم۔

اور منجملہ قلعجات ایک بلند قلعہ ہے جس کے حروف رکنا رہے
اُس کے نام کے حروف کی طرح مطلق رکویا، ہیں کہ ہم میں کون
آسکتا ہے اس قدر بلند ہے کہ اُس کے فتح میں یکتا اور
لعل کے پر جلتے ہیں کیونکہ اُس کا نام کل کو رکیت ہے
جس کے معنی آؤ دیکھو لوٹ جاؤ یعنی کوئی آنے والا بجز اس کے
کہ دیکھو باریاب نہیں تین جانبیں اُسکی اتنے بلند ٹیلوں کی
چوٹیوں پر مبنی تھے کہ جو اطراف کے پہاڑوں سے بلند تھے
گویا پہاڑوں کے اوپر پہاڑ ہیں سمت چار میں ایک
باریک راستہ تاجسمین چلنا دو بہر اگر کوئی ہزار شقت سے
دہان پہونچے تو اس قلعہ کے دروازہ اور کنارے جبل پر
ایک پل واقع ہے جب وہ اٹھایا جاتا ہے تو کوئی میلہ قلعہ میں

پہونچنے کو گارگر نین ہوتا اور جو اہل جبل سے قلعہ کو د تک
پہونچا نہ مانگی اور معاذ اللہ کہا اگر اُس کو معاذ بن جبل کہے
تو بجا ہے۔

جب تیمور حقیقت امر سے واقف ہو گیا اور امور مستور و
منکشف ہو گئے تو وہ ان سے لوٹنے کو بغیر اخذ مال و متاع
گوارہ نہ کیا نہ اس قلعہ کے قریب کوئی مکان تھا جہاں اُترے
نہ ایسا جنگل تھا کہ جہاں فوج کا بحر مواج سمائے بلکہ اُس کے
اطراف میں پہاڑ تھے جنکی پیشانی کے خطوط ایسے تھے
جیسے کسی عورت کا جو اپنے پیارے خاوند کی نافرمان ہو
جھلسا ہوا سنہ گماٹی درگاہی یہ تیمور کی طمع بے ٹمکانے تھی
اور تیمور نے اپنے خیمے ایسے موقع پر نصب کئے کہ قلعہ
سامنے تھا۔ فوج تیموری کے شیر حصار تک آتے جاتی تھے
اہل قلعہ دن کو مل اُٹھا لیتے تھے اور بیکار ٹوٹ پھوٹ
جنگ سے تھے کیونکہ اُس کے مقابل کوئی ایسی جگہ بھی نہ تھی
جہاں سے مقابلہ یا مقاتلہ ہو۔ فوج تیموری کے لوگ دن بھر
نظر کے تیر ہینکا کرتے اور مثل عاشق دیکھنے پر اکٹفا کرتے
اور جہاں رات ہونی اور اپنے ٹھکانے پر آگئے کیونکہ
مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن۔ بیدل

سلطنت اسلامی کی کیفیت من ابتدا
 ظہور سرور کائنات علیہ الصلوٰات
 جسکو مصنفات سیوطی سے انتخاب
 اور ترجمہ کیا

سلطنت اسلامی کی ابتدا الی مختصر کیفیت زمانہ بنو ت سطرار عالم
 محبوب رب العالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔
 آپ چالیس برس کی عمر میں مشرفِ خلافت بنوت ہوئے
 اور تیرہ برس کے بعد مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی اور اس ہجرت
 میں روح پر فتوح نے دنیا کی نظر میں جسم سے تعلق چھوڑا ۔
 ہر حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ ہوئے اور آپ نے
 ستلہ ہجری میں انتقال کیا ۔ آپ نے قرآن شریف کو

جمع فرمایا اور اول آپ نے قرآن مجید کو زبر کہا پھر
حضرت عمر فاروق خلیفہ ہوئے اور سلمہ ہجری میں
آپ کو ایک غلام نے مسجد میں شہید کیا آپ نے اپنے
عہد خلافت میں دفتر قائم کیا۔ مسلمانوں کے وظائف
مقرر کئے۔ بیت المال قائم کیا اور ورہ کی سزا ورہ
چابک کو کہتے ہیں) اور رمضان شریف میں تراویح کا
رواج دیا تاریخ کی بنیاد ڈالی اور بہت کچھ فتوحات آپ کے
زمانہ میں ہوئیں جنگی تفصیل کتب تواریخ میں موجود ہے
اور شراب نوشی کی حد قائم کی اور اول آپ ہی امیر المومنین
کے لقب سے مخاطب ہوئے۔

پھر حضرت عثمان خلیفہ ہوئے اور آپ سلمہ ہجری
میں شہید کئے گئے خانہ بند کر کے۔ آپ نے جمعہ کے اول
اذان مقرر فرمائی در زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے
بعد فقط جب امام منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے کو جاتا تھا اذان دی جاتی
تھی جیسے اب بھی دی جاتی ہے مگر اول کی اذان مثل اور
اوقات کے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاری کی
اور موزنین کے وظائف مقرر ہوئے۔ اور ارولی (یعنی

محافظ والی، مقرر کی اور حمی کی حفاظت کی رحمی اُس زمین کو کہتے
ہیں جس میں گھاس ہوتی ہے۔ اور بہت کچھ مقطع لوگوں کو دے۔
پھر جناب علیؑ مر قرضی خلیفہ ہوئے اور آپؑ شکمہ ہجری
میں قتل کئے گئے اور ساغر شہادت سے مسہور ہوئے۔

پھر آپؑ بڑے صاحبزادے حضرت حسن علی جدہ
وعلیہ السلام خلیفہ ہوئے اپنے چہ مینے خلافت
کی کہ بنی امیہ امامہ جنگ ہوئے چونکہ آپؑ اس رافانی سے
بیزار تھے آپؑ نے خلافت تسلیم کر دی۔

اول زمام مملکت خاندان امویہ میں حضرت معاویہ کے
ہاتھ میں آئی در رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم رو یا
میں دیکھا کہ میرے ممبر پر بنی امیہ بیٹھے ہیں حضرت سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کو طال ہوا تو جناب باری نے اِنَّا انزلْنَا
نازل فرمائی جس میں یہ آیت ہے لیلۃ القدر خیر من الف
یعنی شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے اور
اس میں یہ اشارہ تھا کہ سلطنت بنی امیہ
صرف ہزار مہینے رہے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ختمہ میں
انتقال ہوا۔

* اس حدیث کو ترمذی نے غریب اور بعض نے منکر کہا مگر صحاح میں ہے۔

حضرت مہویہ نے خواجہ سرا مقرر کئے (خواجہ سرا وہ ہوتے ہیں کہ جنکے اثنین نہیں ہوتے اور بالکل عورتوں سے مجامعت کے قابل نہیں ہوتے) انکو مقرر کیا غرض یہ ہو گی کہ شل سلاطین اس زمانہ کے وہ زمانہ میں آئیں اور حفاظت کریں اور قاصد مقرر کئے۔

یہ اول والے تھے جنہوں نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کی خلافت پر بیعت لی اور خلیفہ بیعت کے خواستگار ہوئے۔

پھر حضرت مہویہ کا بیٹا نرید کیا ہی خبیث بیٹا بنا والی ہوا اور سلسلہ ہجری میں اسکا منہ زمین کے نیچے چپ گیا۔
پھر عبداللہ بن زبیر والی ہوئے جو ایک عرصہ تک گہرین محصور رہ کر ستر سالہ میں قتل کئے گئے۔

پھر زمام ولایت بعد قتل عبداللہ بن زبیر عبدالملک کے ہاتھ میں آئی جسکا انتقال ستر سالہ ہجری میں ہوا۔
اس نے اشرفیوں کا سکہ قائم کیا۔

کعبہ پر غلاف ریشمی علما سے فتویٰ لیکر ڈالا۔
لوگوں کو حکم دیا کہ خلیفہ کے سامنے کوئی شخص جب خلیفہ کوئی

حکم دے یا کچھ کہے جواب نہ دے۔
 یہ اول شخص ہے جس کا یہ نام رکھا گیا اور اول خلیفہ ہے
 جس نے اسلام میں عذر کیا۔

پہر اس کا بیٹا ولید والی ہوا اور ۹۶ھ میں
 انتقال کیا۔

یہ اول خلیفہ ہے کہ جس نے حکم دیا کہ میرا نام بیکرمج کو
 نہ بلایا جائے حالانکہ تمام ولایت اور امر کو ان کا نام بیکر بلاتے تھے
 رعب کا دستور ہے کہ جب کسی کو بلاتے ہیں تو کہتے ہیں
 یا نعمان۔ یا حبیب۔ یا علی۔ ہندوستان کی طرح عادت نہیں
 کہ جناب نشی صاحب۔ مولو بصاحب۔ دیوان صاحب۔

پہر سلیمان ابن عبدالملک حیار والی ہوا اور ۹۹ھ
 میں قضا کی یعنی ماہ صفر ۹۹ھ اس جہان سے سفر کیا۔
 پہر عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوا اور ۱۰۱ھ ہجری میں
 انتقال کیا۔

عمر بن عبدالعزیز نے بدین خیال کہ بے داعی کے انتقال
 سے علم کم ہو جائے زہری کو حکم دیا کہ تمام احادیث بنویہ
 اور اثنا عشریہ جمع کرو۔

عمر بن عبد العزیز کے حال میں لکھا ہے کہ جب خلیفہ ہوے
تو اپنی نیک بی بی سے جسکا نام فاطمہ تھا کہا کہ میں تجھ کو اختیار
دیتا ہوں کہ تو مجھ سے علیحدہ ہو جاے یا یہ کہ میرے پاس
رہے مگر مجھ سے امورات دنیا داری سے بالکل قطع امید کر لے
اُس نے پاس رہنا قبول کیا وہ کہتی ہے کہ میں نے بعد خلافت
تمامات کہی عمر بن عبد العزیز کو نہ دیکھا کہ غسل کیا مباشرت یا احلام
کی وجہ سے پیریزید بن عبد الملک خلیفہ ہوا اور شلمہ ہجری
میں انتقال ہوا۔

پہر ہشام بن عبد الملک کے ہاتھ میں زمام ولایت آئی
اور شلمہ ہجری میں انتقال ہوا۔

پہر ولید بن عبد الملک متولی امارت ہوا اور شلمہ میں قتل
ہوا بوجہ فسق و فجور کے۔

پہر یزید ناقص خلیفہ ہوا اور چہ مینے کے بعد مرض طاعون
میں مر گیا اسی واسطے اُس کو ناقص کہتے ہیں کہ سال بہر بھی پورا
نہوا۔

پہر یزید کا بائی ابراہیم والی ہوا اور بعد دو مینے دس وز
کے علیحدہ کیا گیا۔

پہر مروان حمار والی ہوا اور ۳۲ھ میں قتل کیا گیا۔
 یہ بنی امیہ کا اخیر خلیفہ تھا اسکے ساتھ میں بے انتہا بنی امیہ
 کام آئے اور بنو عباس کو غلبہ ہو گیا۔

اور سفاح بعد قتل مروان حمار خلیفہ ہوا یہ اول خلیفہ ہے
 بنی عباس کا اسکے ساتھ جو مروان کی لڑائی ہوئی تمام گروہ
 بنی امیہ متفرق ہو گیا یہ ۳۳ھ ہجری میں بعا رضہ چچک
 راہی ملک بقا ہوا۔

پہر منصور خلیفہ ہوا اور ۳۵ھ ہجری میں بکالت احرام
 انتقال کیا۔

یہ وہ خلیفہ تھا جس نے اپنے رشتہ داروں اور بھائی بند کو
 عامل بنایا اور عرب کو بالکل علیحدہ اور بیکار کر دیا۔

پہر منصور کا بیٹا حمدی خلیفہ ہوا جو ۶۹ھ ہجری میں
 زہر دیا گیا۔

پہر اسکا بیٹا ہادی خلیفہ ہوا اسکو ۷۱ھ ہجری میں جب
 یہ قصد کیا کہ غدر کرے موت آگئی۔

پہر رشید خلیفہ ہوا اور اسکا ۹۳ھ ہجری میں بڑے
 میدان جنگ میں انتقال ہوا۔

پہر امین کے ہاتھ میں زمام خلافت آئی اور ۹۱ھ میں
حسب نوشتہ تقدیر قتل ہوا۔

پہر بعد امین کے مامون خلیفہ ہوا اور ۹۲ھ ہجری میں
انتقال ہوا۔

پہر بعد انتقال مامون کے زمام حکومت معتصم کے ہاتھ
میں آئی اور ۹۳ھ ہجری میں اس جہان فانی سے رحلت
کی۔ یہ وہ خلیفہ تاجس نے ترکون کو ادھر ادھر سے جمع کر کے
فقط انہیں کو کچھری میں بہرئی کیا۔

پہر معتصم نے جب اس جہان فانی سے منہ موڑا تو اسکا بیٹا
والثق تحت کشین خلافت ہوا۔

اس خلیفہ کا عرب تمام لوگوں پر پڑتا تھا بالآخر ۹۴ھ ہجری
میں راہی ملک عدم ہوا۔

پہر متوکل علی اللہ خلیفہ ہوا اسکے ہاتھ پر ماہ ذی الحجہ ۹۴ھ
میں بیعت کی گئی۔ یہ نہایت نیک سناٹا بیعت سنت اور اہل سنت
بنوی کا معاون و مددگار۔

۹۵ھ ہجری میں عجائبات زمانہ سے یہ واقعہ ہے کہ عراق
میں ایسی لو (ہوا گرم) چلی کہ کسی ایسی سخت ہوا نے کسی نے دیکھی نہ تھی

جس نے کوفہ - بصرہ - بغداد - کی کیتیاں جلا دیں مسافر ہلاک ہو گئے اور یہ ہوا برابر ایک مہینے دس یوم رہی پہچان تک پہنچی اور وہاں کی کیتیاں جلا میں موشی ہلاک ہوئے پہر موصول اور سنجار گئی لوگوں کو چلنا پھرنا دو بہر ہوا کاروبار سے روک دیا اور بہت خلقت کو ہلاک کر دیا -

اور اسلئے - مین ایسا زلزلہ دمشق میں آیا کہ صد ہا مکانات گر گئے اور ہزار ہا خلقت و بکرم گئی اور انطاکیہ پہنچ کر اسکو مسمار کر دیا اور جزیرہ کو جلا دیا اور موصول مین پچاس ہزار آدمی اسکے صدر سے فوت ہوئے -

متوکل علی اللہ کو شکستہ مین اسکے بیٹے منتصر قتل کیا -

پہر منصر بھی شکستہ ہجری مین تخت نشین خلافت ہوا اور شکستہ ہجری مین بغجواس اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے حیلے سے ایک طبیب کے مر گیا -

پہر مستعین کے ہاتھ مین زمام خلافت آئی اور شکستہ مین مستد خلافت سے اتارا گیا اور قتل ہوا -
یہ وہ خلیفہ تھا جس نے کروٹوں کی آسیتوں کو بہت چکلا بنو

اور فلاس کو (لبنی ٹوپیان جیسے ولایتی روہیلے پہنتے ہیں)
کو تہہ کرایا۔

پھر معتز مستعین کا جانشین ہوا اور ۳۵۷ھ میں انتقال ہوا۔
پھر مہدی تخت نشین خلافت ہوا یہ شخص نہایت صالح تھا
مثل عمر بن عبدالعزیز کے اور ۳۵۸ھ میں پندرہ دن کم ایصال
کے بعد قتل ہوا۔

مہدی کے بعد زمام حکومت معتد کے ہاتھ میں آئی اور ۳۵۸ھ
میں انتقال ہوا۔

یہ اول ذی امر و حکومت تھا کہ جب کو قید خانہ سے نکال کر
قہر امیر بنایا اور بیعت کی اور لکھا ہے کہ معتد دفعۃً مر گیا بعض
لوگوں کا خیال تھا کہ زہر دیا بعض کہتے تھے کہ بیہوش ہو کر
بچپونے میں رہ گیا۔

معتد کے زمانہ خلافت میں امام بخاری مسلم ابو داؤد
ترمذی کا انتقال ہوا۔

پھر بعد معتد کے معتضد کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اور ۳۵۹ھ
میں انتقال ہوا۔

پھر مکتفی باللہ معتضد کا بیٹا تخت نشین ہوا اور ۳۵۹ھ میں

انتقال کیا۔

تاریخ فیسا پور میں لکھا ہے کہ ابن ابی الدنیا نے شمس بن شمس کو جب خلیفہ ہوا دوشعر لکھے جنکا مطلب یہ تھا کہ حق اُستاد مثل باپ کے ہر اہل عقل اور مروءہ کے نزدیک لوگوں کو لازم ہے کہ اسکی رعایت کریں جب یہ شعر شمس بن شمس کے سامنے پیش ہوئے دس ہزار درم سے سرفراز کیا پھر مقتدر باللہ جبکی کنیت ابو الفضل تھی تخت نشین ہوا اسکی عمر تیرہ سال کی تھی اور ۳۲۰ھ میں قتل کیا گیا۔

پھر قاسم باللہ ابو منصور خلیفہ ہوا یہ نہایت جابر تھا اسکو ۳۲۰ھ میں تخت سے اتارا اور آنکھیں پھوڑ دی گئیں۔

پھر راضی باللہ ابو العباس والی ہوا اور ۳۲۱ھ میں انتقال ہوا اسکے عہد میں وجہ کا پانی ۱۹ ہاتھ بڑھ گیا جس سے صد ہا مکانات اور ہزار ہا آدمی و مویشی ہلاک ہو گئے۔

پھر بعد قاسم باللہ کے شمس بن شمس خلیفہ ہوا اور ۳۲۱ھ میں ۳۳۰ھ میں تو زون نے مسمول کیا یعنی آنکھوں میں ایسی سلاخیان ڈالیں کہ نابینا ہو گیا اور تخت سے اتارا گیا۔

پھر شمس بن شمس خلیفہ ہوا اور ایک سال چار مہینے کے بعد شمس بن شمس کے مسمول کیا گیا اور خلافت سے علیحدہ ہوا۔

پہر مطیع اللہ ابوالقاسم خلیفہ ہوا اور ۳۶۳ھ ہجری میں انتقال ہوا۔

تنبی شاہ کا انتقال اس کے زمانہ میں ہوا۔
پہر اس کا بیٹا طالع اللہ تخت نشین ہوا ۳۶۴ھ میں بہار الدولہ
ایک مصاحب کو قید کیا بہار الدولہ آیا بجا لیکہ طالع اللہ رواق میں ٹوار
لگائے ہوئے بیٹھا تا بہار الدولہ بعد اواسے مراسم شادی کرسی پر بیٹھا
اور بہار الدولہ کے ہمراہیوں نے خلیفہ کو تخت سے کھینچ کر چادر میں
باندھا اور اس سلطنت میں لائے۔

اور زبردستی یہ تحریر کی کہ زمام سلطنت قادر باللہ کو تسلیم کی
اور اسپر کا برین کی فہرین ثبت ہو گئیں۔ طالع اللہ قادر باللہ کے
مکان پر بڑی عزت و احترام سے رہا ایک روز رات کے وقت شمع آبی
جس میں نصف جلی ہوئی تھی فوراً واپس کر دی ۳۹۳ھ شعب الفطر میں
انتقال ہوا قادر باللہ وغیرہ نے نماز پڑھی۔

پہر قادر باللہ والی رہا حتیٰ کہ ۴۲۲ھ میں اپنی موت سے مرا۔
پہر قادر باللہ کا بیٹا قائم باللہ تخت نشین ہوا اور ۴۲۶ھ
میں انتقال ہوا۔

پہر مقتدی باللہ ابوالقاسم کے ہاتھ میں زمام ولایت آئی

۵۳۸ھ میں انتقال ہوا اور کہتے ہیں کہ اُسکی جاریۃ شمس المہار نے
 زہر دیا شیخ عبد القادر جانی کا انتقال نین کے زمانہ میں ہوا۔
 پھر مستظهر باللہ مقتدر بامر اللہ کا بیٹا تخت نشین ہوا اور ۵۳۸ھ
 میں انتقال کیا انکی دادی ارجوان تین ہی خلیفہ ہے جسکی دادی نے
 اپنے بیٹے کو خلیفہ دیکھا پھر پوتے کو پھر پوتے کو خلیفہ دیکھا۔
 پھر مسترشد باللہ خلیفہ ہوا اور ۵۳۹ھ میں قتل ہوا یہ وہ خلیفہ تاجسکی
 خبر سکرزن و مرد بغداد کے عوار ہے۔

پھر اُسکا بیٹا راشد باللہ ابو جعفر بعد قتل ہونے باپ کے خلیفہ ہوا
 سلطان مسعود جب بغداد آیا بقتوے اہل عام راشد پر الزام فسق و ظلم
 قائم کر کے ۵۳۹ھ میں معزول کیا۔ راشد کو جب خبر معزولی کی ملی تو موصل
 میں تباہان سے آذربایجان اور ہمدان گیا اور علما کی ڈارہینڈ و امین
 کتنو کو قتل کیا بہت لوگوں کو سولی چڑھایا بالآخر فراشون نے جو عجیب تھے
 جب اصفہان میں راشد بیمار ہوا چہرہ یوں سے قتل کیا یہ واقعہ ہے
 رمضان ۵۳۹ھ کا۔

پھر مقتدی لامر اللہ کے ہاتھ پرعبت کی گئی یہ راشد باللہ کا چچا تھا
 جسکا نام محمد تھا۔ اور ۵۴۵ھ میں انتقال ہوا۔

پھر مستنجد باللہ ابو المنظر خلیفہ ہوا اور ۵۴۶ھ میں انتقال کیا۔

پہرستی بامر اللہ خلیفہ ہوا اور سترھویں میں انتقال کیا۔
 پہر ناصر الدین اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اور وہ بحالت کبریا
 سترھویں راہی ملک بقا ہوا۔

پہر ظاہر بامر اللہ خلیفہ ہوا یہ نہایت عدل گستر تھا فقط نو مینے
 خلافت کی اور سترھویں میں انتقال ہوا۔

پہر مستنصر باللہ ابو جعفر کے ہاتھ پر مسلمانوں نے بیعت کی سترھ
 مین راہی ملک بقا ہوا بہت شعل نے مرثیے لکھے۔

پہر مستنصر باللہ خلیفہ ہوا اور سترھویں مین ماریون کا حملہ ہوا اور
 یہ ہلاک ہوا پہر تین سال بلا تسلط گزرے۔

پہر بعد تسلط مستنصر باللہ احمد خلیفہ ہوا اور چہ مینے کے بعد
 تئاریون کے معرکہ میں قتل ہوا۔

پہر حاکم بامر اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اور سترھویں میں انتقال
 ہوا۔

پہر مستکفی باللہ ابو الریج خلیفہ ہوا اور سترھویں میں قضا کی۔
 پہر واثق باللہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اور سترھویں مین معز و ل
 کیا گیا۔

پہر حاکم بامر اللہ خلیفہ ہوا اور سترھویں میں انتقال کیا۔

پہر مقتضد باللہ ابو الفتح خلیفہ ہوا اور ۶۳۰ھ میں سبیل حیات سے عبور کیا۔

پہر متوکل علی اللہ کے ہاتھ پر بیت کی گئی اور ۶۳۰ھ میں قیام کیا اور خلافت سے جدا ہوا۔

پہر واثق باللہ خلیفہ ہوا اور ۶۳۰ھ میں انتقال ہوا۔
پہر مستعصم باللہ زکریا خلیفہ ہوا اور ۶۳۰ھ میں وفات پائی۔
پہر متوکل علی اللہ جو محبوبس کیا گیا تھا خلیفہ ہوا اور ۶۳۰ھ میں انتقال کیا۔

پہر مستعین باللہ ابن متوکل خلیفہ ہوا اور ۶۳۰ھ میں معزول کیا گیا۔

پہر مقتضد باللہ ابو الفتح ابن متوکل اور ۶۳۰ھ میں انتقال کیا۔
پہر شافعی باللہ ابن المتوکل خلیفہ ہوا اور ۶۳۰ھ میں راہی ملک بقا ہوا۔

پہر قائم بامر اللہ ابن متوکل خلیفہ ہوا اور ۶۳۰ھ میں علمیہ کیا گیا۔

پہر تنجید باللہ خلیفۃ العصر ابو الحسن خلیفہ ہوا اور ۶۳۰ھ میں انتقال ہوا۔

ہر متوکل باللہ ابو القمر خلیفہ ہوا اور ۳۹۰ھ میں انتقال کیا ۔

کل خلفاء صحابہ سے سات ہیں ۔

بنی امیہ سے بارہ ۔ اباعبد الملک کو بوجہ بغاوت
شمار نہیں کیا ۔

بنی العباس سے اکاون ۔

ابو الحسنات نارنولی

نوٹس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہِ طہالی کو شائع ہوگا کل حق
بجی اسے ہیرالال صاحب نشاط محفوظ ہیں اسکا منافع
عاجلجناب ہمارا جنہا و پریشکار و مدارالمہام سرکار عالی نے نشاط
صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ
حسب ذیل قرار دے۔

۱۔ اعراسے خطام سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۲۔ پبلک سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۳۔ باہر والوں سے اسکو علاوہ محصول ڈاک۔ ہر

سال جو صاحب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائیں گے

انکو ایک اشرفی پیش کی جائے گی۔

۴۔ ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔ مضامین اور

قیمت درخواست خریداری بنام سرالال صاحب

محبوب پس قید راہ و علاوہ مقررہ

بہنا پریشکار و منصرم

مدارالمہام سرکار عالی بیچی چاہئے



دعوتِ اسلامی
مکتبہ اسلامیہ
۱۳۸۵ھ

اعلیٰ حضرت نظام الملک آصفیہ الفوجیہ مجبوریہ بنیاد علیہ السلام
کی تقریباً گیارہ سالہ کی تہذیب میں یہ ماہوار کی سالہ حسین نظم و
اخلاقی علمی سوشل نظریات مضامین درج ہو گئے اور بکے بانی سانی
عالیجناب اجدر اجایان ہمارا جہ کشن ریشا و بہا النخشب
کمید حضرت آصف ظلیہ بنیاد پیشکار و منصر مہار المہار کا

مکتبہ اسلامیہ
۱۳۸۵ھ

فہرست مضامین و مدیر آصفی نمبر ۱، جلد ۵،

نمبر	نمبر	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	بقیہ علم کی فضیلت اور پختہ	جناب مولوی ظہور الدین احمد مصفا قاسم
۲	۲۱	بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری	جناب مولوی محمد حبیب الرحمن صاحب بدل



فدا ملامت رہو ہزار برس
ہم برس کے ہوں دن چپس ہزار

زوال

اہل مجملہ جرمینس سے جنگ

سابقہ لکھے دیکھتے دیکھتے صفحہ نمبر ۱۴۲، بدھ ۱۳۱۳

وقت روم کے دو بڑے دشمن شہ قینین ہیں۔ اہل مغرب نے ان
جیمینس سے۔ ترکیجن کی وفات کے بعد یہاں پارتھ کے چوتھے
نسل کی۔ ادھر قدیم یونانیوں نے ۲۲۰ء میں شینٹ و اردو شیر
کے زمانہ میں قومی سلطنت قائم کی۔ یہی رومیوں کی اصل سے تھیں۔
سامانی گذر گئے۔ روم و فارس ایک دوسرے کے ہم پلہ و حریف
تھے جو کہ ہمیشہ سے جد پرڑے رہے لیکن کسی نے اپنے مقابل کی اصلی
قوت کو صدمہ نہ پہنچایا۔ مگر جو جنگ کہ مغرب میں ہو ہی تھی وہ بالکل
زانی تھی۔

مارکیس آرلیس ہی کے عہد میں قوم جیمینس نے یہ بدھ ۱۳۱۳

رہا، تو دینیوب پر نہ بھاری شرم گئی۔ اسوقت روم کو
پیشقدمی چاہ کر ان لوگوں میں سے ایک کو بھیج دیا۔ اس نے
پیشواؤں سے مل کر کہا کہ میں نے یہی مراد رکھی تھی کہ
ہوئی۔ اور سب اہل قوم انگریزوں کے آج واجد ہیں۔ جو
دین سکونت رکھتے تھے مگر بہت دور ہونے کی وجہ سے جو کچھ تغیر و
تبدل ہو گیا اس سے کسی طرح کا واسطہ یا تعلق نہ رکھتے تھے۔

ٹیوٹاناک نیشن کی فضل و مقدم قومن جن سے کہ روم کو
جنگ کرنی پڑی فرانس و گائتھین۔ اول دریا۔ جن اور دوسرے
نے دینیوب پر روم سے جنگ شروع کی۔ یہ قومیں سلطنت روم میں
طریقوں سے داخل ہوئیں۔ بعض اوقات تانت و تاراج ملک سے
اور بعض دفعہ رومی افواج میں خدمت پانے کی وجہ سے بوجہ خدمت
انکو روم کی طرف سے زمین بھی عطا کی گئیں۔

بعض وقت روم سے نہایت نمایاں فتوحات حاصل کیں اور جرمس کو
سلطنت سے نکال دیا اور کل عطا شدہ زمینوں کو اجاڑ کر دیا۔ اسپر بھی
جرمس ترقی کر رہے تھے اور روم سے وال و پستی کی حالت میں تھے
روم کے فتوحات کا دور گزر چکا تھا اب وہ جو کچھ اسکے قبضہ اختیار میں
اُسی کے قائم و برقرار رکھنے کے لئے بڑھ رہا تھا۔

انتخاب سلاطین از راے افواج

مارٹینس کی وفات کے بعد سیکرٹری کےسی کو موٹوس نے تخت سلطنت پر قدم رکھا مگر چونکہ یہ بہت ہی بہتسالا لہذا اسلئے بین قتل کردیا گیا۔
 بعد ازاں فیض ان روم فوج کی طرف سے منتخب ہوئے تخت پر بیٹھے گئے اور قتل ہوئے گئے۔

فیض اوقات عسا کر روم نے اپنا سپہ سالار آپ ہی منتخب کر لیا۔
 نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ہی وقت کئی بادشاہ علیحدہ علیحدہ ملو سے حکمرانی کرنے لگے۔
 مکران بادشاہوں نے جدا سلطنتیں قائم نہ کیں بلکہ اس امر کے سامنے ہوئے کہ اگر قابو ملے تو کل سلطنت روم پر قابض ہو جائیں لہذا بازاریک جنگ جہل خوب گرم ہوا مغلوب ہمیشہ ظالم و جا بر سمجھا جاتا تھا۔ کہ غرض کہ اسے سپٹیمس سیویرس نے ایک خاندان کی بنیاد لی اسی بادشاہ کے لڑکے انیٹامیس کا ریکیلا کے ممدین رومس لیتس کا یہ نام اقیاناً جاتا رہا اور کل اشخاص مملکت خروسہ مانند رومس کے فرار دئے گئے۔
 انکے بعد ان بادشاہوں کا ظہور ہوا جنکو مقدین ضرور وشی کہتے ہیں انہیں سے بہت کم اب گزرے جنگی مدت سلطنت دیر پابھی۔
 شاہ ویلیرین اور اسکے لڑکے کیلینس کے زمانہ میں یعنی ۲۳۵ء سے ۲۶۸ء تک اس قدر ہسرا بادشاہ گزرے کہ ان ہسرا بادشاہوں کو مونس

جاہر دن کے نام سے موسوم کرنے ہین مگر شاہ ڈائیوکلیشن کے عہد سے ہر ایک چیز کی حالت بدل گئی۔

شاہ ڈائیوکلیشن اور اس کا خاندان

اس وقت عوام پر اچھی طرح ظاہر ہو گیا کہ روم سلطنت رومن کا محض ایک شہر رہ گیا ہے اور جمہوریہ سلطنت کا خاتمہ ہو چکا ہے کیونکہ باشندگان روم و باشندگان صوبجات میں کیسے طرک فرق باقی نہیں رہتا۔ ڈائیوکلیشن کے عہد سے گوبادشاہوں نے شاہی لقب اختیار نہیں کیا مگر اپنے تجمل و شہمت کو شاہی شان و شوکت سے دو بالا کر دیا اور چونکہ انکی ضرورت انہیں زیادہ تر سرحد پر پکار رہی تھی باین وجہ انہوں نے ان شہروں میں جو کہ بہ نسبت روم کی سرحد سے زیادہ نزدیک ہو و دواش اختیار کی ڈائیوکلیشن کی تدبیر یہ تھی کہ یہ وسیع سلطنت دواشاہوں میں جو کہ آگسٹی کے لقب سے مخاطب کئے جائیں تقسیم کر دی جائے۔ اور دو صوبہ انکے ماتحت رہیں۔ چنانچہ یہ وسیع سلطنت چار حصوں میں اس طرح تقسیم کی گئی۔

۱۔ ملک اٹلی اور اس کے قرب و نواح کے جزائر۔

۲۔ ممالک مغربی۔

۳۔ یونان۔

۴۔ مشرقی ممالک۔

براعظم ایشیا میں بلاد میلان و نیکومیدیا آگسٹی کے دارالخلافہ قرار دئے گئے و شہرہائے انیٹا ج و ٹرائٹر قیصر وں کے تخت گاہ مقرر ہوئے۔ لیکن سترہمین ڈائمیوکلیشن کے تخت سے کنار و کشی کیوجہ سے ایک عرصہ تک خانہ جنگیان برپا رہیں حتیٰ کہ قسطنطین اعظم نے سترہمین کل سلطنت روم کو اپنے ہاتھ میں کر لیا۔

دین عیسوی کا ظہور و ترقی

روم کے فرمانروا یونین قسطنطین پہلا بادشاہ تھا جس نے مذہب عیسیٰ اختیار کیا۔ اس نئے مذہب کو رائج ہونے تو بڑا ہی عرصہ نہ رہا کیونکہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام شاہ آگسٹس کے زمانہ میں تولد ہوئے و ماہنامہ کے عہد میں صلیب پر چڑھائے گئے۔ اسوقت کو کہ مذہب عیسوی کو بہت مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر وہ بتدریج بڑھتا گیا۔

واقعی یہ امر حیرت انگیز ہے کہ نصاریٰ پر بدترین قیصران روم ہی کے عہد میں مظالم نہ توڑے گئے بلکہ روم کے نیک بادشاہوں جیسے ٹریجن۔ مارکیس آرملیس۔ وکیس و خود ڈائمیوکلیشن کے عہد میں عیسائیوں پر وہ دہستم ڈھائے گئے اور ایذا میں یونانی لئین کے الامان وجہ یہ تھی کہ روم کا قدیم مذہب بت پرستی سلطنت کے مجموعہ قوانین کا جزو اعظم تھا اور جو بت پرستی سے انحراف کرتا تھا وہ بادشاہوں و نیز

جمہوری سلطنت کا دشمن قرار دیا جاتا تھا۔ اس لئے وہی بادشاہ جو کہ روم کے قدیم قانون و رسم و رواج کے دلدادہ تھے۔ نصرانیوں کے بہت ہی بڑے ایذا رسان تھے۔ لیکن مذہب بت پرستی سلطنت کا براے نام مذہب تھا کیونکہ اس مذہب پر بہت کم لوگوں کا اعتقاد تھا برخلاف اسکے نصرانی اپنے مذہب کے بدل پر و اور راسخ الاعتقاد تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بت پرستی حالت جزیرین اور دین عیسوی بحالت تھا اور جوہن کہ سلاطین روم نے دین عیسوی قبول کیا۔ بت پرستی مٹی چلی۔

قسطنطین اور اس کا خاندان

شہنشاہ قسطنطین کا عہد تاریخ روم میں اہم سمجھا گیا ہے یہ زمانہ خصوصاً تین چیزوں کے واسطے بہت مشہور ہے۔

اول قسطنطین کے عہد میں جمہوریہ سلطنت کا خاتمہ ہو کر پادشاہت قائم ہوئی بسکا کل دار و مدار فوج کی مرضی پر تھا اسکے زمانہ میں مجلس سنیٹ و اراکین کا نام ہی نام رہ گیا۔

دوم۔ چونکہ پادشاہوں نے شہر روم کو چھوڑ دیا تھا قسطنطین نے قدیم یونانی شہر بائزنٹین کے قریب آبائے باسفرس پر ایک نئی دار السلطنت کی بنیاد لی اور اس کو رومۃ الصغریٰ کہنا مسموع کیا مگر اس شہر کو جب ہی سے قسطنطنیہ کہتے ہیں۔

یہاں قسطنطین کو اپنے نئے مذہب لینے دین عیسوی کی اشاعت اور اپنے کو مطلق العنان پادشاہ بنانیکا اجتماع موقع ملا۔ اُسے اپنے ان دو مطلب برآری میں اس قدر سہولت و آسانی رومۃ الکبریٰ میں شاید نہ حاصل ہوتی۔ رومۃ الکبریٰ میں بت پرستی رو بزوال تھی اور رومۃ الصغریٰ شروع ہی سے عیسائی شہر تھا۔ قصۃ مختصر قسطنطین کی سلطنت کا زمانہ اُس کے مابعد کے فرمانروا یونین سب سے زیادہ تھا۔ اس پادشاہ کے گہرانے میں پادشاہت جب تک قائم رہی کہ اُس کے خاندان کا ایک بھی شخص زندہ رہا۔ لیکن اُس کے جانشینوں میں سے بہت سے ایسے گزرے ہیں کہ جنہیں اپنے ہی عہد بزدن اور قربت داروں کے ہاتھ سے شربت مرگ چکنا پڑا۔ قسطنطین نے ۳۳۷ء میں انتقال کیا اُسکی وفات کے بعد سلطنت اُسکی تین لڑکوں پر تقسیم کی گئی۔ لیکن ۳۶۰ء زمانہ شاہ کانستینٹین میں سلطنت پہر ایک ہی شخص کے تحت میں آگئی۔

کانستینٹین کے زمانہ میں بہت سے ہمسر پادشاہ گزرے اور جرمس اور اہل فارس سے بے سود جنگ کی گئی۔ اس پادشاہ کی وفات کے بعد اُسکا لڑکا مسی جو ولین جو کہ گال میں بحالت قیصر رہ چکا تھا اور جس نے جرمس سے دوبارہ ملک فتح کئے تھے اب اُسکا جانشین ہوا۔ جو ولین نے عجم پر فوج کشی کی مگر ۳۶۰ء میں مارا گیا۔ یہ پادشاہ قسطنطین کے خاندان کا

آخری پادشاہ تہا اسکے جانشین جو دین کا تخت پر قدم رکھتے ہی پہلا کام
یہ تھا کہ اُسے کئی صوبہ سلطنت فارس کے نذر کر دینے پڑے۔

کشن پرشاد عفی عنہ



علم روحانی یا سمرزم

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدبہ آصفی نمبر (۳۳) جلد (۳)

(۱) غسل کرنا تاکہ ظاہری الو دگی سے بدن صاف اور صحت ہو جائے
اور جسم کے منافذ کھل جائیں۔

(۲) صندل وغیرہ خوشبودار اشیاء سینہ و پیشانی پر لگانا جو
فرحت بخش ہیں۔

(۳) خلوت خانہ میں جانا جہاں خیالات متفرق نہ ہوں۔

(۴) پھول وغیرہ تازگی بخش اشیاء پاس رکھنا۔

(۵) خوشبودار بخورات کا جلانا مثلاً عود و لوبان وغیرہ۔

(۶) سونے چاندی یا پتھر کی مورت جو دل پسند ہو پیش نظر رکھنا۔

(۷) جب تذکرہ بالا سامان متباہ ہو جائے تو اُس طریقہ سے مٹھنا جس طرح
دیر تک بیٹھنا ممکن ہو مثلاً پالتی مار کر یا سجدہ میں۔

۸، ممکن ہو تو حبس نفس کرنا۔

۹، اگر حبس نفس ہو سکے تو ویسے ہی دیوتا یا دیوی کو جسکا دل میں خقیقہ ہے
مورت مذکور میں موجود سمجھنا۔

۱۰، دیوتا مذکور کو حاضر و ناظر سمجھ کر مقررہ کلمات سے اُسکی تعریف اور اپنا
عجز بیان کرنا اور سوا اسے اسکے کسی دوسری بات کا دلیل خیال نہ کرنا۔

القصہ ایسا کرنے سے ایک ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ حسین نہایت
خوشی اور جوش پیدا ہوتا ہے جسکو انکی زبان میں گدگد بانی کہتے ہیں۔ اور
روزمرہ ایسا کرنے سے قوت مقناطیسی غایت درجہ قوی ہو جاتی ہے اور
اسکے ذریعہ سے عجیب و غریب باتیں ظہور میں آتی ہیں۔

حکیم و مہتر جو شاہر حکماء ہند سے ہر اسکی طرف جو قاعدہ منسوب
کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی خاص طرف ایسا خیال جمائے کہ نظر و فکر
بالکل اُسی طرف رہے۔ ہر وقت اُسکا ذکر زبان پر اور اُسی کی فکر دلیں رکھے۔
اُنٹھے بیٹھے سونے جاگتے اُسی کا دھیان کرے یہاں تک کہ محو ہو جائے۔ اگر کسی
شے کو ہاتھ لگانے تو جانے کر شے مطلوب کو ہاتھ لگانا ہوں اور جو کوئی
بولے تو بچے کہ وہ ہی بولتا ہے۔ ایسی چیز نہ کہائے جس سے فکر میں خلل پڑے
وہ بات نہ کرے جس سے خیال بدل جائے۔ تو اسوقت میں اس فکر کی کیفیت
حاصل ہوگی یعنی بارش کا قصد کریگا تو مینہ برسنے لگے گا۔ خرابی دروفاں و مالہ

سب کے پیش نظر ہونگے دفیہ مرض کے لئے توجہ کریگا تو مرض دفع ہو جائیگا
غضکہ جو چاہیگا ہو جائیگا۔

اہل اسلام پر بھی سرسری نظر ڈالئے۔ مسلمانوں کا خیال ہے کہ اگر کسی شخص سے
کوئی امر ایسا ظاہر ہو جو عام انسان کی طاقت سے باہر ہو تو اگر اس کا فاعل نبی
ہے تو وہ فعل معجزہ ہے۔ اگر فاعل ولی ہے تو وہ فعل کرامات ہے۔ اور اگر
سوائے مسلمان کے اور کسی سے ایسا فعل وقوع میں آوے تو وہ فعل استدراج
ہی۔ معجزہ اور کرامت کا ظہور بجانب اللہ ہوتا ہے اور سحر لینے استدراج کا ظہور
ساحر سے ہوتا ہے اور ساحر کا تعلق خدا سے نہیں ہوتا۔ لیکن بعض اسلامی فلاسفہ
و عقلا، کہتے ہیں کہ جو خرق عادت ہو وہ نفس کا کثمہ ہے خواہ سحر ہو یا کرامت۔
مسلمانوں میں علم روحانی کی پانچ شاخیں ہیں۔ سحر۔ تصور۔ تسخیر ارواح۔ عمل و توفیق
طریق فقر و صلحا۔

اب ہم ان پانچوں کا مختصر احوال یا مجمل تشریح تحریر کرتے ہیں تاکہ ناظرین
سمجھ لیں کہ علم روحانی کی تفریف ان پر صادق ہو۔

(۱) سحر یا جادو۔ بقول فرقہ متزلزہ سحر تجیل و نمایش ہے۔ گمراہ سنت و جماعت
اسکی ایک حقیقت جانتے ہیں چنانچہ ابو منصور رحمہ فرماتے ہیں کہ شرائط ایمان کا
دوسرے میں ہو تو کفر ہے ورنہ اسکو کفر کہنا خطا ہے۔ لیکن حکیم بوعلی سینا نے
جادو کی تفریف کی ہے وہ بہت وسیع ہے اور علم ارواح کی کل شاخوں پر

صادق آتی ہے وہ یہ ہے کہ جب مشق کرنے سے نفس میں ایسی طاقت ہو جائے کہ عامل کے جسم سے دوسرے کے جسم پر اثر پہنچ سکے اور وہ عامل بہ کردار ہو تو اسی ساحر یعنی جادوگر کہتے ہیں۔ زمانہ سابق میں جادو کا اکثر استعمال کسی شخص کو ایذا پہنچانے کے لئے کیا جاتا تھا بدین وجہ اس کو اسلام نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کو اچھا نہیں جانتا۔ ابو منصور اور بوعلی سینا کی تعریف سے جادو کی دو قسم یعنی سحر حلال و سحر حرام قرار پاتے ہیں۔ لیکن امام النکلیج کی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔ ”جب تک تیرا انداز کو نشانہ پر تیرا پہنچنے کا یقین کامل نہ ہو تیرا نشانہ نہیں لگتا اسی طرح سحر میں ٹھیک عقیدہ رکھنے بغیر کام نہیں ہوتا اور نفس کا تزکیہ کرنا اور وہم سے علافہ رکھنا بھی اس میں ضرور ہے۔“

سحر حاصل کرنے کے اصول یہ ہیں۔ ساحر و نجا قول ہے کہ اس عالم کے تمام اشیا، قمر، عطارد، زہرہ شمس، مریخ، مشتری، اور زحل، سب ستارگان تابع ہیں۔ پس عامل وقت عمل جس ستارہ کے متعلق جو شے ہے اس کے لئے اُس ستارہ سے مدد مانگے، سحر کے لئے یہ بھی ضرور ہے کہ تعلقات دنیوی دور کر دے۔ کھانا کم کھا دے ایسے مکان میں رہے جہاں سفیدی ہو دیواروں پر نقش و نگار و تصاویر نہ ہوں۔ جو دل انکی طرف رغبت کرے۔ مکان روشن اور وسیع بھی ہو۔ تنہائی ہو۔ مرد و عورتوں کی آواز بھی نہ آنے جب یہ اسباب مہیا ہوں اور طالع جدی۔ دلو، سنبلہ یا اسد ہو تو سحر حاصل ہو سکتا ہے۔

دوم تصور۔ اپنے دلیں میں آنکھوں کے رو بہ صورت کا قائم کرنا تصور کھلاتا ہے شیخ کے تصور میں فنا ہو جانا تصوف کی پہلی منزل ہے مشہور ہے کہ کسی پر نے ایک دیہاتی کو مرہلو کے تصور جانے کا طریقہ بتایا لیکن باوجود بہت کوشش کے اس کا تصور نہ جاتا تو پر نے دریافت کیا کہ تیرا دل کس چیز سے وابستہ ہے اس نے کہا میں ایک بیس کو بہت عزیز رکھتا ہوں تب پر نے کہا کہ جا بیس ہی کا تصور کیا کر چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور بعد چندے پر کی خدمت میں حاضر ہوا پر نے دریچے کے راستہ اندر بلایا تو اُس نے کہا کہ دریچہ میں میرے سینگ لٹکتے ہیں۔ یہ سینگ پر نے جان لیا کہ یہ اب بیس کے تصور میں محو ہو گیا اور کچھ پڑھ کر اُس پر دم کیا اور کہا کہ تیرے سینگ توڑ ڈالے تو اندر چلا آ۔ وہ اندر چلا آیا۔ بعدہ پر نے توجہ باطنی اس کے تصور کو دوسری طرف پھیر دیا اور وہ کامل ہو گیا۔ یہ تو اولیاء کے طریق ہیں جنکو دلی سمجھتے ہیں لیکن بہت سی ایسی باتیں بھی ہیں جنکے ذریعہ دنیا دار بھی اپنا کام نکال لیتے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان میں حضرات کے بہت طریقے متعل میں جنکی بنیا د صرف تصور یا خیال پر مبنی ہوا و رائے بہت فائدہ حاصل ہوتے ہیں۔

اول۔ تیرہ سال سے کم عمر لڑکے کو اُس کے ناخن پر سیاہی لگا کر دکھائی دے۔
دوم۔ معمولی طور پر پندرہ کانقش لکھ کر اور اُسکی تعویذی تہ کے سوئی سے

اُسین سورخ کر دیتے ہیں اور لڑکے کو اُسین دیکھنے کو کہتے ہیں۔

سوم۔ جنوبی بند میں ہتیلی میں سیاہی کا داغ بنا دیتے ہیں اور لڑکا اپنا وہ ہاتھ اس طرح پیشانی پر رکھتا ہے کہ اُسکا انگوٹھا اوچھلکا تو ناگ کے ٹسوے پر رہتی ہے اور باقی تینوں انگلیاں ہون کے درمیان پیشانی پر اور اس طرح اس سیاہی میں جو اُسکے ہاتھ میں لگائی گئی ہے غور سے دیکھتا ہے۔

چہارم۔ پتل لوسہ وغیرہ کی انگوٹھی میں بجائے نگینہ کچھ سیاہ مادہ بہر دیتے ہیں اور ضرورت کے وقت اُس نگینہ کو چمکدار کرنے کے لئے روغن لگا کر معمول کو دکھاتے ہیں۔

پنجم۔ ولایت میں ایک قسم کی بلوری بیضہ ہوتے ہیں جنکو کرسٹل کہتے ہیں اور جنکی قیمت وہاں فی عدد چار روپیہ کے قریب ہے لڑکے کو ہاتھ میں دیکر یاد دلوار وغیرہ میں آویزان کر کے دکھاتے ہیں یہ نہایت عمدہ کم خطر طریقہ ہے اور بھی ایسے بہت سے طریقہ ہیں جنکو ہم منظر طوالت ترک کرتے ہیں۔ نہ کورہ بالا طریقوں میں لڑکا دیو پری۔ جن دیکھتا ہے۔ دور دراز ملکوں کی سیر کرتا ہے۔ خاص روحوں سے ملاقات کرتا ہے اُن سے مرض وغیرہ میں صلاح و مشورہ لیتا ہے۔ اگرچہ یہ عمل حاضرات جلسہ عام میں خطا بھی کر جاتے ہیں مگر در حقیقت بے وجود نہیں ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ بہر کبھی اسکے تمام حالات پر بحث کریں گے۔

طلم قاسمی میں تصور کی ایک عجیب مشق تحریر ہے کہ بلاناغہ سوتے وقت جمادات کی قسم سے کسی شے کا تصور کیا کرے جب اس پر تصور جننے لگے تو آنکھ کھول کر اس کا تصور کرے جب آنکھ کھولنے سے بھی وہی تصور جیسے جیسا کہ آنکھ بند کرنے سے جتنا تا تو درخت جو کے بودے ایک پہلے دوسرا پیچے جب وہ آگ آئین نو چھوٹے درخت پر تصور جائے کہ یہ بڑا ہے اور بڑے کو تصور کرے کہ یہ چھوٹا ہے۔ جب یہ تصور کامل ہو جائے تو گھری یا جو سہبہ وغیرہ چھوٹے یا نورون کے بچوں کو، ویر و رکھ تصور تہ بگنا اور ٹھانا شروع کرے جب وہ حکم کو ماننے لگیں تو بڑے یا نورشل بی و کٹ وغیرہ کو تمثیل مشق بنائے جب ان پر اختیار ہو جائے تو لڑکوں کو اسی طرح دوڑائے اور ٹھرائے پھر جوانوں کو سلائے اور جگائے جب ان پر اختیار ہو جائے تو پھر تنہا بیٹھ کر آنکھ بند کر کے ایسے مکانات کا تصور کرے جنکو دیکھ چکا ہو اور وہاں کا حال معلوم کرے جب ان کا کشف صحیح ہونے لگے تو صحیح سمت دریافت کر کے ایک شہر سے دوسرے شہر کا حال تصور کرے یا کہ معلوم کرے جب کیفیت معلوم ہو جائے تو زمین و صندوق و اعضا و اندرونی انسان کے اندر بذریعہ تصور جانا اور وہاں کے حالات دریافت کرنا کچھ شکل نہیں ہے۔

(۳) تسخیرِ ارواح۔ اہل اسلام کے علاوہ حکما بھی اس بات کے

قائل ہیں کہ جملہ اجسام روح رکھتے ہیں اور انکو اصطلاح حکما میں نفوس بلقی

دفعہ جمادی وغیرہ کہتے ہیں اور ان ارواح کا سفر ہو جانا ممکن ہے۔

پناچہ ارسطو نے لکھا ہے کہ حکیم بیدار غوس سے حکیم برہما طوس
ہمسری کا دعویٰ کرتا تھا بدینو جب بیدار غوس نے کہا کہ مریخ وزحل مجھے ڈرنے میں
اور تو میری برابری کرتا ہے اور مریخ کی مدد سے برہما طوس کے بدن میں
آگ لگا دی۔

کو اکب کے تسخیر کرنے کی ترکیب امام المتکلمین فخر الدین صاحب رازی نے
لکھی ہے اُنکے تسخیر کرنے سے امور دنیوی کا اُنکی مدد سے بسہولت تمام حاصل ہونا
بیان کیا گیا ہے۔ مگر اُس میں علم نجوم کا جاننا ضرور ہے اور وہ علم مشکل بھی ہوا سُنئے
ہم بالفعل اُسکا حال ترک کرنے میں۔ اپنے بزرگ مرشد و دیگر بزرگان دین کی
ارواح سے مدد حاصل کرنے کے طریقے مثلاً قبور پر چلے کینچنا وغیرہ مرشد کی تعلیم پر
منحصر ہیں اور اُنکا ذکر سلوک کی کتابوں میں موجود ہے۔

ایک قسم کی ناری مخلوق جو انسانوں کے بہ نسبت کسی قدر اعلیٰ طبقہ فلکی پر نمودار
رکتی ہے اور جنکو مختلف مذاہب میں مختلف ناموں سے موسوم کیا ہے۔ مثلاً
انگریزی زبان میں ایلمینٹل (ارواح عنصری)، اور ہنود کے ہان گندہ ہر و پشلاج
اور مسلمانوں میں جن و پری دیو کہتے ہیں اُنکے اعلیٰ اقسام میں اسطرح کے
نیک و بد پہلے اور بُرے موجود ہیں جس طرح کہ انسانوں میں ہیں پر انسانی
بذریعہ و بدہ باطنی اُنکے وجود کے رکبے کی کم و بیش قابلیت موجود ہے مرنے

محنت اور صحیح طریقہ پر عمل درآمد کرنا ضرور ہے ہر کوئی وجہ نہیں کہ یہ مخلوق نظر نہ آئیں
اُنکی نسبت صوح لفظوں میں یہ کہنا کہ اُنکی صورت کیا ہے؟ عادات کیا ہیں؟
بہت ہی مشکل مضمون ہے جو علم راز کی عملی واقفیت بغیر سمجھنا بہت ہی مشکل ہے
لیکن فی الحال صرف یہ جان لینا کافی ہے کہ یہ مخلوق علی العموم انسانی شکل رکھتی
ہے اور شکل تبدیل کرنے کا کامل اختیار رکھنے کے علاوہ یہ طاقت بھی ہے کہ
چشم زدن میں جہاں چاہیں چلے جائیں۔ اُنکی عادات کے متعلق مشرح تو لکھا جاتا
نہیں لیکن یہ بات دیکھنی سے خالی نہیں ہے کہ اُنکو علی العموم انسانوں سے
ایک قسم کی نفرت ہے کیونکہ اُس مادہ کو جس میں اُنکی بوہ و بیاں ہے انسان کا محض
خیال ہی گدلا اور متزلزل کر دیتا ہے جس طرح پانی میں ہاتھ ڈالنے سے یانی
کے ہر ذرہ کو حرکت ہو جاتی ہے اس طرح اُنکے مادہ قیام کو محض خیال سے تخریب
ناظر ہو جاتی ہے۔ لیکن جب کوئی شخص اُنکے طبقہ یا عالم یا مقام
بود و باش پر پہنچ جاتا ہے تو اول یہ مخلوق مختلف اقسام کی صورتیں دکھا دیتا
اپنی ناراضگی ظاہر کرتی ہے جب کوئی زبردست ارادہ والا اُنکی دیکھی میں آتا نہیں
ہے تو مجبوراً اُس سے باز پرس چوڑ دیتے ہیں یا اُس کو بدل کر یوں کہو کہ مطیع
ہو جاتے ہیں علاوہ اسکے اُنہیں ایک خاص بات اور بھی ہے جو کہ یہاں ضروری
ہے یعنی اُنہیں دل لگی کی بھی عادت ہے جب عامل اُنکے طبقہ پر پہنچ جاتا ہے
تو اُس کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمین پر ہے اور ان اُنکھوں سے اُنکو دیکھ رہا ہے

حالانکہ اسکا خالی جسم زمین پر ہوتا ہے اور اسل و لطیف جسم اسکا طبقہ اعلیٰ پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ ہر دو جسم میں کچھ تعلقات ہیں اسلئے وہ اپنے آپکو زمین پر بہتا ہے اور زمین پر ناری مخلوق کا نازل ہونا اور آنا خیال کرتا ہے نو وہ مخلوق قسم قسم سے دھمکتی اور ڈرائی ہیں ہم پیشتر لکھ چکے ہیں کہ ناری مخلوق کے مقام سکونت پر ہمارے خیالات کا اثر پڑتا ہے اسلئے اگر ہم اس خوف نہ کما میں نو وہ جھوکے مسرت نہیں پہنچتا عمل پڑتے وقت جو عامل کو عموماً ایک حصار میں مینسا ہوتا ہے جو وہ حصار کوئی عمل پڑ کر اپنی انگلی سے اپنے گرد مضبوط قوت ارادی سے لکیر کھینچ لیتا ہے یہ کیا بات ہے؟ درحقیقت حصار بھی ایک سمرزمی عمل ہے ہر انسان کی آنکھ اور اٹھلیوں سے ایک قسم کا نور بہت زیادہ خارج ہوتا ہے اسلئے جب خواہش قلبی سے وہ اپنے گرد ایک لکیر بنا لیتا ہے تو گویا ناری مخلوق کے لئے جو صرف خیال سے متاثر ہونے میں ایک ناری دیوار بنا دیتا ہے جسکی جانب وہ آئینہ سکتے اور اسی لئے اکثر عاملوں سے سنا ہوگا کہ انکو وقت عمل کچھ خوفناک صورتیں نظر آئیں مگر حصار کے باہر باہر میں اندر حصار کے کوئی داخل نہ ہو سکی۔

سایہ انسان جب کو ہمزاد کہتے ہیں اس کے ذریعہ سے بھی دور دراز شہروں سے اشیاء منگانا اور رغابت اشیاء کا حال معلوم کرنا وغیرہ بڑے بڑے کام لئے جاتے ہیں مگر ہم بالفعل اس کے حالات کی نسبت کچھ نہیں کہنے ناظرین اسکو بھی ناری مخلوق کی طرح ایک شے تصور

کر لین انشا اللہ تعالیٰ ہمراہ کی نسبت ایک ملحدہ مضمون نہایت
شرح و بسط کے ساتھ تحریر کریں گے۔ باقی آئندہ

محمد عنایت اللہ خان۔ صوفی

شادی و بیاہ

وَأَنْتُمْ لَا يَأْتِيَنَّكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ حِبَابِكُمْ

اور جو تم میں سے مجرد ہیں مرد اور عورت اُنکے نکاح کر دو اور جو تمہاری غلام اور لونڈیاں نیک ہوں اُنکے بھی۔ یعنی اسے مسلمانوں جو تم میں سے مجرد ہیں خواہ وہ عورت ہوں یا مرد بیوہ ہوں یا ناکتخدا۔ بہر حال اُنکے نکاح کر دو اور اپنے غلام اور لونڈیوں میں سے بھی جنکو نیک دیکھو اُنکے بھی نکاح کر دو۔ یہ تو قرآن مجید کی آیت تھی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اَلنِّكَاحُ مَسْتَنْبَئٌ مِّنْ رَّغَبٍ عَنْ مَسْتَنْبَئِ فُلَيْسَ مَخِيٍّ یعنی نکاح میری سنت ہے جو شخص اُس سے منہ پھیرے گا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور نکاح سے ایک فائدہ اولاد بھی ہے۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اے مسلمانوں نکاح کر کے اولاد پیدا کرو کیونکہ میں قیامت کے روز اپنی امت کی زیادہ

تو اُسے فخر کروں گا۔ نکاح کی ضرورت دنیا میں اس قدر تسلیم کر لی گئی ہے کہ اب اُسکے ثابت کرنے کے لئے کسی زیادہ بیان کی ضرورت نہیں۔ مذہبی اور تمدنی اور معاشرتی اصول سے قطع نظر جس سے نکاح کی ضرورت بدرجہ اتم ثابت ہے۔ طبی اصول سے بھی نکاح کرنا نہایت ضروری ثابت ہو گیا ہے۔ اور یہ بات مان لی گئی ہے کہ جب تمام قواؤں خدا سے توالی سے نہ نکل سکیں تو دہیت رکھے ہیں ان سے ایک ایک خاص کام متعلق ہے۔ اور یہ مقتضا فطرت ہے کہ ان قواؤں سے ان کا کام لیا جائے ورنہ اس قوت کے بیکار کر دینا۔ نظام سلسلہ انسانی میں خلل واقع ہو گا۔ مثلاً دماغ ہے کہ سمیٹ غور و فکر و انتظام دہیت رکھی گئی ہے۔ اگر ہم ایک مدت تک اس سے کام لینا چھوڑ دیں تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ دماغ بیکار ہو جائیگا۔ اور غور و فکر کی عادت غائب ہو جائیگی۔ اور اس سے جو خراب نتائج پیدا ہوں گے وہ صاف ظاہر ہیں۔ تو یہ بھی نہ دیکھنا چاہیے کہ انسان اپنے قواؤں کے تسلیہ کے بھی کام میں لائے ورنہ اُس کے روکنے سے خراب نتائج پیدا ہو جائیں گے جو بعض اوقات میں منجر بہ ہلاکت ہوا کرتے ہیں مگر سائنس دان یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان قواؤں کا کام میں لانا اسی وقت درست ہے کہ جب تک قواؤں کا پورا پورا نشوونما اور ہر حصے کی ساخت پوری طور پر مکمل ہو جائے ورنہ اُس سے اور مضر نتائج پیدا ہو جائیں گے ایسی مثال میں وہی دماغ کی قوتوں کی مثال پیش کرنا ہوں۔ اگر ہم اپنے دماغی قواؤں کے پورے پورے کام

جو ہانیکہ پیشتر دماغ پر حدت زیادہ بار ڈالیں گے تو اس سے جو مملک نتیجہ
 نکلا۔ جبکہ وہ صاف ظاہر ہے۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی تو معلوم ہو گیا کہ جوانی
 کے زمانہ میں تفصیل علم و بہت فایز ہو کر اس غرض سے کہ یہ منزل کا پورا پورا
 منتظر ہو اور سنت کی پیروی بھی عمل میں آئے اور تاکہ انسان اپنے آپ کو خوشحال
 و منفعت بخش خیالات سے بچائے۔ اور اس کے قواعد تناسلیہ اپنا پورا پورا کام دین۔
 اور اپنے خیالات اور اوقات میں اس کے ایک نیک مطیع و مفاد دہ و دہوالی
 پیدا ہو جائے جس سے دماغی کام کرنے کے بعد اس کو راحت و مسرت حاصل ہو
 نین کر لیا کریں۔ و چونکہ یہ تمام اغراض نکل جو بنے بیان کئے ہیں اسی وقت
 پر۔ ہو سکتے ہیں جبکہ نیک بی بی ٹ۔ لہذا ضروری ہو کہ ایسی عورت سے
 شادی کریں جو عقل اور شعور سے بہرہ ور ہو اور اخلاق حسنہ و دانت داری
 پر۔ سائی۔ اور شرم و حیا۔ نیک دلی۔ قواعد تدبیر منزل اور زیور علم سے آراستہ
 ہو۔ تاکہ وہ مراتب شوہر کو تہ نظر رکھ سکے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں

بدل ساغی رہے ۵

زن نیک فرمانبردار

کند مرد و ریش را پا دشت

ایک مورخ فلسفی کا قول ہے کہ نیک عورت باعث خانہ آبادی اور مرد کو
 نیک کام کا شوق دلانے والی ہے اور گھر کی سنبھالنے والی ہوتی ہے۔ یہی غرض

د فوانہ بین جو نکاح سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور جسکے لئے نکاح کی ضرورت ہے
 تسلیم کی گئی ہے اگر نکاح کے وقت یہ خیال دلمین نہوں تو اسکا نتیجہ وہی ہوتا
 جو ہونا چاہئے۔ وہ فوانہ مرتب نہیں ہونے جو نکاح سے ہوئے چاہیں
 اور آپس میں بخشش پیدا ہو جاتی ہے اور اسکا نتیجہ بربادی بخش ہوتا ہے
 چنانچہ حدیث شریف میں ثابت ہے کہ جو شخص محض مال کا طامع اور خوبصورت
 کا خواہاں ہے وہ درحقیقت پابند نفس سرکش ہے۔ اور اسکا انجام یہ ہونا ہے
 مال کی وجہ سے دلون میں میل آ جاتا ہے۔ اسی طرح چند روز کے بعد خیریت و نیک
 سے بھی محروم ہو جانا ہے کیونکہ حسن ظاہری ایک امر عارض ہے جو چند روز
 میں فنا ہو جائیگا۔ اسی لئے حکیموں نے کہا ہے کہ نیک عورت شافقت
 اور محبت میں مان کی جیسی ہے۔ اور صبر و خدمت میں لونڈی کی طرح اور
 الفت و صداقت میں دوستوں سے بڑی ہوئی ہے اور بد عورتوں کو
 ظالموں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

کسی نیک مرد کے نکاح میں بُری عورت کا ہونا گویا اسکا زندہ درگور
 ہو جانا ہے۔ بُری عورت سے اسکا شوہر ہمیشہ مصیبت اور غم میں
 مبتلا رہتا ہے جیسے کہ شیخ سعدی نے فرمایا ہے ۵

زن بد در سراے مرد نکو
ہم درین عالم است دوزخ او

زینار از قسریں بد ز نمار
وقتا رتبا عذاب النار

اس قدر بیان جو نکاح کے متعلق کیا گیا ہے اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ نکاح کیا چیز ہے اور کیونکر اس سے فوائد مرتب ہو سکتے ہیں۔ پابندی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلمان کو نکاح کی پابندی لازم ہے۔ لیکن ہم افسوس کے ساتھ دیکھتے ہیں کہ اکثر مسلمانوں نے ان تمام فوائد نکاح و پابندی سنت کو ترک کر دیا ہے اور بجائے اُسکے جاہلانہ رسومات کی پابندی شکی میں شروع کر دی ہے جس میں ایک گرا بنہا رقم صرف ہو جاتی ہے جسکی بدولت اپنے ہاتھوں سے عمر بھر کے سرمایہ کو ایک آن واحد میں محض فضول خرچہ کی پابندی میں صرف کر دیتے ہیں۔ اور پھر عمر بھر سامودن کے مست نگر ہو جاتے ہیں۔

اے قوم اسلام کے معزز اور متمول اراکین تمہاری قوم اسلام افسوسناک ذلت و ادبار کے گڑھے میں پھنس گئی ہے۔ اور ہر طرف سے افلاس و تباہی کی فوجیں اس پر حملہ آور ہو رہی ہیں۔ کیا تمکو کچھ بھی اُسکی خبر ہے کیونکہ تبین ضرور ہے۔ پھر کس نے تمہاری بزرگانہ توجہ اس طرف مبذول نہیں ہوئی۔

کیا یہ فضول شاہی کی رہیں کچھ ضروری ہیں؟ کچھ بھی ضرور نہیں۔

کیا آپکی توجہ محض ناموری کی طرف ہے۔ اگر یہی بات ہو تو تمہاری قوم اسلام کی دستگیری جس پر اب اپنے تو اپنے اغیار کو بھی ترس آتا ہے کیجئے اور پھر دیکھئے کہ اس ثواب کے علاوہ جو آخرت میں خدامِ دُعا و اُمدِ الجلال کی طرف سے عطا ہو گا۔ کس قدر ناموری آپکی اس دنیا میں ہوتی ہے فیضولِ رحمن کیا بہن زیادہ سے زیادہ زمین چار روز میں اس کا خانہ ہو گیا۔ اور پھر کوئی اگلی نشانی باقی نہیں رہ جاتی مگر اگر آپ قوم اسلام کی ترقی دلوں کے گوششِ حرا میں گئے تو نہ صرف موجودہ دنیا آپکی شکر گزار اور رہے گی بلکہ تمام آنے والی نسلیں تمہاری اس بہت بڑے بانی کے کاموں کو تاریخ کے صفحوں پر دیکھ کر انکو اپنی قوم کا بستی سے ترقی کے زینہ تک پہنچانے والا خیال کرینگے۔ اور نجات و بندہ فرشتہ کی طرح تمہارا نام صفحہ ہستی پر ہمیشہ کیلئے ثبت ہو جائے گا۔ ابھی وقت باقی ہے اور بہت کچھ کرنا ہے۔ تمہاری دولت ہی ہے کہ جس سے اب تمہاری عاجز آمد و قوم ترقی کر سکتی ہے کیا ایسے وقت میں آپکو کچھ اسکی طرف توجہ ہی نہو گی۔

ہمارے مقدس مذہبِ اسلام نے نکاح کا کام ہم پر بہت ہی آسان کر دیا ہے۔ اور ہم میں کہ خواہ مخواہ مشکل میں پھنسے جاتے ہیں۔ تو انچ اسلام سے ثابت ہے کہ اس زمانہ میں جو نورِ سومات ہندو ہم کو تے ہیں اُسکو ہمارے پُرانے بزرگوں نے کبھی نہیں کیا تھا۔

۲

ہینج خفا
منہ دہکتا
میں تپائی بی

خلیفہ مامون کی شادی کی کیفیت جو مشہور سنہ اور کتب نواسخ میں موجود ہے گو اس شادی میں نہایت ہی دہوم و ہام کی گئی تھی مگر وہ ایسی تھی جس سے محض فضول باتوں میں بیدار بے رو بہ صرف ہو۔ بلکہ اسکا نفع ساری قوم کو پہونچا۔

خلیفہ مامون نے بوران بنت حسن بن سہل سے شادی کی جس نے اپنی لڑکی کلہ حمیر لاکھوں روپیہ کا دیا تھا۔

اسنے مامون کی سلطنت کے اعلیٰ عمدہ داروں اور فوج کے سپہ سالاروں کو عمدہ عمدہ جوڑے تقسیم کئے اور سترہ روز تک بڑے ہی تکلف کے ساتھ تمام عمدہ داروں کی ضیافت کرتا رہا۔ جہیوں پر اپنی جاگیرات کے نام لکھے اور انکو مامون پر سے نثار کیا مہاجس شخص کو جو چٹھی ہاتھ لگ گئی اسکو وہ جاگیر جو جو اس چٹھی میں لکھی ہوئی تھی فوراً دیدی گئی اور مامون پر سے بہت سے جواہرات نثار کئے گئے جس سے سیکڑوں اشخاص جاگیردار اور مفلس صاحب مال و دولت ہو گئے۔ چنانچہ اب بھی عرب میں بہت ہی عمدہ طریقہ ہے وہاں نہ سہرا ہے نہ مندی نہ سا بچی نہ بی بی کی صحنک اور نہ خضر کے جہاز۔ نہ روشنی۔ نہ فضول نقارے و شادیاں۔ نہ رتیلوں کا ناچ نہ قوال نہ بانڈ۔ یہ سارے نفور سومات ہیں کہ جنکو ہماری قوم کا ایک پڑا حصہ بمنزلہ فرض کے سمجھتا ہے اور اسکی پوری پوری پابندی

کرتا ہے۔

العظمۃ شد جاگیردار ہوں تو جاگیر رہن رکھ کر قرض لینے ہیں پھر تمام عمر مفلس سا ہو سکے تا بعد از بنے رہتے ہیں۔ ساہو کی مہربانی سے ماما ز جو کچھ عنایت ہوتا رہا اسی پر انکی فوت بسر ہوئی ہے اگر ملازم ہوں اپنی تنخواہ کا ایک بڑا حصہ ہر مہینے میں ساہو کی تندر کرتے ہیں۔

محکمہ رجسٹری میں جہان رجسٹری ہوتی ہے ہر روز کئی حضرات شادی بیاہ کرنے کے لئے اپنی املاک ساہو دون کے نزدیک رہن رکھ کر قرض لینے ہیں اور قبالہ کی رجسٹری کر داتے ہیں اگر کوئی جاگیردار یا ملازم تو ہیں لیکن انکی جاگیر یا عہدہ اس لائق نہیں کہ انکی دلی مناسکے موافق شادی کر رسومات ادا ہو سکیں تو یہ حضرات ناکتخدا لڑکیوں کو اپنے مکان میں بیٹھا کہتے ہیں۔ بیجاری ناکتخدا عورتیں شہم کی وجہ سے اپنے بزرگوں سے کچھ نہیں کہہ سکتیں مگر انکی زندگی کے دن تلخ ترین عذاب اور مصیبت سے بسر ہوتے ہیں مگر افسوس ہے کہ انکے بزرگوں کو انکے درد دکھ کی کچھ بھی پروا نہیں ہوتی اگر وہیں تو وہ آخر کار انتظار سے تھک کر قریب شیطانی کے اسیر ہو کر اپنے نفس سرکش کے دھوکہ دہی سے ہادی برحق کے خلاف کرنے لگتے ہیں جسکے مضر نتائج کے بیان کرنے سے افسوس ہوتا ہی یہ سب کچھ ہوتا ہے مگر انکے بزرگوں کے کان پر چون تک نہیں رہتی۔

اگر اُنہیں کسی اللہ کے بندے نے کبھی کوئی اس بات کا ذکر چھیڑ دیا تو کیا جواب دیتے ہیں کہ کیا کر بن مجبوری ہے سرِ دست شادی کا ہار اُٹھانا ممکن نہیں۔

اسے زمانہ کے اندھیروں میں حیران اور سرگردان پیشعل ہدایت کے طالبو باوجود ان تمام بُرائیوں کے ان بُرے رسومات سے باز نہیں آتے آتش بازی چوڑنے ہیں اور رسومات کے ہمراہ آرائش و چین رکھتے ہیں اور اسبکو بڑا فخر سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان محل رسومات کے پابند ہونے سے نجات ملنے کوئی فتور نہیں آتا اور نہ ہماری شرع نے بھی انکی اجازت دی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اس خواب غفلت سے اپنے آپکو نہیں بیدار کرتے اور اُن بے وجہ رسومات کی پابندی کر کے دین و دنیا میں ذلیل ہوتے ہیں دیکھئے ہمارے پیشوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے نجات کا جو طریقہ مقرر فرمادیا ہے وہ کس قدر آسان ہے مگر ہم اپنے ہی ہاتھوں سے مبتلائے ریخ و الم ہونے ہیں اور عذاب و مصیبت کے نشانے بنتے ہیں جسکا کوئی علاج نہیں۔

اے خداے ذوالجلال تو انکو چشمِ نبیادی کہ وہ دیکھیں کہ انکی قوم کی کیا حالت ہے اور اس سے وہ کچھ عبرت حاصل کر بن جو مبلغ آتش بازی اور نور رسومات میں صرف ہوتا ہے وہ اشرف۔ ہے اللہ تعالیٰ مسرتو مینی

قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَبْذُرُوْا رِجَالَكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ اِنَّ الْمُبْذَرِيْنَ كَالْاَوْثَانِ
 قَوْمٌ لَا يَنْفَعُوْنَكُمْ شَيْئًا اِنَّ الشَّيْطَانَ لِرَبِّهِ كَفُوْرًا۔ یعنی مال یہود نہ اڑاؤ یہودہ اڑاؤ والے شیطان کی
 مالی بین اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے۔ اگر ان اغویات میں مال برباد کیا جائے
 ورنہ منافع عامہ کے کسی کام میں صرف کیا جائے تو اس سے خود ان کا کس قدر فائدہ
 ہوگا اگر کل حضرات اپنے محنت و مشقت کی کمائی صرف ٹھاٹھ جھانکے لئے خرچ
 کرتے ہیں اس سے وہ ایک محتاج خانہ کیلئے مدد کریں تو اس سے کیا بہتر ہو سکتا
 ہے اور اگر فقیر و نکو کہلایا جائے تو بھی مناسب ہوگا استنبازی و معمل کاموں کے
 مبلغ سے ضیافت طعام و لیمہ کر کے جو ایک سنت طریقہ ہے ایک پر تکلف
 عام ضیافت دیجائے تو ہزار ہا اپنے ہم وطن غریب مسلمانوں کو ایک وقت کا کہاں
 میسر آویگا۔ میں نہایت ہی عزم سے بیان کرتا ہوں کہ شادیوں کے ان یہودی
 رسومات کے مبلغ اگر فقراء کو تقسیم کئے جائیں تو کوئی مسلمان مفلس باقی نہ رہے گا
 مانوس۔ تم اہل نیک و طیفہ مقرر کر کے ان کو تعلیم دیجائے اور صنعت و حرفت
 سے مدد دے دو۔ ہمارے قوم میں ترقی ہوگی یا ان بد اعمال
 انکو چندہ دیا جائے تو ہماری آئندہ نسلوں

تریاق افیون

چونکہ افیون میں ایسی سمیت ہے جس سے اکثر افیون خوردہ ہلاک ہو جاتی ہیں خصوصاً اطفال خرد سال کو نہایت معوبت ہوا کرتی ہے۔ اور جو آلہ زہر کش طب انگریزی میں ایجاد ہوا ہے اکثر اس سے بھی زہر کھینچنے میں ناکامی ہوئی ہے بلکہ اگر افیون معدے سے گزر کر سرایت اخلاط میں کر جائے تب تو کلیتہً یہہ الہ بیکار ہے۔ پس میں اپنے اس تجربہ کو براے اطلاع عام مشتہر کرتا ہوں اور اسکا خاصۃً نفع ایسا قوی ہے کہ اگر افیون کی سمیت کسی درجہ کیوں نہ پہنچ جائے یہہ تریاق معدہ میں پہنچتی ہے تمام زہر کو خاک کر دیتی ہے اور چشم زدن میں افیون خوردہ صمغ ہو جاتا ہے۔

تمام اہل اخبارات اپنے اپنے اخبارات میں درج کر کے عامہ ظالیق کو اس کے
اطلاع دینا فرض سمجھتے ہیں فقط

المشخص

خادم الاطبا سید پادشاہ علی ضیا
مقدمہ عالیجناب نواب بہار الدولہ بہادر

ناول!

ناول!!

ناول!!!

مطلع خورشید

برقہ نما - ایچ الہ بخار - اکش برشاوہیاوریشکار وزیر افغانی
 بعد از شمس بہشتیانی - رپہ نہ رشاد دگر - حال یہ ہے اسے
 خورشید را کہ یک - ہاویں -
 یہ قہر کیا ہے کہ بارک اللہ قدرت - بہشتیانی
 نے اسے "ان کی ہے۔ اس کے کل حقوق ہمارا جہ ممدوم سے محمد ہمد
 بہتم تعمیرات و دار - نمہ اینہ خانہ کو بطیب خاطر عطا فرمائے قیمت فجلد و در -

المشیر

محمد عبداللہ صاحب - بن ماسہ الیوم -

ساکن کوچہ دہ کہن لال متونی حیدر آباد

نمبر ۱۰

نام مصنف

۱	۲	۳	۴
عالمی بزرگ دانشور و قلم کار	بقیہ	۱	۱
جناب قادر مرقض حسین صاحب	بقیہ	۲	۲
جناب محمد کمال الدین علی صاحب	بقیہ	۳	۳
جناب محمد علی صاحب	بقیہ	۴	۴



قہ سلامت زبونہ پس

ہر برس کے ہوا س مزار

تقیہ وید

سلسلہ کے لئے دیکھئے ویدہ آصفی نمبر (۵)، جلد (۴)،
 اس وید کے دوسرے حصے کو جو مادہ ہون ونا سا کہا سے
 متعلق ہے۔ یہاں پر ہمنا کہتے ہیں وہ بھجنوں سے کہیں یاؤ
 جامع ہیں۔ اس میں ۶ کتابیں لینے کا انداز ہیں انکے دو حصے ہیں
 لینے بہا کا پہلے حصے ہیں دس کتابیں ہیں۔ دوسرے میں چار۔
 ۴۰۔ آدھیا میں ہیں ہر کتاب میں مختلف مختلف اور یہ آدھیا میں
 مختلف نصاب ہیں۔ ایک اور طرز تقسیم باب یعنی تقسیم پر اتھ کا کل
 جلد میں ہے۔ برہمن میں چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اور جملے ہیں لینے
 کند کا اور یہ دونوں طرز تقسیم کے ماتحت ہے۔
 جو دو کتابیں جو اس حصہ وید کے متعلق ہیں انہیں سو لکھ ہیں اور

یہ مطابق ہیں ۶۸ بابون کے مختلف ابواب کی کل تعداد جنکو پچاس کتب میں چار سو چالیس ہیں۔ کند کا کی تعداد ۶۲۴ ہے۔

اسی طریق سے ان بابون کا حال ہے جس میں مذہبی قواعد و رج ہیں پہلی اور دوسری کتابون میں ان رسوم کا ذکر مذکور ہے جو بدرو بال کے وقت میں کجائی ہیں۔ اور اس میں الگنی یعنی آگ کی قربانی ہوتی ہے تیسری اور چوتھی میں سوما کے عرق کے تیار کرنے کا بیان ہے۔ اور مختلف رسوم دیگر کا ذکر ہے مثلاً جیوت سوما۔ پانچویں میں صر واجیا اور راجا سوما کا ذکر محدود ہے۔ اسکے بعد جو اور چار کتابیں ہیں ان میں بھی آگ کی قربانی کے طریقوں کا بیان۔ اور دسویں میں ان رسوم کے فوائد کا حال ہے اسکا نام الگنی راہاسیا ہے۔

دوسرے حصے کے پہلے تین کتابون میں حسب بیان شارحان شاستر سائر امنی اور رشو سیدھا کا تعلق ہے اور چوتھے حصے میں جو آخری حصہ ہے وہ علم فقہ کے متعلق ہے۔ اصل میں تیرہویں کتاب میں خاصکر رشو سیدھا کہتے ہیں اور چوتھی کو درہارا انیکا کہتے ہیں۔

نواں باب

سیاہ نجبرویا

تینتہرہا یعنی سیاہ پاجوز میں فترون کے بارے میں

سفید یا جوڑ کی نسبت جامعیت زیادہ ہے مگر رگ وید میں اس
کسب بڑھ کے جامعیت ہی اسکی منتہا یعنی تدوین بجن سات کتابوں
منقسم ہے جسکو اشٹکا کہتے ہیں۔ انین پانچ سے لیکر آٹھ تک لکچر
یعنی اوسہ یا۔ ہر لکچر اپنے باب میں دفعات ہیں یعنی انوداکا۔
تیسری اور چٹی کتاب میں برابر باب ہیں مگر اور کتابوں کی کیفیت
کہ کسی میں کم ہیں کسی میں زیادہ۔ کل تعداد ساڑھے چھ سو سے
زیادہ ہے۔

ایک اور طریقہ تقسیم کرنے کا بذریعہ کا نڈا زہید میں بیان کیا گیا ہے
اس تقسیم کے مطابق ہر کتاب یعنی کا نڈا میں مختلف امور کا بیان و جہز
اسکے علاوہ خود سنتھ میں تین پر کا دفعہ میں شمار ہوا و مفصل بیان۔
پہلی و نمہ میں بجنوں کی تدوین پہلی دفعہ یا جوڑ کے بالکل مطابق
اور موافق ہے مگر اور سب میں اختلافات ہے اور بیانات کی تقسیم میں
تفاوت ہے دونوں دیدون میں بہت سے بیانات قریب قریب
یکساں ہیں مگر کچھ کچھ فرق بھی ہے۔ جس رسم کو راجا سو یا کتھین
اس میں ایک کڈا جو مطابق آٹھ پر اسنا کے ہوا اور انکا ذکر پہل کتاب
اسٹیکا میں ہے اور اوکی قبل دو کا نڈا میں متعلق و اجا پیا اور میں
یہ بھی ذکر ہے کہ طرح رسوم ادا ہوں۔ اسکے قبل کے برہمن چودہ دفعات

چا کاندون مین آگنی کا بیان ہے جبکہ ذکر تفصیل کے ساتھ چوتھی اور
پانچویں کتاب مین ہی۔ قربانی کا ذکر دوسری مین ہے اور پہلی کتاب کے
لکچر اور چہٹی کے کئی لکچرون مین ہے

ساتویں اور آخری کتاب مین اس بیان کا سلسلہ جاری ہے
جنہن زیادہ ترجیو تشما کا ذکر ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ عرق سوما
کیونکہ تیار ہوا اور کیونکہ پیا جائے۔

اسومید ہا؟ رمید ہا۔ اور تپرمید ہا کا اپنی اپنی حلقہ پر ذکر ہے
یعنی بجنو نکی تدوین مین۔ اور اس وید کے دوسرے حصہ مین بھی ہے

شاد عفی عنہ

بقیہ صنعت

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبیرہ اصفی نمبر ۵، جلد ۴،

پینٹ [پینٹ] یعنی رجسٹری، کا اہی کوئی قانون نافذ نہیں ہوا ہے تاہم سٹارٹ میں محمد ندیم اللہ صاحب کٹالہ سابق مجسٹریٹ بین بلی نے اپنے نوایجاد حق کی رجسٹری کروائی اور سٹارٹ میں سید شاہ ثانی حامد اللہ قادری و سید علی کہنی نے اپنے نوایجاد آلہ سمار چاندوشی کی رجسٹری کروائی۔

پینٹ مجلس مالگنزاری میں ہوتی ہے جس سے صناعتوں کے منفعیت مقصود ہے اور اسکے لئے سرکاری قانون کا نافذ ہونا بہت ضروری ہے۔

صناعتوں کے ساتھ سرکاری رعایت [ہا۔ی۔مربان سرکار عالی کو اپنے ملک کی

خود کی موجودہ اعلامیہ شہر پور سٹارٹ صفحہ ۹۲۱۔

ترقی کا بجد خیال ہے چنانچہ ناظم زراعت و تجارت بصرہ ایک معتد بہ رقم موجود ہے جن کے بعد انتقال کے صیفہ زراعت و تجارت مجلس مالکنزاری کے تفویض کیا گیا۔ اور سرکاری دفاتر میں ملکی اشیاء کے استعمال کے لئے کشتیات ہی نافذ ہوئی ہیں اور ہزار ہا روپیہ لائے نایشی اشیاء کے لئے منظور ہیں جو صنایع اپنی صنعت وغیرہ اس وجہ ترا دن میں لاتے ہیں انکو انعام ہی ملتا ہے چنانچہ قلعہ راجورہ ضلع بیدر میں ہر سال جو نومبر کے ماہ میں میلہ ہوتا ہے اس میں صرف گھوڑوں کے نایش کا انعام الٹا ہے مقرر ہے۔

حسب سفارش صوبہ دار صاحب اورنگ آباد بلحاظ ترقی مصنوعات
 المہدہ اورنگ آباد تین سال کا محصول کثرت گیری مصنوعات پر معاف
 کیا گیا تھا اور قحط سالی کی وجہ کوئی ترقی مصنوعات میں نہیں ہوئی اس لئے
 دوبارہ بے سفارش صوبہ دار صاحب اورنگ آباد اردی بہشت کے لئے
 تین اور تین سال کے لئے محصول معاف کیا گیا۔

اور اسی طرح سے حسب سفارش صوبہ دار صاحب صوبہ بیدر
 نارائن پیٹھ کے ساڑیوں کی ساخت کی غرض سے ۱۰ شہر پور شہر
 ساڑیوں پر محصول برآمد کثرت گیری تین سال کے لئے معاف کیا گیا۔
 نیل کی کاشت کے نسبت سخت قیود تھے بلحاظ صنعت رعایا

قیود اٹھا دئے گئے۔

کشنر صاحب قحط کی تحریک پر امداد صنعت و حرفت نامہ پیر
کا دیگرون کو بچپیس ہزار روپیہ انکی صنعت و دستکاری کے امداد کے لئے
بطور تقادی دئے گئے۔

یہاں تک پہنچے موجودہ حالت کا بیان کیا اگر ہم اس بیان کو غلام
کرنا چاہیں تو اس طرح ادا کر سکتے ہیں۔ سہ کار عالی اپنے ملک کی
ترقی کے لئے کوشاں ہے اور جہاں تک ہو سکے وہ اس میں
نہیں چوکتی۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت حضور انور نداء اللہ ملکم سفر کلکتہ سے
مراجعت کے وقت ہزار ہا روپیہ کا اسباب صنعت ملکی
گلبرگ شریف میں خرید فرمایا تھا۔

اور محمد حسین خان مرحوم کے وقت بین نمائش کا ہوا بنفوشہ
کو لا جانا اس توجہ کو بیان کرتا ہے جو سرکار مالی کو اسباب میں حاصل
قدیم صنعت کے کسی قدر آثار رہ گئے ہیں مگر ان کے باقی رکشہ و ترقی
دلانے کے لئے کوئی مستقل اور شاندار توبہ نہیں۔ جدید قسم کے کارخانجات
ایک حد تک قائم ہوئے اور دن بدن ہونے کی امید ہے۔ مگر جس قدر
مہونی چاہئے تھی اس کے لحاظ سے کچھ نہیں۔ ہر ملک کے صنعت کی

ترقی کا اندازہ مال و درآمد و ہر آمد کے اندازے سے ہو سکتا ہے
وکن کا نقشہ ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

تختہ درآمد و برآمد غلہ و غیرہ مالک محسوسہ کا مالی

درآمد اشیا	قیمت آمد	برآمد اشیا	قیمت شیا
غلہ	۱۵۰۸۲۰۰۰	غلہ	۳۱۹۳۰۰۰
پارچہ	۹۳۳۰۰۰	پنبہ	۹۳۳۰۰۰
سوت	۳۹۱۰۰۰	السی	۳۳۱۹۰۰۰
یشم	۱۱۵۰۰۰	تل	۱۴۵۶۰۰۰
منک	۲۸۸۳۰۰۰	تخم ازندی	۵۲۳۶۰۰۰
شکر	۲۱۶۶۰۰۰	مونگ پہلی	۸۳۰۰۰
میوہ جات	۱۰۹۹۰۰۰	بتل	۹۸۶۰۰۰
گردچوب	۹۶۰۰۰	روغنات	۵۹۰۰۰
موشی	۲۹۵۳۰۰۰	چومینہ	۱۶۰۰۰
ظردہ سی و ہنجی	۳۴۰۰۰	پارچہ	۱۱۵۳۰۰۰

درآمد	رسم	برآمد	رسم
لوا	میلو ایک	چرم	میلو ایک
چومینہ	لوا دو ایک	مریشی	لوا دو ایک
دیگر اشیاء	لوا دو ایک	دیگر اشیاء	لوا دو ایک
متفرق اشیاء در آمد معافداران	میلو معاف		
جملہ رسم	لوا ایک	جملہ رسم	لوا ایک

اس نقشہ سے جو بابت ۳۰۰۰ روپے معوم ہو سکتا ہے کہ ملک سرکاری
مین و درآمد کے مقابلہ میں برآمد کو چھی نہیں۔ اور اسکی مناسی کے بعد گویا
سالانہ تین کروڑ روپہ ملک کے باہر نکالا جاتا ہے۔

بولٹیکل اکائی کے اصول کے مطابق اس قدر کثیر رسم کا باہر جانا
ملک کے حق میں کس قدر خطرناک ہے اسکو ہر ذمی ہوش سمجھ سکتا ہے چنانچہ

ملکیوں کی خدمت میں اہتمام

اے معزز ملکیو ہننے دکن کی صنعت و حرفت کا بیان کرنا اور دکن کی
صنعت و حرفت کی حالت چرغ سحر کی جیسی حالت ہو رہی ہے اگر
اب بھی ملکی امیر اور سربراہ آدرہ اشخاص کو شش نکرین تو بہت جلد
خاتمہ ہو جائیگا ہمیں چاہیے کہ جہانگیر کے ملکی اشیاء کا استعمال کریں اور واقعی

جب عمدہ چیز ہمارے ملک میں تیار ہوتی ہے تو پھر خیر سے کیوں لین اور جو چیز ملک میں تیار نہیں ہوتی ہے اسکے لئے مضائقہ نہیں۔ اور -
صناع جو اپنی مفلسی کی وجہ سے ترقی نہیں کر سکتے انکی مدد کریں اور انکے کارخانہ اپنی نگرانی میں رکھیں جس سے کئی فائدہ ہیں اسکو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے مثلاً آپ کو روپیہ کا نفع ملیگا اور صناع کو روزی صنعت میں ترقی صناع بے خوف و خطر دل جمعی سے کام کیا کریں گے کیونکہ یہ سہکاری ملازمن سے خوف کرتے ہیں کہ کہیں انکی ناجائز طلب سے تباہ نہ جائیں جب آپکی سرپرستی ان پر ہوگی تو وہ بے خوف خطر رہیں گے۔

سرکاری عمدہ داران سے اسید ہے کہ وہ موافق گشتی سکرار کے ملکی اشیاء کے استعمال میں ہر وقت کوشاں رہیں گے۔

ہمارے معزز ناظرین کو جاپان کی نظیر دیکھنی چاہئے صنعت و حرفت آج ایشیہ کے لئے باعث فخر اور بورپ و امریکہ سے سخت دشمنی مقابلہ کر رہی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ترکی میں بھی اب ویسی صنعت و حرفت کو ترقی دینے کی روح بڑی تیزی کے ساتھ قوم میں پیل گئی ہے۔

چنانچہ خود حضرت امیر المومنین سلطان اعظم نے حکم دیا ہے کہ اپنے تمام ملبوس خاص میں ویسی اشیاء ہی استعمال کئے جائیں اور

اسی طرح تمام دفاتر وغیرہ کو بھی تاکیدی احکام دئے گئے ہیں بہت سے
کارخانہ قریح ایشیائی صنعت کو زندہ رکھنے کے لئے قائم ہوئے ہیں
جن کی شہرت یورپ تک ہو چکی ہے اور سب سے بڑا کرباز ریلوئی سن
کی تیاری بھی ہو رہی ہے جب کہ ہماری ایشیہ بین ایک ایسی ترقی کی
رجح کا نشان نظر آ رہا ہے تو پھر بارادکن کیوں پیچھے رہے جو
بلحاظ رقبہ وسعت ملک وغیرہ کے یورپین ممالک سے ہرگز کم نہیں ہے۔
اس وقت ناس۔ شہر کے امیر ابن امیر نواب سلطان الملک سار

جنہوں نے بادیو ریس کے سیانستے بے انتہا تجربہ حاصل فرمایا ہے
جس سے ملک کی بہبود و ترقی کی غرض تھی وہ اپنا خوب جلوہ دکھائی
نواب صاحب مدد ت بیوم پیٹھ میں تیل نکالنے کا کارخانہ قائم فرمایا ہے
اور نواب صاحب نے اس کارخانہ کی افتتاح سے صرف ملک کیوں پر
احسان ہی نہیں کیا بلکہ حمید رآباد میں ایک عمدہ کام کی نیو قائم فرمائی ہے
اور تمام ملک کیوں کے لئے ایک پیشوا بن گئے ہیں۔ اور امید ہے کہ اب
دوسرے امراء بھی اس قسم کے کارخانوں کی افتتاح کے لئے مستعد
و آمادہ ہو جائیں گے چنانچہ نواب اعظم علی خان صاحب اور حاجی
سبحان لال صاحب اور سید عبدالرزاق صاحب قابل شکوہ ہیں
جنہوں نے بلحاظ ہمدردی ملک تیل اور آٹے کا کارخانہ جاری فرمایا اور

شکر کا کارخانہ تیار اور عنقریب کہولا جائیگا لاہ ہے خدائے رب العرش
ہمارے تمام ملکین کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اپنے ملک کی اصل
ترقی و بہبودی و رفاه عام میں کوشاں ہوں۔ اور وہ دن ہم اپنی آنکھوں
دیکھیں یہ کہ حیدر آباد ایک اسلامی سلطنت کا دار الخلافہ ہے اسی طرح
ایک بہت بڑا مرکز تجارتی اور صنعتی کارخانوں سے مالا مال ہو جائے
اور اسی طرح ہمارا ملک و کن پہ اپنے قدیم فخر کو حاصل کرے۔

ہم نے سنا ہے کہ نواب بشیر نواز جنگ بہادر صوبہ دار صوبہ اوزبک آباد کو
ملکی مصنوعات کے ترقی کا بڑا خیال رہا کرتا ہے اگر کل عہدہ داروں کو
اسی طرح خیال پیدا ہو جائیگے تو بہت جلد صنعت و حرفت میں ایک
عظیم الشان ترقی نظر آئیگی فقط

قادر مرتضیٰ حسین

بقیہ تحریر تمام ترقیوں کی جڑ ہے

سلسلہ کے لئے دیکھئے دیدہ آصفی نمبر (۵) جلد ۴،

کیونکہ پچھلے حکماء سقراط و ارسطیب و ہرقلس و فیثاغورث و ذمیقرطیس و کسنوفانس وغیرہ کے سبب فلسفیانہ کو تحریر ہی لباس نہیں ملا تا بلکہ ان کے جمعہ دونوں اور شاگردوں نے محض ادھوے اور نامکمل محفوظ رکھے تھے بخلاف اسکے ارسطو کے کل فلسفیانہ سبیل نے تحریر و تکمیل کے سبب رواج عام حاصل کر لیا تا جو پچھلے زبان عربی کا سہرا دکھلا سکتا ہے اگر فلسفیانہ قدیم کے مکمل خیالات تحریر کے ممنون ہو جاتے تو ممکن تھا کہ فلسفہ کا ابوالا سقراط محروم رہ جاتا اور اسکا ایک شاگرد ارسطو امام الفلسفہ کہلاتا اسلام کی فلسفیانہ ترقی بھی محض تحریر کا نتیجہ ہے کیونکہ اگر یونانیوں کے خیالات بذریعہ تحریر مسلمانوں کے ہاتھ نہ لگتے تو ممکن نہ تھا کہ فلسفہ کی طرف اونکا رجحان ہوتا اور وہ فلسفہ میں اسبقہ رتقی کرتے اور آخر میں

الحاد کے زور کی وجہ علم کلام کی بنیاد پڑتی اور امام غزالیؒ و امام رازیؒ وغیرہ سے متکلمین کے نام سے تاریخ اسلام کا زریب ہوتا ایک ابن رشد ہی کو تو جس کے نسبت عام میں بھی خیالات رائج ہیں کہ وہ ارسطو کے فلسفہ کا محض مترجم تھا مگر غور سے دیکھا جائے تو اوس نے ترجمہ میں ارسطو کے اکثر غلطیوں کی اصلاح کی ہے اور کل یورپ میں ارسطو سے مقدم مانا جاتا ہے بھی وہ ابن رشد ہے جس کا فلسفہ تین سو برس تک جرمن سے متمدن ملک میں رائج رہا دنیا میں ہزار ہا کامل آدمی گذرے ہیں لیکن اگر کسی کامل کے تصنیف یا اوس کے حالات زندگی نے تحریر کا احسان اُٹایا ہے تو اس کا نام آفتاب نصف النہار کی طرح آج بھی روشن ہے اور اگر کسی کامل آدمی کی کوئی تصنیف نہیں یا اوس کے حالات زندگی کو تحریر ہی لباس نہیں ملا تو کوئی جانتا ہی نہیں کہ وہ کون تھا اور کس فن علم میں کمال رکھتا تھا اور ملک کی اس نے کیا خدمت کی اور ملک نے اوس سے کیا فائدہ اُٹایا۔ اہل یونان نے علم کو جس ترقی کے درجہ پر بھونچا یا تھا وہ صرف تحریر ہی کے سبب اور تحریر ہی کے ذریعہ ہم کو معلوم ہو سکا ہے اور اسلام نے یونانی ترقی کی سطح سے علم کو جس معراج پر بھونچا یا وہ اسی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے تحریر ہی نے اسلام میں ایک ایک شخص سے متعدد مجتہدانہ کتابیں تصنیف کرائیں اور مصنف کے خیالات عام لوگوں میں پھیلائے اور مسلمانوں کو

ترقی کے اس زینہ پر پہنچا یا کہ آج کل متمدن ممالک کو اسپر بچہ رشک ہے اور یورپ عرب کا شاگرد کھلانے کو اپنا فخر سمجھتا ہے یورپ آج اپنے عملی کارناموں پر جب قدرنا کرے بجا ہے۔ مگر علمی میدان میں اس کا ایک قدم اسلام سے آگے نہیں موجود، کتب عربی چاہے یورپ کے علمی مقابلہ کے لئے ناکافی ہوں مگر افسوس کہ اسلامی علمی ذخیرہ اگر تاتاریوں کے سیلاب سے بغداد میں اور یورپ میں تعصب سے انداس اسپین میں بچ جاتا تو ہم ثابت کر کے بتلاتے کہ اسلام علمی میدان میں کمان قدم مار رہا ہے سلسلہ تصنیف و تالیف نے دنیا میں ایک عظیم انقلاب پیدا کیا اور آدمیوں کو ضخیم کتابوں کے نقل کرنے اور فائدہ اٹھانے میں دقت واقع ہونے لگی اور ایک ایک کتاب کے لئے کی جلدوں اور ایک ایک جلد کے ہزار ہا صفحوں نے آدمیوں کی بہتین پست کردین اور کتب کا نایاب ذخیرہ اس اہم مزارعت سے مامورین رواج پانے سے محروم ہو گیا ضرورت نے کسی اور ایجاد کی بنیادی اور پیدائش کو ملک میں پیش کر دیا جو بس نہ صرف موجودہ ترقی کی بنیاد پڑی بلکہ کل قدیم کتب نے جو حوادث نامہ ہی بچ گئے تھے موافق قول اہل ہنود و سراجیم لیا یا دوسرے لفظوں میں کہا جاوے مصنفوں نے دوبارہ زندگی پائی۔ یورپ میں چھاپہ کی ایجاد پسند ہوئی۔ عیسوی میں ہولی اور سب سے پہلے جو کتاب چھاپی گئی وہ انجیل مقدس تھی۔

یہ فن ابتداء پاویوں کے ہاتھ میں رہا مگر ایک حیرت انگیز ترقی کی بنیاد
 ہونے کے سبب کل دنیا میں برقی قوت کی طرح بہت تیزی کے ساتھ پھیل گیا
 اور روز بروز نئی نئی تراشوں اور جدتوں کے ساتھ ترقی کے زینہ طے کرتا رہا
 یہاں تک کہ آج انٹوبل مشن نے کل دنیا میں ایک حیرتناک بلڈیل ڈال دی
 اس کل میں چار چہ یا آٹھ صفحوں کے ۹۶ ہزار کاپیوں ایک گنٹھ میں چھپ
 جاتی ہیں یہ پرچے ایسے حیرت انگیز سرعت کے ساتھ چھپتے ہی نہیں بلکہ کٹے
 اور بنائے اور تہ کے جاتی ہیں یا بالفاظ دیگر جس وقت سے کاغذ روٹوں پر
 لپیٹے جاتی ہیں مشین ہر ایک عمل خود ہی کرتا ہے حتیٰ کہ اخبار خانوں میں کٹنے
 کے قابل ہو جاتے ہیں فی گنٹھ ۹۶ ہزار پرچوں کے یہ معنی ہوئی کہ ایک
 منٹ میں پندرہ سو پرچے چھپ کر تیار ہوتے ہیں ماسکینڈ کی سوئی کے
 ایک دفعہ تک دورہ کرنے میں ۲۵ پرچے چھپتے ہیں اسی حیرت انگیز ایجاد
 پریس کا طفیل ہے کہ آج لندن کے کتب خانہ عام میں ساٹھ تین لاکھ
 اور برٹش میوزیم میں اکیس لاکھ اور انڈیز اد کیمرج یونیورسٹیوں کے متعلق
 لائبریریوں میں چھ چہ لاکھ علاوہ ازین مینوٹیل بوڈ کے قائم کردہ
 سوسائٹیوں میں ایک ایک لاکھ کتابیں موجود ہیں پریس نے صرف
 کتب کا کافی ذخیرہ ہی نہیں فراہم کیا بلکہ اخبارات و صد ہا علمی میگزین بجا
 شائع کرائے جو ملک و قوم میں ترقی کا جوش پھیلانے کا آلہ اور قہرذات میں

گری ہوئی قوموں کے مصلح رفا بر نیال کئے جاتے ہیں علمی و عملی ترقیوں میں
جو کچھ کوششیں کی گئیں اور کیا رہی ہیں اور جو کچھ سرمایہ جمع کیا گیا اور جمع کیا
جا رہا ہے وہ صرف تحریر ہی کے سبب مروج و محفوظ ہے۔ اور عام میں
ایک برقی قوت پیدا کر رہا ہے۔

جب کسی قومی یا ملکی طلب پر کچھ یا خطبہ دیا جاتا ہے اسے یحییٰ بن جاتی میں
بعض ان میں سے ایسے فصیح و بلیغ ہوتی ہیں جن کا قلمبند ہونا نہایت ضرور ہوتا ہے
کیونکہ انکی برہائی ان کے اثر کو اسی مجلس پر ختم کر دیتی ہے جس میں وہ دے
گئے ہیں اگر بعد کو اسی مضمون پر لکچرار کا بیان چہا پابھی دیا جاتا ہے تو وہ بالکل
معاذی ہو جاتا ہے اور مدد سے عمدہ محاورے اور واقعات سے ترتیب دے جاتے ہیں
اسلئے بے مزہ اور بے اثر ہوتی ہیں اور وہ دآمدہ جوش و ولولہ کے وقت کی
پرزور و بر تاثیر تقریر میں برباد جاتی ہیں اسلئے چلے چلے بعض ضرورت کے
محسوس ہونے پر یونانیوں نے جبکہ سلطنت مہوری کا عروج تھا اور فصیح
و بلیغ لکچر دینے والے عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ فن لوگرافی
(آواز نویسی) ایجاد کیا جسکا دوسرا یونانی نام اسٹینوگرافی ہے جسکا
لفظی ترجمہ تنگ نویسی ہو سکتا ہے۔ انگریزی میں اسکو شارٹ ہینڈ لٹنگ
اور قدیم عربی زبان میں کتابت الرموز اور حال زبان عربی میں اختزال
اور رسالہ معارف علیحدہ۔

کہا جاتا ہے یونانیوں میں اسکا یہ طریقہ تھا کہ بڑے بڑے لفظوں کے قایم مقام مختلف اشارے قایم کر لئے گئے تھے۔ اور ان سے کام لیا جاتا تھا یہ اشارے فوٹو گرافی کے لئے ایک مدت تک کارآمد اور مفید تھے مگر ان میں ایک یہ نقص تھا کہ ایک آدمی لکچر یا اسپچ کا پورا استقصاء نہ کر سکتا تھا یونانی میں یہ اشارے تیر و فی کھلاتے ہیں جو اسکے بانی تیرون کی طرف منسوب ہیں بقول پلوٹارک کے جو ایک یونانی نامور مورخ ہے۔ سینیٹ مجلس جمہوری کے جلسوں کی اسپچیں فوٹو گرافی کے ذریعہ قلمبند کی جاتی تھیں۔

سترہویں صدی میں یورپ نے اسکے استعمال کے طرف توجہ کی اور انگلستان اسکا ابتداء کرنے والا مانا جاتا ہے جبکہ پارلیمنٹ کی اسپچیں اور تقریریں لکھنے میں اسکی ضرورت پیش آئی چونکہ اسکے قواعد زیادہ مشکل تھے اسلئے عرصہ دراز تک اسکا نام رواج نہوا تا ہم ملہ اسکے آسان بنانے میں کوشاں رہے یہاں تک کہ ہمارے زمانہ میں وہ یورپ کے کارآمد و مفید فنون شمار کیا جاتا ہے۔ انگریزی میں اس فن کا مصلح الیزک جبکن ہے جسکی تصنیف کی ہوئی کتابیں آجکل انگلستان میں بڑی ہائی جاتی ہیں فرانس میں اس فن میں دستگاہ رکھتا ہے۔ مگر اضلاع متحدہ امریکہ مثل دیگر فنون اس فن میں بھی یورپ سے بہت بار مکمل گئے ہیں اور وہاں اسکی تعلیم لازمی کر دی گئی ہے شام کے عالم سلیم افندی بستانی نے عربی میں بھی

اس طریقہ کو جاری کیا ہے جس کا مختصر نمونہ دائیرۃ المعارف میں جو عربی زبان کی شہور انسائیکلو پیڈیا ہے درج ہے اور ترکی زبان میں بھی جو ایک مشرقی زبان ہے اسکا اجراء ہوا ہے اور مدارس میں اسکی تعلیم شروع کر دی گئی ہے اگر ہمارے ملک کے علما اور فن آوار نویسی کے ماہرین بھی کوشش کریں اس نادر فن کی ترویج سے ملک کو امداد موجودہ بچہ کو بہت کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔

اس فن کے جو فائدہ ہادی النظر میں معلوم ہوتے ہیں اس سے کمین زیادہ ہیں آجکل کی مہذب قومیں اس بات کی کوشش میں سرگرم اپنی باقی ہیں کہ بے انتہا کہ ممکن ہو دولت و وقت میں کفایت کی جائے اور عوام سے وقت میں بہت سا کام کر نیکی و سایل بھم پہنچائیں جاہلین اب دولت موجودہ ترقی کی تاثیر نے دس روز کے کام کو اک روز میں کر کے امداد دیا اسطرح اس نادر الوجود فن فو تو گرافٹی نے کاتبان و قلم نویس و داعیہ کرنے اور پاپے والوں کو بلا کسی علمی فضیلت اور طبعی حدود کے اس قابل بنا دیا کہ دس روز کی کتابت کو ایک روز میں انجام دے سکیں اور وقت و دولت کی کفایت کے علاوہ لٹریچر میں عوامیاب و پرزور اضافہ کیا جس سے پچھلا لٹریچر بالکل پیکا پڑ گیا۔

جہاں تک غور کیا جائے مندرجہ بالا بیانات کا بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ

تمام دینی و دنیاوی ترقی کی بنیاد محض فن تحریر ہے۔ دنیا کی موجودہ ترقی یافتہ شکل جو نظر آرہی ہے وہ اسی کے باعث ہے۔ مصر اور ہندوستان کے کارنامے گو وہ کیسے ہی قابلِ قد کیوں نہ ہوں غیب کے پردہ میں چسپ گئی ہیں تو صرف اسی تحریر سے عار کر کے۔ اور یونانیوں نے فلسفہ اور دیگر علوم میں ترقی کر کے معلمِ اول کا خطاب پایا ہے تو اسی سے راہ یکہ کے مسلمانوں کے دینی و دنیاوی ترقی کے ضربِ نسل ہونے اور یورپ کا معلم بننے کا باعث ہے اور یورپ کی موجودہ ترقی اور عام بین اسکی ایجادات و اختراعات پیدا کرنے اور امریکہ سے معراج ترقی پر آئے ہوئے ملک کا استاد تسلیم کئے جانے کا سبب ہے تو یہی! اگر فن تحریر نہ ہوتا تو نہ کوئی ترقی ترقی ترقی ترقی اور نہ کوئی تنزل تنزل! اگر ترقی کا امتیاز ہے؟ تو صرف فن تحریر کے وجود سے! اور اگر تنزل نظر آسکتا ہے؟ تو صرف تحریر ہی کے آمینہ میں! تنزل یافتہ قوموں کو ادبہارتی ہے تو یہی! اور ترقی یافتہ قوموں کو عروج کے زینہ ملے کراتی ہے تو یہی! غرض دین و دنیا ترقی و تنزل میں کل قوموں کی اصلاح اور کل علوم و فنون پر تقدم و تفاخر کا شرف صرف فن تحریر ہی کو حاصل ہے

ایک ایک حرف ترقی کا ہر اک زینہ

دعوا تحریر کا سچا ہے کہ سب کچھ میں ہوں

محمد قطب بن علی تلسی سکریٹری انجمن اصفیہ

بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری

بنایا گیا تھا اور اسکی تعریف آئیگی سلطان برکہ رحمۃ اللہ علیہ جب مشرف باسلام ہوا
موضع سرانی کو بنا کر دار السلطنت مقرر کیا اور پسند فرمایا اور باشندگان
دشت کو اسلام کے دینہ میں بولا کر حفاظت کی اسلئے موضع محل خیر و برکت تھا
جس طرح پہلے دشت قنچاق اور دشت برکہ کہا جاتا تھا اس طرح
اب سر اسے قنچاق اور سر اسے برکہ مشہور ہوا مولینا خواجہ عصام الدین
بن مرحوم خواجہ عبدالملک نے کہ جو شیخ جلیل برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ
لے اولاد سے بن بقاء حاجی ترخان جو بلاد دشت سے ہے جب تثنیہ میں
سفر حجاز سے واپس آئے اور نیز ششہ میں سلطنت سمرقند مل گئی تھی اپنی
سرگزشت میں جب راہ دشت میں نہت تکبافین اونہا میں یہ شعر اپنے پڑھے
ترجمہ اشعار

سن رہا تاخیر و برکت ہر بہت اوش ششین	جس میں ہر فرما زو اس سلطان برکہ خوش ادا
اتفاقاً ایک دن ہی ہوا ادسجا مقیم	پر کسی میں بھی نہ پایا میں نے برکت کا پتا

اور نیز اوسی زیان اور اوسی موضع حاجی ترخان میں دو شعر اپنے پڑھے
حنین تعریفی تھی حضرت مولینا و سیدنا و شیخنا حافظ الدین محمد بن علی المرینی
محمد کردی بن زازی رحمہم اللہ پر۔

ترجمہ اشعار

سو پ میں جب رہنے والے شہر کے	قبضہ حافظ میں سائے کار و بار
------------------------------	------------------------------

جو کہ حافظ تھا ہوا وہ بادشاہ | بادشاہ حافظ بنین ہے زمیندار

جب برکہ خان مشرف باسلام ہوا اطراف دشت میں مذہب
حنفی کے نشان قائم کئے۔ اور اکناف وجوانب سے علماء اور مشائخ کو
طلب کیا کہ عالم دین سے خلقت کو اکگا کرین اور طرق بہایت توحید کی
رہنمائی فرمائیں اور اس بابا نے میں بہت کچھ روپیہ خرچ کیا اور آنے والوں کو
انعام و اکرام سے شاداب کیا اور علم اور علماء کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا
اور حکایات شرعیہ اور شرائع اسلامیہ کی بڑی توقیر فرمائی۔

اسکے زمانہ میں اور نیز زمانہ اوزبیگ اور جانی بیگ خان میں ہاں پر
علماء ذیل موجود تھے مولینا قطب الدین علامہ رازی۔
شیخ سعد الدین تفتازانی۔

سید جلال الدین جنہوں نے رسالہ حاجبہ کی شرح لکھی دبیہ رسالہ
ابن حاجب علم عروض میں۔ ہے اور اسکے سوا اور بہت علماء حنفیہ و شافعیہ
موجود تھے۔ اور پھر ان کے بعد میں۔

مولینا حافظ الدین بزاز۔

مولینا احمد خجندی

بلکہ سرائی انہیں علماء کی وجہ سے مجمع العلم اور معدن السعادت ہو گیا
اور اس میں عالم فاضل ادیب ظریف اہل کمال اہل ہنر تو ایسی مدت میں

اسقدر جمع ہو گئے کہ کہین نہ تھے بیان تک کہ جامع مصر اور اسکی مضافات میں نہ تھے۔ اور ۶۳ سال میں اسقدر آباد ہو کر خراب ہو گیا۔ اور باقتبار رقبہ اور آبادی کے بہت بڑا شہر بنا۔

حکایت

روسان بلدہ سرائے سے کیا غلام بہاگ کر راستہ سے الگ کسی گلی میں جا رہا اور ایک دوکان کھول کر بسر اوقات کا حیلہ کیا اسبطرٹ اس غلام کو میں برس گزر گئے مگر اپنے آقا سے کبھی مشہہ بنیہ انوائہ کبھی دونوں جمع ہوئے نہ غلام کو آقا نظر پڑا۔ یہ بوجہ کثرت آبادی دکھالی شہر ہوا۔ یہ بلدہ شہر کے کنارہ پر تاجو نرائل کی شاخ تھی۔

سلاح اور مورخین اور دریائی سفر کرنے والوں کا اتفاق ہے کہ کوئی نہراون نہرون میں کہ جاری ہیں اور پانی اونکا شیریں ہے اس نہر سے نہر بہر نہیں ہے یہ نہر بہادر دوس سے آتی ہے۔ سوائے آنہوشی اس نہر سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ اور بحر قلزم میں گرتی ہے۔ اور اسبطرٹ جیمون او شیم کی باقی نہرین قلزم میں گرتی ہیں حالانکہ قلزم شہرون سے محصور ہے۔ اور بعض سلطنتیں عجم کی اوس پر دورہ کرتی ہیں جیسے گیلان۔ مازندران۔ استر آباد۔ شروان بلدہ سرائی کی نہر کا نام سنکلا ہے۔ اس نہر میں جہاز چلتے ہیں۔ وہیدل کو مجال عبور ہے نہ سوار کو۔

اس بحر علیض و طویل سے بہت سی شاخیں نکلتی ہیں جس میں سے ہر شاخ نیل و فرات سے اعظم ہے۔

تیمور کے طوفان بے تمیزی کا دشت میں پہنچنا اور بعد شکست دینے تو قتائیش کے رعایا کی رنج گنی تیمور یہاں پر ایک لشکر جبار بلکہ ایسا دریاے زخار لیکر پہنچا جنکے تیر طیار تھے اور تلوائین وہ جنکا کاٹ قیامت کا کاٹ تیرہ لیکتے ہوئے۔ لشکر کے جوان شیر بہر دشمن کو دفع کریں والے اور چیتے پلٹ پلٹ کر حملہ کریں والے لوٹ کا مینہ برس نے والے۔ دشمن سے بدلا لینے والے۔ اپنے مال و دولت اور محل و مقام کے محافظ۔ جاہل و کمسو بہ و موروں کے نگہبان۔ بحر جنگ کے گہرے پانی میں گھسنے والے۔ اور حرب کے سخت سخت مواقع میں آڑے آئیں والے۔

تو قتائیش نے اپنے سربراہ اور وہ آقا رب اور سرگروہ رعیت اور دامن کوہ کے سکنا اور اطراف کے باشندوں کو اور اپنے قبیلے کے دوسا کو اور مہینہ اور بیہرہ کٹ کٹے جوانوں کو آدمی بھیج کر بولا یا اور بہر خواہش کی کہ تم مقابلہ اور مقابلہ کر دو کہ لباس اطاعت میں اتراتے ہوئے آئے گویا کہ وہ ہر اپنے مقام سے لڑتے ہوئے چلے آتے ہیں۔ اور گروہ گروہ اور قبیلہ قبیلہ جمع ہو گئے۔ سوار اور پیدل تلوارے۔ تیر انداز کھڑکھڑا کر مقابلہ کریں والے

تو ہکو ملت دے جب لڑائی کا فیصلہ ہو جائے اور ہم اپنا مقصد حاصل کر لیں تو میں تیری قرضدار کو تجھ کو دونگا اور تیرے ملزم کو تیرے سپرد کر دوں گا اور سوقت اپنا بدلہ لینا اور اپنا مقصد پورا کرنا۔ اوس نے کہا یہ نہیں ہو سکتا اسوقت اجازت ملے ورنہ نہ ہم تیری سنیں نہ اطاعت کریں۔

تب تو قتائش نے کہا ہم اسوقت ایسی سخت مصیبت میں ہیں کہ تیرے مقصد سے اہم ہے اور ایسی سخت آفت میں ہیں کہ تیری مصیبت سے زیادہ غم رسان ہے۔ صبر کر عجلت اچھی نہیں اطمینان رکھ اندیشہ نہ کر کسی کا حق ہائیکا نہیں اور کوئی مستحق نا کامیاب نہوگا۔ اندھے کو غار میں مت ڈھکیل۔ اور مت بن اون لوگوں سے کہ اللہ کی عبادت میں ملل یقین میں آدیکہ تو اسوقت مصیبت کی رات میں ہوجو ڈھل چکی اور فتمندی کی صبح میں ہے جو اسفار کے قریب ہو گئے تو اپنی جگہ پر قائم اور اپنے ہم عصرون میں مستعد رہ۔ آگے بڑھ اور قدم پیچھے مت ہٹا اور حکم کی پابندی کر۔

یہ امیر فوج کے ایک بڑے حصہ کو لیکر علیحدہ ہوا اور اس کے ہمراہ تمام باغی اور سرکش اور اس کا سارا قبیلہ ہولیا۔ اس قبیلہ کا نام اقتا تھا یہ امیر معہ مجمعہ بلاد روم کے قصد سے چلا تو معہ شمش اطراف اور نہ میں پہنچا اور نہ بلاد شام کا ایک بلدہ ہے، اور وہیں اقامت گزین ہو گیا جہاں تو قتائش کا لشکر تتر بتر ہو گیا اور مقاصد کے تیر نشانہ سے بکٹنے لگے

اب بجز اسکے چارہ ندیکہ ما کہ لٹرے اور جی توڑ کر لٹرے۔
تب تو تٹائیش نے دلکو شیرایا اور لشکر کو جایا اور گرائی اور خطر کو
ہزیمت و بکرائی ذج سے وایرون کو بڑھایا اور سواروں اور پیادوں کے
پرے جمائے اور لشکر کے قباب و جناح کو طاقت دی اور تیر و شمشیر کو
درست کیا۔

فصل

اور تیمور کا لشکر ان امور سے مستغنی تھا کیونکہ اسکا امر معلوم اسکی
صفت مفہوم اور سطر فہمندی اور بردباری اسکے نیز و نکی پیشانی پر مرقوم
پہر دونوں لشکر قریب ہوئے اور شکرائے اور آتش جنگ سے سینکنا
اور بیچ کنی شروع کی۔ اور جوڑا اپنے جوز کے ساتھ ملتقت ہوئے۔ گردنیں
تلوار کی داریوں کے لئے اوہرین اور سینے واسطہ طعن نیزوں کے باہر
نکلے اور چہرہ متغیر اور غبار آلود ہو گئے۔ جنگ کے بہڑیوں نے دانت
نکالے اور چلائے۔ اور پہیل گئے چتے شرارتوں کے۔ اور لشکر و نکلے
شیر باہم گلے ملے اور موبر اندام ہوئے۔ اور تیر و نکلے پہر دونوں سے
جلدوں نے لباس پہنے گویا کہ رونمنا کترا ہو گیا۔ اور جبک گئی پیشین
سرداروں کی اور سر رئیسوں کے محراب جنگ میں مجود کے لئے ادد گرے
اور غبار اوٹھا اور غولے لگائے دریائے خون میں ہر خاص عام نے

اور تیروں کے ستارے غبار کے اندھیرے میں شیاطین مفرغین
 کے لئے شہاب ثاقب ہو گئے اور تلواروں کی چمک غبار کے ابر میں
 سلاطین و ملوک پر بجلی اور صاعقہ ہوئے اور موت کی تلوار میں ہمیشہ
 گھومتی رہیں اور لشکر و نئے شیر حملہ کرتے رہے۔ اور گھوڑوں کے سموں کا غبار
 جو آسمان پر چڑھتا ہے اور خون مقتولین صبحِ امین جاری ہے یہاں تک بڑا کر
 زمینیں سات سے چہرہ گہنیں اور آسمان غبار سے اور دریا خون سے
 آئینہ ہو گئے۔ اور یہ جہاں اقرب تین دن کے رہا۔ پھر تو قتائش کے
 لشکر کے بھاگنے سے یہ غبار ہلکا ہوا۔ تو قتائش کا لشکر ہلکا اور گہنیں
 گہس گیا۔ اور تیمور کا لشکر مالک دشت میں منتشر ہو گیا۔ اور تمام مقابل پر
 غالب آیا۔ اور من ادلہ لے آخرہ سب کو ضبط کیا۔ اور بہائم اور مال دولت
 چاندی سونا اکٹھا کیا اور غنیمت کے مال جمع کر کے تقسیم کئے اور لوٹ
 اور غلامی مباح کر دی اور پہلا دیا قہر اور زبردستی کو۔ اور مقابل کے قتل
 بھنادے اور اولٹا کر دیا اور نئے قولوں کو اور بدلدی اور نئی وضعیں اور
 اور ہٹا لیا جس قدر ادھاس کے مال متاع قیدی۔ اور پہنچی بد خلقی تیمور کی بدلی
 اوراق تک۔ اور سمار کر دیا سرائے۔ سرا بھوق حاجی ترخان۔ اور اطراف
 وجوانک اور اید کو کار تہ تیمور کے نزدیک بڑ گیا۔ پھر وہاں سے لٹوا بقصد
 سمرقند اور اید کو کو ساتھ لیا اور قصد کیا کہ اس کے ساتھ ہو۔

ایک کو نے کیا کیا اور تیمور کو کس طرح دھوکا دیا

ایک کو نے اپنے اقارب اور چیران اور میسرہ کے قبیلوں میں اپنے اصحاب اور جلساء کو بذریعہ قاصدیوں اطلاع دی کہ تیمور کو اسکی ہوابی نہ پہنچی ایحضرات تم فوراً اپنی جگہ سے اور وطنوں سے چل دو اور ایک جگہ معین کی کہ وہاں ایک طرف ہو جاؤ۔ گو اس جگہ کے راستہ کٹن ہیں اور ممالک کا سامنا ہے۔ اور جہاں تک ہو سکے کسی جگہ دو مقام نکرنا کیونکہ اگر تم تیمور کے ہاتھ لگ گئے تو وہ تمکو ترہتر اور سبکو ہلاک کر دیگا۔ سب نے حسب احکم ایک کو کو بچ کیا اور سید ہے بلا التفات کسی جانب کے جہاں کہا تھا وہاں پہنچنے جب ایک کو نے جان لیا کہ اس کے لوگ شکست پر پہنچ گئے اور تیمور کو اس کے دسترس سے عاجز کر دیا تیمور سے کہا۔

اے ہولینا میرے عزیز و اقارب اور کنبہ قبیلہ کے بہت لوگ میں اور وہ میرے قوت بازو ہیں اور انکی بھلائی سے میری بھلائی ہے اور میں ہرگز مومن نہیں ہوں کہ تو قتائش میرے بعد ان پر ظلم و تعدی کرے بلکہ مجھ کو یقین ہے کہ وہ انکو فنا کر دیگا اور بچ بچ کو ہلاک کرے گا۔ اور جس قدر مجھ سے دبدبہ امیرین واقعات ہوئے انکا بدلہ اپنی بدطینتی کے سبب میرے عزیز و اقارب سے لیگا کیونکہ ان محاربات کے نانے میں میں نے بانا ڈالا ہے اور تنگنائی بلا اور شکست کے کو بخونین میں نے

اوسکو داخل کیا ہے۔ بہر حال میرا دل نہیں مانتا کہ وہ اوسکے پاس رہیں۔ اور میری زندگی کیسے خوشگوار ہوگی بجا لیکہ میرے عزیز وقتا میس کے قریب ہوں۔ اگر رائے عالی ہو کہ قاصدان مکانوں میں اور قبیلوں میں جائے اور فرمان شاہی لیجائے جس میں اونکی ولداری اور اوسکے قبائل و عشائر کی تالیف قلبی اور وہاں سے کوچ کا حکم اور اونکی مرفہ مالی کی امید دلائی جائے تو میں امید کرتا ہوں کہ وہ سب کے سب سایہ سلطانی میں آکر آسائش اور سرسبزی کے باغچوں میں جمع ہو جائیں اور وشت کبخت سے نجات پائیں۔ اور ہمارے گزشتہ کاجبر نقصان اسطرح ہو کہ بقیہ عمر ایسے چمن میں گزاریں جسکے نیچے نہرین روان ہوں۔

رائے عالی میں جو آئے وہ بہتر ہے اور خانہ زاد دن کو اوسکا اتباع واجب ہے۔ تیمور نے کہا کہ تو اس رائے کے نخلستان کا وہ مخمور دار نخل ہے کہ جسکے نیچے بوجہ کثرت اشمار شکے لگائے جاتے ہیں اور تو اپنی رائے میں بمنزلہ اوس کنڑی کے ہے کہ خارشتی اونٹوں میں گاڑ دے جاتی ہے کہ ہر ایک اونٹ اوسکا محتاج ہوتا ہے کہ جسم کو اوس سے رگڑے اسطرح تیری رائے کے سب محتاج ہیں۔ اور تیری ہوتے اس سلک کو کون چل سکتا ہے۔ اید کو نے عرض کیا کہ سب لوگ حضور کے غلام اور تابع فرمان ہیں جسکو آپ اہل دیکہین گے اوس پر

تمام مصائب سہل ہو جائینگے۔ تب تیمور نے کہا کہ اس کام کا تو ہی ہے
 کیونکہ شل ہے جس شہر میں مالک سا امام مذہب موجود ہو سکی مجال ہے کہ
 قوتے دے تب ایک کو نے کہا کہ میرے ساتھ کوئی امیر ہونا چاہئے تاکہ میں
 اون لوگوں پر فراہم شاہی کا بوجھ ڈالوں اور میرے لئے رائے عالی کے
 اطہار کا موقع ملے تیمور نے معروضہ ایک کو کا منظور فرمایا اور جس کو ایک کو نے
 چاہا اوس کو ساتھ کیا۔ دونوں نے سامان سفر متیا کیا اور وہاں سے جلدے
 جب ایک کو تیمور سے دور نکل گیا تیمور سمجھا کہ ایک کو مجھ سے سبقت لیگیا
 اور جاننا کہ ایک کو نے مغالطہ دیا اور میری عقل پر پردہ ڈالا فوراً ایک قاصد کو
 روانہ کیا کہ (جہاں ملاقات ہو) کہنا کہ بغرض امر ضروری دوائے لالہ بٹی اپس
 ہونا چاہئے جس وقت قاصد اشنا راہ میں ایک کو سے ملا اور حکم امیر پہنچایا
 ایک کو نے فوراً قاصد کو اور اپنے ہمراہی امیر کو حکم دیا کہ میرے ساتھ
 رہنا اچھا نہیں تم دونو اپنا کام کرو اور تیمور کی خدمت میں حاضر ہو کر
 بعد دست بوسی یہ عرض کر دو کہ یہ ہمارے آپ کی اجتماع کا مشتہا تھا اور
 بیشک میں برسی ہوں کیونکہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں قاصد اور امیر جڑی
 ایک کو کو مخالفت کا نہ موقع تھا اور نہ اوس کے بس کی بات تھی کہ اس سخت
 موقع میں بجز زمی کے کچھ کر سکتی مجبور دونوں نے ایک کو کو رخصت کیا اور
 وہاں سے لوٹے اور کہیں نہ شہرے برابر پہلے آئے اور تیمور کو تمام

سرگزشت سنائی،

تیمور کو جب معلوم ہوا کہ (اید کو نکل گیا اور قاصد بے نیل مرام واپس آیا) بہت مشتعل و افروختہ اور نہایت ملول و آشفتہ ہوا اور دانت پیس کر رکھیا اور اپنی نادانی پر شرمندہ ہوا اور قریب تھا کہ غصہ میں اپنے تین ہلاک کرے اور ایسے گھونٹ پیئے لگا جیسے (اہل دوزخ کی) حکایت میں خداوند عالی نے کلام مجید میں فرمایا، اور جس روز کا لکین ظالم اپنے ہاتھ چونکہ اید کو کی گرفتاری تیمور کے امکان میں نہ تھی کوشش نہ کی اور اپنے ممالک کو اور وہاں سے سمرقند کو متوجہ ہوا اور اید کو کا خیال چھوڑ دیا۔

دشت برکہ میں تیمورست اخیر واقعہ یہ پیش آیا۔
یہ بات مشہور ہے کہ تیمور کو فریب قولاً فعلاً سوا اید کو نہ کور کے کسی نے نہیں دیا۔

صاحب کتاب کتا ہے کہ میرے نزدیک ایک اور شخص ہے جس کا ذکر آئندہ آئیگا۔ یعنی قاضی القضاۃ ولی الدین عبد الرحمن بن خاندون مالکی۔

مختصر وہ واقعہ کہ نواحی شمال میں اید کو تو قتا میں سے جنگ ہوئی اور دو نو کی کیفیت متغیر ہو گئی
حکیم محمد زینب الرحمن ہدیل

دوائے یرقان

عوام الناس کو مژدہ ہو کہ اکثر لوگ مرض یرقان میں مبتلا ہو کر
مست اور پرہیزی معاینوں سے عاجز ہو جاتے ہیں اسلئے بنظر آسانی
رفاء عام احقر کے دو خانہ یونانی محکمہ بیلہ راجہ چند ولال ہیکٹاشی
مست و صفا اندرون بلدہ مکان نمبر ۱۲۰۰ عرصہ دراز سے تیار ہوتی ہے
سات پوزی اور یہ قیمت رعیم، مالی کوٹے میں بوقت اخذ اور یہ ترکیب
دست کمد سے باینگ طریقہ ہے کہ پرہیزی بالکل نہیں جو پاہو استعمال کرو صد ہا
پیش شفا پائے۔

نرد خضاب عمدہ

خضاب عمدہ اور عالی رجبہ کا تیار کیا گیا ہے جسکے لگانے سے سفیدی بالوں کی
بالکل جاوگی اور رنگ بالوں خنسا سیاہی رہتا ہے جو رپن نہیں ہوتا جسکو منظور ہو جائیگا
اور آؤئیں قیمت بالکل کم ہے فی نردم روقت اخذ خضاب ترکیب تہائی جاوگی۔

المشیر
حکیم فتح محمد صاحب گبرن عالیجناب راجہ مہاراجہ کشن چند شاستری صاحب
دعوت

نوس

یہ رسالہ ہر نیٹے کی چھٹی تاریخ ماہ جالی کو شائع ہوگا۔ کل حقوق
بق میر اللہ صاحب نشاط محفوظ ہیں اسکا منافع عالیجناب
مہاراجہ بہاؤرنے نشاط صاحب کو اطیب خاطر عطا فرمایا اور
نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

(۱) امرائے عظام سے

(۲) پبلک سے

(۳) باہر والوں سے اسکے علاوہ محصول ذاک

و۔ جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائیں گے انکو
ایک اشرفی پیر کیا جائیگی۔

و۔ ناپسند مضمون نہ طبع نہ واپس۔

اطلاع مضامین اور قیمت درخواست خریداری بنام رائے

میر اللہ صاحب نشاط محبوب پریس علاقہ مہاراجہ بہاؤرنے

چکارہ وزیر افواج آصفی ہو پختی چاہئے

